★★★ پاک سرزمین کا نظام...... قوت اخوت عوام ★★★

ABC CERTIFIED
DAILY QUWAT LAHORE

روزنامہ قوت لاہور

چیف ایگزیکٹو
حاجی ملک محمد وحید

چیف ایڈیٹر
میاں محمد فیاض

جلد نمبر 16 | پیر 20 محرم الحرام 1448ھ، 6 جولائی 2026ء، 22 ہاڑ 2082ب (صفحات 8 قیمت 15 روپے) | شمارہ نمبر 196

Www.dailyquwat.com Email:dailyquwat786@gmail.com

بدلتی عالمی صورتحال کے تناظر میں معاشی شراکت داری کی وسعت اہم ضرورت ہے: اسحاق ڈار

پاکستان اور ترکیہ نے ہمیشہ ایک دوسرے کا بھرپور ساتھ دیا ہے، دونوں ملکوں کی قیادت اور عوام کے درمیان اعتماد کا رشتہ ہمارا اثاثہ ہے، کاروبار دوست ماحول کی فراہمی ہماری ترجیح ہے

تجارت اور سرمایہ کاری میں اضافے کیلئے رکاوٹوں کو دور کرنے کیلئے پرعزم ہیں، آئی ٹی، کان کنی، توانائی سمیت مختلف شعبوں میں سرمایہ کاری کا خیر مقدم کریں گے۔ نائب وزیراعظم

استنبول (نیٹ نیوز) نائب وزیراعظم و وزیر خارجہ اسحاق ڈار نے کہا ہے کہ بدلتی عالمی صورتحال کے تناظر میں معاشی شراکت داری کو وسعت دینا وقت کی ضرورت ہے۔ نائب وزیراعظم اسحاق ڈار نے ٹی آر ٹی کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ پاکستان اور ترکیہ نے ہمیشہ ایک دوسرے کا بھرپور ساتھ دیا ہے، دونوں ملکوں کی قیادت اور عوام کے درمیان اعتماد کا رشتہ ہمارا اثاثہ ہے، کاروبار دوست ماحول کی فراہمی ہماری (بقیہ نمبر 4)

تہران: چیئرمین سینیٹ سید یوسف رضا گیلانی کی ایرانی پارلیمنٹ کے اسپیکر محمد باقر قالیباف کے ساتھ ملاقات کر رہے ہیں

شہید ایرانی سپریم لیڈر آیت اللہ خامنہ ای کی نمازِ جنازہ ادا

تدفین آج ہوگی، میت کو عراق کے شہر نجف اور کربلا بھی لے جایا جائے گا، ایرانی میڈیا

آیت اللہ علی خامنہ ای کو مشہد میں سپردِ خاک کیا جائے گا

تہران (این این آئی) شہید ایرانی سپریم لیڈر آیت اللہ سید علی خامنہ ای اور ان کے خاندان کے 4 افراد کی نمازِ جنازہ تہران میں ادا کر دی گئی۔ ایرانی میڈیا کے مطابق آیت اللہ جعفر سبحانی نے شہید ایرانی سپریم لیڈر کی نمازِ جنازہ پڑھائی۔ آیت اللہ خامنہ (بقیہ نمبر 5)

وینزویلا، زلزلے سے ہلاکتوں کی تعداد 2 ہزار 954 ہوگئی

کراکس (این این آئی) وینزویلا میں تباہ کن زلزلے سے ہلاکتوں کی تعداد 2 ہزار 954 ہوگئی۔ ہولناک زلزلے سے 16 ہزار 600 افراد زخمی ہیں۔ غیر ملکی خبررساں ادارے کے مطابق زلزلے کے بعد (بقیہ نمبر 6)

استنبول: ترکیہ کے صدر رجب طیب اردوان اور پاکستان کے وفد ملاقات کر رہے ہیں

وزیر اعظم: پاک ترکیہ اقتصادی شراکت داری ایک نئے اور امید افزا دور میں داخل

پاکستان اور ترکیہ کے درمیان برادرانہ تعلقات کو مزید مضبوط اور بلند مقام تک لے جائیں گے، دوطرفہ تجارت کو 5 ارب امریکی ڈالر تک پہنچانے کے مشترکہ ہدف کو حاصل کرنے کے عزم کا اظہار

تاریخی شہر استنبول میں صدر رجب طیب اردوان سے ملاقات میرے لیے انتہائی خوشی کا باعث بنی، ہماری گفتگو میں پاکستان ترکیہ سٹریٹجک شراکت داری کے تمام اہم پہلوؤں کا احاطہ کیا گیا

اسلام آباد (این این آئی) وزیراعظم پاکستان شہباز شریف نے کہا ہے کہ پاکستان اور ترکیہ کے درمیان اقتصادی شراکت داری ایک نئے اور نہایت امید افزا دور میں داخل ہو رہی ہے۔ سماجی رابطے کی ویب سائٹ ایکس پر جاری بیان میں وزیراعظم شہباز شریف (بقیہ نمبر 7)

پاکستان کی غیر معمولی سفارتی کامیابی سے بھارت بوکھلاہٹ کا شکار ہے: ہمایوں اختر خان

سندھ طاس معاہدے کو سیاسی دباؤ اور جبر کے طور پر استعمال کرنا چاہتا ہے، سابق وفاقی وزیر

بھارت ہوش کے ناخن لے کیونکہ ایسی کوئی بھی کوشش خطے کے امن و استحکام کے لیے سنگین نتائج کی حامل ہوگی

لاہور (این این آئی) سابق وفاقی وزیر ہمایوں اختر خان نے کہا ہے کہ امریکہ، ایران کے معاملے پر پاکستان کی غیر معمولی سفارتی کامیابی کی وجہ سے بھارت بوکھلاہٹ کا شکار ہے اور اسی وجہ سے سندھ طاس معاہدے کو سیاسی دباؤ اور جبر کے طور پر استعمال کرنا چاہتا ہے، بھارت ہوش کے ناخن لے کیونکہ ایسی کوئی بھی کوشش خطے کے امن و استحکام کے لیے سنگین نتائج کی حامل ہوگی۔ ان خیالات کا اظہار انہوں (بقیہ نمبر 16)

ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹرز سے چھوٹے شہروں اور قصبات تک الیکٹرو بسیں پہنچنے سے عوام خوشی سے نہال

خوشاب کیلئے 15، خانیوال 9، بھکر 9، اٹک 9، منڈی بہاؤالدین 9 اور حافظ آباد کیلئے 9 جدید ترین الیکٹرو بس سسٹم فنکشنل

پنجاب کے مزید 14 اضلاع میں الیکٹرو بس سروس کا دائرہ کار بڑھا دیا جائے گا: مریم نواز شریف

لاہور (زیڈ این این) سٹرکٹ ہیڈ کوارٹرز سے چھوٹے شہروں اور قصبات تک الیکٹرو بسیں پہنچنے سے عوام خوشی سے نہال ہوگئے۔ خانیوال، خوشاب، بھکر، اٹک، منڈی (بقیہ نمبر 14)

بلدیہ عظمیٰ لاہور نے نقشہ فیس کی ریکارڈ ریکوری حاصل کر لی

غیر قانونی تعمیرات کے خلاف کریک ڈاؤن، مالی سال میں 40 کروڑ سے زائد وصولیاں ریکارڈ

لاہور (زیڈ این این) بلدیہ عظمیٰ لاہور کی جانب سے غیر قانونی اور بغیر منظور شدہ نقشے کے تعمیرات کے خلاف جاری کریک ڈاؤن کے مثبت نتائج سامنے آنے لگے (بقیہ نمبر 15)

آیت اللہ خامنہ ای کے جنازے پر ایرانیوں کو روتا دیکھ کر حیرت ہوئی، ٹرمپ

واشنگٹن (این این آئی) امریکی صدر ڈونلڈ ٹرمپ نے کہا ہے کہ آیت اللہ خامنہ ای کے جنازے پر ایرانیوں (بقیہ نمبر 13)

شامی صدر کی ٹرمپ کو یوم آزادی پر مبارکباد، تعلقات کو مضبوط بنانے کی دعوت

دمشق (این این آئی) شامی صدر احمد الشرع نے امریکی صدر ڈونلڈ ٹرمپ اور امریکی عوام کو امریکہ کی آزادی (بقیہ نمبر 12)

جہلم: وزیر مملکت برائے خزانہ و ریلوے، بلال اظہر کیانی، 'اپنی چھت، اپنی زمین' اسکیم کے تحت ایک معمر خاتون کو مفت اراضی کی الاٹمنٹ کا خط پیش کر رہے ہیں

سعودی پراجیکٹ کے تحت یمن میں مزید 724 بارودی سرنگیں اور جنگی باقیات تلف

یہ پراجیکٹ یمن بھر میں شہریوں کی سیفٹی کو بہتر بنانے اور معمول کی زندگی کی بحالی میں مدد کر رہا ہے، حکام

صنعا (این این آئی) یمن میں سعودی مسام پراجیکٹ کی ٹاسک ٹیموں نے المکلا ایگزیکٹو مائن ایکشن سینٹر کے تعاون سے گزشتہ ہفتے ایک کارروائی کے دوران علاقے 724 (بقیہ نمبر 11)

کارگل کے پہاڑ کیپٹن کرنل شیر خان شہید کی بہادری کے گواہ ہیں: محسن نقوی

کیپٹن کرنل شیر خان نے معرکہ کارگل میں دشمن پر لرزا طاری کر دیا، دشمن کا بھرپور مقابلہ کرنے والا قوم کا دلیر سپاہی آج بھی دلوں میں زندہ ہے

کیپٹن کرنل شیر خان شہید جیسے بہادر جوانوں کے ہوتے ہوئے دشمن وطن عزیز کی طرف میلی آنکھ سے نہیں دیکھ سکتا

لاہور (نیٹ نیوز) محسن نقوی نے کہا ہے کہ کارگل کے پہاڑ کیپٹن کرنل شیر خان شہید کی بہادری کے گواہ ہیں۔ وفاقی وزیر داخلہ محسن نقوی نے کیپٹن کرنل شیر خان شہید کی یوم شہادت پر شاندار الفاظ میں خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے کہا ہے کہ قوم کے عظیم بہادر بیٹے کو قوم کا (بقیہ نمبر 8)

شہید علی خامنہ ای کی نمازِ جنازہ میں تین بیٹوں کی شرکت، ویڈیو سامنے آگئی

تہران (این این آئی) ایران کے سابق سپریم لیڈر شہید علی خامنہ ا(بقیہ نمبر 9)

کانگو میں ایبولا سے اموات 500 ہوگئیں

کنشاسا (این این آئی) جمہوریہ کانگو میں ایبولا وائرس کی حالیہ وبا مسلسل پھیل رہی ہے جہاں اب تک 1528 تصدیق (بقیہ نمبر 10)

وفاقی وزیر انفارمیشن اینڈ ٹیکنالوجی شزا فاطمہ میڈیا سے گفتگو کر رہے ہیں

اسلام آباد: وزیراعظم پاکستان شہباز شریف خطاب کر رہے ہیں

آزاد کشمیر انتخابات، (ن) لیگ کا جہلم سے مہاجرین کی نشستوں پر بھرپور الیکشن مہم چلانے کا اعلان

اسلام آباد (این این آئی) آزاد کشمیر کی قانون ساز اسمبلی کے انتخابا (بقیہ نمبر 17)

بلاول بھٹو اسکردو پہنچ گئے، (آج) نومنتخب وزیراعلیٰ گلگت بلتستان کی حلف برداری میں شرکت کریں گے

اسکردو (این این آئی) چیئرمین پاکستان پیپلز پارٹی بلاول بھٹو زر (بقیہ نمبر 18)

صدر و وزیراعظم کا کیپٹن کرنل شیر خان شہید کی 27 ویں برسی پر خراجِ عقیدت

کیپٹن کرنل شیر خان شہید کی لازوال قربانی ہمیشہ زندہ رہے گی، پاکستان کے شہداء ہمارا قومی سرمایہ ہیں، ان کی قربانیوں کو ہمیشہ قدر و احترام کے ساتھ یاد رکھا جائے گا۔ صدر مملکت آصف علی زرداری

کرنل شیر خان شہید کی لازوال قربانی پاکستان کی عسکری تاریخ کا درخشاں باب ہے، یہ قربانی مادرِ وطن سے وفاداری اور شجاعت کی اعلیٰ ترین روایات کا منہ بولتا ثبوت ہے

اسلام آباد (بیورو رپورٹ) صدر مملکت اور وزیراعظم نے کارگل جنگ کے ہیرو کیپٹن کرنل شیر خان شہید کی 27 ویں برسی پر انہیں خراج عقیدت پیش کیا ہے۔ اپنے پیغام میں صدر مملکت آصف علی زرداری کا کہنا تھا کہ کیپٹن کرنل شیر خان شہید کی لازوال قربانی ہمیشہ زندہ رہے گی، پاکستان کے شہداء ہمارا قومی سرمایہ ہیں، ان کی قربانیوں کو ہمیشہ قدر و احترام کے ساتھ یاد رکھا جائے گا۔ انہوں نے کہا کہ قوم اپنے شہداء کی قربانیوں کی مقروض ہے، انہی قربانیوں نے پاکستان کے دفاع کو ناقابلِ تسخیر بنایا۔ کرنل شیر خان شہید نشانِ حیدر کی برسی پر وزیراعظم شہباز شریف (بقیہ نمبر 19)

عراق نے لوٹی گئی رقوم کی بازیابی کے لیے مخبروں کے لیے مالی انعامات کی منظوری دے دی

یہ اندام قومی، اخلاقی اور قانونی ذمہ داری کے تحت عوامی خزانے کے تحفظ اور حکومتی پروگرام پر عمل درآمد کے لیے کیا جا رہا ہے، بیان

بغداد (این این آئی) عراق وزیراعظم علی فالح الزیدی نے ہفتے کے روز ہدایت کی ہے کہ بدعنوانی کے ذریعے حاصل کی گئی سرکاری جائیدادوں اور رقوم کی نشاند (بقیہ نمبر 20)

نیویارک، بروکلین کے کونی آئی لینڈ میں فائرنگ، 8 افراد زخمی

نیویارک (این این آئی) امریکہ کے شہر نیویارک کے علاقے بروکلین کے کونی آئی لینڈ میں پیش آنے والے فائرنگ کے واقعے میں 8 افراد زخمی ہوگئے۔ نیویارک پولیس کے مطابق فائرنگ سے زخمی 8 افراد میں 4 (بقیہ نمبر 21)

مریم نواز سکول فار سپیشل چلڈرن، سنٹر آف ایکسی لینس نارووال کا افتتاح

ہر شہر میں خصوصی بچوں کیلئے منصوبوں کا افتتاح کرتے ہوئے وزیراعلیٰ کا عظیم مشن یاد آتا ہے: ثانیہ عاشق

وزیراعلیٰ مریم نواز خصوصی بچوں کی تعلیم، بحالی اور بااختیار مستقبل کیلئے عملی اقدامات کر رہی ہیں، خطاب

لاہور (زیڈ این این) وزیراعلیٰ پنجاب مریم نواز شریف کے ویژن کے تحت مریم نواز سکول فار سپیشل چلڈرن، سنٹر آف (بقیہ نمبر 22)

پشاور، میاں گل رخ علی شاہ وزیراعظم یوتھ پروگرام کی فوکل پرسن نامزد

اسلام آباد (این این آئی) وزیراعظم یوتھ پروگرام نے ضلع نوشہرہ کے علاقے پیر پیائی سے تعلق رکھنے والی میاں گل (بقیہ نمبر 23)

نیویارک، یومِ آزادی پر آتش بازی کے دوران بروکلین برج پر آگ بھڑک اٹھی

143 سال پرانا بروکلین برج مکمل طور پر محفوظ ہے اور اس کی ساخت کو کسی قسم کا نقصان نہیں پہنچا، حکام

واشنگٹن (این این آئی) امریکا کے 250 ویں یومِ آزادی کی تقریبات پر بروکلین برج کے قریب آتش بازی کے دوران آگ بھڑک اٹھی، جس سے تقریب د(بقیہ نمبر 24)

چینی شہریوں کیلئے اسپیشل سیکیورٹی یونٹ کا پہلا کمانڈ اینڈ کنٹرول روم قائم

چینی سمیت غیر ملکیوں کی محفوظ آمد و رفت کے لیے 28 نکاتی سیکیورٹی پلان تیار کر لیا ہے سینٹرل کمانڈ اینڈ کنٹرول یونٹ کانوائے کو منصوبے تک مکمل سیکیورٹی فراہم کرے گا

ایس ایس یو کا کمپیوٹرائزڈ نظام تمام اضلاع کو بروقت معلومات فراہم کرے گا، کمانڈ اینڈ کنٹرول یونٹ کانوائے کی لائیو لوکیشن مسلسل مانیٹر کرے گا

اسلام آباد (این این آئی) چینی شہریوں کے لیے اسپیشل سیکیورٹی یونٹ کا پہلا کمانڈ اینڈ کنٹرول روم قائم کر دیا گیا۔ پولیس حکام کے مطابق اسپیشل سیکیورٹی یونٹ کا پہلا دستہ باچا خان انٹرنیشنل ایئرپورٹ پر تعینات کر دیا گیا، ایس ایس یو کے پہلے بیچ کو چینی زبان کا خصوصی کورس بھی مکمل کروایا گیا ہے۔ پولیس حکام نے بتایا کہ چینی سمیت غیر ملکیوں کی محفوظ آمدو(بقیہ نمبر 25)

جمہوری اقدار کے فروغ کیلئے امریکہ کا کردار قابلِ تحسین ہے، مریم نواز شریف

پنجاب امریکہ کے ساتھ دوطرفہ تعاون اور شراکت داری مضبوط بنانے کیلئے پرعزم ہے، وزیراعلیٰ پنجاب

پاکستان اور امریکہ کے تعلقات باہمی احترام پر مبنی ہیں، 250 ویں یوم آزادی پر امریکی عوام کو مبارکباد

لاہور (زیڈ این این) وزیراعلیٰ پنجاب مریم نواز شریف نے 250 ویں یوم آزادی پر امریکہ کی عوام کو مبارکباد کا پیغام بھیجا ہے۔ اہل پنجاب امریکی عوام کو 250 ویں یوم آزادی پر دلی مبارکباد پیش کرتے ہیں۔ وزیراعلیٰ مریم نواز شریف نے کہا کہ پاکستان اور امریکہ کے تعلقا (بقیہ نمبر 36)

تہران میں صبح سویرے ہزاروں افراد کے اجتماع کے دوران سوگواروں نے اپنے سینے پیٹے اور "انتقام، انتقام" کے نعرے لگائے

پاکستانی عوام کو معاشی مشکلات کا سامنا، حکومت کے لئے چیلنج

پاکستان اس وقت معاشی چیلنجز سے گزر رہا ہے، جن میں مہنگائی، بے روزگاری، روپے کی قدر میں اتار چڑھاؤ، توانائی کے بڑھتے ہوئے اخراجات اور مالیاتی خسارہ شامل ہیں۔ ان حالات میں عوام کی توقع ہے کہ حکومت آنے والے دنوں میں ایسے مؤثر معاشی اقدامات کرے گی جن سے نہ صرف عوام کو ریلیف ملے بلکہ ملکی معیشت بھی مضبوط بنیادوں پر استوار ہو۔ اگر حکومت درست منصوبہ بندی اور شفاف پالیسیوں کے ساتھ آگے بڑھے تو عوام کی مشکلات میں نمایاں کمی لائی جا سکتی ہے۔ سب سے پہلے حکومت کی توجہ مہنگائی پر قابو پانے پر ہونی چاہیے۔ اشیائے خورد و نوش، ادویات، بجلی، گیس اور پٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں استحکام عوام کو فوری ریلیف فراہم کر سکتا ہے۔ اس مقصد کے لیے ذخیرہ اندوزی اور ناجائز منافع خوری کے خلاف سخت کارروائی، مؤثر مارکیٹ نگرانی اور ضروری اشیاء کی بلاتعطل فراہمی کو یقینی بنانا ضروری ہوگا۔

دوسرا اہم شعبہ روزگار کی فراہمی ہے۔ حکومت صنعتی اور تجارتی سرگرمیوں کو فروغ دے کر نوجوانوں کے لیے نئے روزگار کے مواقع پیدا کر سکتی ہے۔ چھوٹے اور درمیانے درجے کے کاروباروں کو آسان قرضے، ٹیکس میں رعایت اور کاروباری سہولیات فراہم کرنے سے سرمایہ کاری بڑھے گی اور بے روزگاری میں کمی آئے گی۔ اس کے ساتھ ساتھ فنی تعلیم اور ہنرمندی کے پروگراموں کو مزید وسعت دینا بھی وقت کی اہم ضرورت ہے تاکہ نوجوان ملکی اور بین الاقوامی مارکیٹ کی ضروریات کے مطابق روزگار حاصل کر سکیں۔

زرعی شعبہ پاکستان کی معیشت میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتا ہے۔ حکومت اگر کسانوں کو معیاری بیج، کھاد، زرعی ادویات اور جدید زرعی مشینری پر سبسڈی فراہم کرے، آبپاشی کے نظام کو بہتر بنائے اور زرعی قرضوں تک آسان رسائی دے تو زرعی پیداوار میں اضافہ ہوگا۔ اس سے نہ صرف غذائی تحفظ بہتر ہوگا بلکہ برآمدات میں بھی

تحریر: میاں فیاض

اضافہ ممکن ہوگا۔ حکومت توانائی کے شعبے میں بھی اصلاحات متعارف کرا سکتی ہے۔ بجلی اور گیس کی فراہمی کو مزید مستحکم بنانے، قابلِ تجدید توانائی جیسے شمسی اور ہوا سے بجلی پیدا کرنے کے منصوبوں کو فروغ دینے اور بجلی کی ترسیل میں ہونے والے نقصانات کم کرنے سے عوام اور صنعت دونوں کو فائدہ پہنچے گا۔ اس کے نتیجے میں پیداواری لاگت کم ہوگی اور معاشی سرگرمیوں میں اضافہ ہوگا۔

سماجی تحفظ کے پروگراموں کو مزید مؤثر بنانا بھی حکومت کی اہم ذمہ داری ہے۔ کم آمدنی والے خاندانوں، بزرگ شہریوں، یتیم بچوں اور خصوصی افراد کے لیے مالی امداد، صحت کی سہولیات اور تعلیمی وظائف میں اضافہ کیا جا سکتا ہے۔ اس طرح معاشرے کے کمزور طبقات کو معاشی مشکلات کا بہتر انداز میں سامنا کرنے میں مدد ملے گی۔ ٹیکس کے نظام میں اصلاحات بھی مستقبل کی معاشی پالیسی کا اہم حصہ ہونی چاہئیں۔ ٹیکس نیٹ کو وسیع کرنا، ٹیکس چوری کی روک تھام اور دیانت دار ٹیکس دہندگان کو سہولیات فراہم کرنا ملکی آمدنی میں اضافہ کرے گا۔ اس اضافی آمدنی کو تعلیم، صحت، انفراسٹرکچر اور عوامی فلاح و بہبود کے منصوبوں پر خرچ کیا جا سکتا ہے۔ اسی طرح حکومت کو برآمدات میں اضافے اور غیر ملکی سرمایہ کاری کے فروغ پر بھی توجہ دینی چاہیے۔ کاروبار کے لیے آسان قوانین، شفاف نظام اور سرمایہ کار دوست ماحول پیدا کرنے سے ملکی معیشت کو استحکام حاصل ہوگا۔

جدید ٹیکنالوجی، آئی ٹی، سیاحت اور معدنی وسائل کے شعبوں میں سرمایہ کاری نئے معاشی مواقع پیدا کر سکتی ہے۔ آخر میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ پاکستان کی معاشی ترقی کا انحصار مؤثر منصوبہ بندی، شفاف حکمرانی اور عوام دوست پالیسیوں پر ہے۔ اگر حکومت مہنگائی پر قابو پانے، روزگار کے مواقع بڑھانے، زرعی و صنعتی ترقی، توانائی کے شعبے میں اصلاحات، سماجی تحفظ اور ٹیکس نظام کی بہتری جیسے اقدامات پر عمل درآمد کرے تو آنے والے دنوں میں عوام کو حقیقی معاشی ریلیف مل سکتا ہے۔ ایسی پالیسیاں نہ صرف عوام کا معیارِ زندگی بہتر بنائیں گی بلکہ پاکستان کو پائیدار معاشی ترقی کی راہ پر بھی گامزن کریں گی۔

سری لنکا کی وزیرِاعظم ہارینی امارا سوریا، سبارا گاموا یونیورسٹی میں فیکلٹی آف میڈیسن کی افتتاحی تقریب کے دوران سعودی فنڈ فار ڈیولپمنٹ کے ڈپٹی چیف ایگزیکٹو آفیسر فیصل القحطانی کا خیر مقدم کر رہی ہیں

امریکا ایران مذاکرات کا اگلا دور 11 جولائی کو پاکستان میں متوقع: العربیہ

مذاکرات کے دوران ایران پر عائد پابندیوں، ایران کے منجمد اثاثوں اور جوہری پروگرام سے متعلق معاملات زیرِ بحث آئیں گے

ایرانی وفد کی نمائندگی کے بارے میں باضابطہ اعلان تدفین کی کارروائی مکمل ہونے کے بعد متوقع ہے۔

ریاض (نیٹ نیوز) العربیہ ٹی وی کی رپورٹ کے مطابق امریکا اور ایران کے درمیان مذاکرات کا اگلا دور 11 جولائی کو پاکستان میں متوقع ہے، جس میں دونوں ممالک کے درمیان اہم امور پر بات چیت کی جائے گی۔ رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ مذاکرات کے دوران ایران پر عائد پابندیوں، ایران کے منجمد اثاثوں اور جوہری پروگرام سے متعلق معاملات زیرِ بحث آئیں گے۔ العربیہ کے مطابق مذاکرات میں (بقیہ نمبر 33)

32 ویں ٹیکسٹائل ایشیا انٹرنیشنل نمائش کا لاہور ایکسپو سینٹر میں شاندار آغاز

نمائش میں چین، ترکیہ، جرمنی، اٹلی، جاپان، جنوبی کوریا، ملائیشیا، روس سمیت دیگر ممالک کے وفود شریک ہوئے

پاکستان کی ٹیکسٹائل صنعت میں سرمایہ کاری اور کاروباری تعاون میں گہری دلچسپی کا اظہار کیا

لاہور (این این آئی) 32 ویں ٹیکسٹائل ایشیا انٹرنیشنل نمائش کا لاہور ایکسپو سینٹر میں شاندار آغاز ہوگیا۔ جنوبی ایشیا کی سب سے بڑی ٹیکسٹائل، گارمنٹ مشینری اور ڈیجیٹل ٹیکنالوجی نمائش میں دنیا بھر سے صنعتکار، سرمایہ کار اور خریدار شریک ہوئے۔ نمائش میں چین، ترکیہ، جرمنی، اٹلی، جاپان، جنوبی کوریا، ملائیشیا، روس سمیت دیگر ممالک کے وفود سمیت 2 ہزار سے زائد عالمی برانڈز اور 425 سے زائد کمپنیاں شریک ہیں۔ ٹیکسٹائل ایشیا 2026 جدید (بقیہ نمبر 32)

پشاور؛ خاتون کے ساتھ نازیبا حرکت کرنے کی فوٹیج سامنے آگئی

پشاور (این این آئی) تھانہ گلبہار کے علاقے میں خاتون کے ساتھ نازیبا حرکت کرنے والے لڑکے کی سی سی ٹی وی فوٹیج سامنے آگئی۔ تفصیلات کے مطابق 24 جون کو ہونے والے واقعے کی سی سی ٹی وی فوٹیج سامنے آگئی (بقیہ نمبر 34)

آبنائے ہرمز ایران کیلئے سٹریٹجک اثاثہ ہے، دیمتری میدویدیف

یمن میں ایران سے منسلک حوثی باغیوں نے پہلے باب المندب کو بند کرنے کی دھمکی دی تھی

آبنائے ہرمز ایران کے لیے ایک سٹریٹجک اثاثہ ہے، جس کا موازنہ جوہری ہتھیار سے کیا جا سکتا ہے، بیان

تہران (این این آئی) روس کی سلامتی کونسل کے نائب چیئرمین دیمتری میدویدیف نے کہا ہے کہ ایران کے پاس باب المندب کی صورت میں بیک اپ ہتھیار موجود ہے۔ عرب ٹی وی کے مطابق دیمتری میدویدیف جو روس کے صدر اور وزیر اعظم بھی رہ چکے ہیں (بقیہ نمبر 35)

چین کی لاجسٹکس صنعت کا خوشحالی انڈیکس 50.6 فیصد تک پہنچ گیا

فکسڈ اثاثوں میں سرمایہ کاری کی تکمیل کا اشاریہ 54.3 فیصد ریکارڈ کیا گیا، چائنا فیڈریشن آف لاجسٹکس اینڈ پرچیزنگ

ملک کے مختلف خطوں میں متوازن بحالی اور ترقی کا مثبت رجحان ظاہر ہوتا ہے

بیجنگ (این این آئی) چین کی لاجسٹکس صنعت کا خوشحالی انڈیکس رواں سال جون میں 50.6 فیصد تک بڑھ گیا۔ چائنا فیڈریشن آف لاجسٹکس اینڈ پرچیزنگ نے اتوار کو جون کے لیے چین کی لاجسٹکس صنعت کا خوشحالی انڈیکس جاری کیا۔ انڈیکس توسیعی دائرے میں رہتے ہوئے مزید تیزی سے بڑھا ہے، جس سے ملک کے مختلف خطوں میں متوازن بحالی اور ترقی کا مثبت رجحان ظاہر ہوتا ہے۔ جون میں چین کی لاجسٹکس صنعت کا خوشحالی انڈیکس 50.6 (بقیہ نمبر 31)

راولپنڈی، پاکستان میں واقع آرمڈ فورسز بون میرو ٹرانسپلانٹ سینٹر (AFBMTC) میں طبی ماہرین، فوجی حکام اور مریض ایک گروپ فوٹو کے لیے پوز دے رہے ہیں

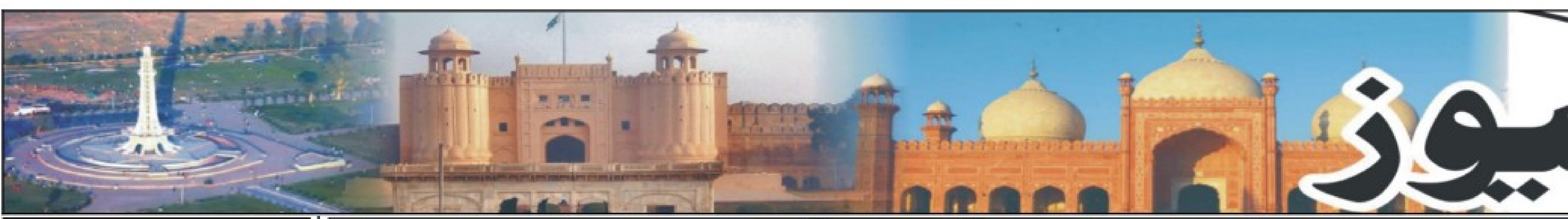

روزنامہ قوت لاہور
چیف ایڈیٹر میاں محمد فیاض

سٹی نیوز

چین میں ایکسپریس ترسیل کا حجم جون کے اختتام تک 100 ارب پارسلوں سے تجاوز کر گیا

بیجنگ (شِنہوا) رواں سال جون کے اختتام تک چین میں ایکسپریس ترسیل کا حجم 100 ارب پارسلوں سے تجاوز کر گیا۔ چین کے ریاستی محکمہ ڈاک (ایس پی بی) کے جاری کردہ اعداد و شمار کے مطابق یہ سنگ میل 2025 کے مقابلے میں 9 روز پہلے حاصل کیا گیا، جو ایکسپریس ترسیل کے شعبے اور صارفین کی منڈی دونوں میں مسلسل بہتری کی عکاسی کرتا ہے۔ ایس پی بی کے مرکز برائے ترقی و تحقیق کے عہدیدار لیو جیا ٹنگ نے کہا کہ 2026 کے آغاز سے صارفین کے اخراجات بڑھانے سے متعلق متعدد حکومتی پالیسیوں کے اثرات مسلسل سامنے آ رہے ہیں، جس سے نہ صرف صارفین کے اخراجات میں اضافہ ہوا بلکہ کھپت کے ڈھانچے میں بھی بہتری آئی۔ انہوں نے کہا کہ صارفین کی طلب میں اس بحالی نے چین کی ایکسپریس ترسیل کی منڈی میں مسلسل توسیع کو بھی فروغ دیا ہے۔ محکمے نے اس شعبے میں ماحول دوست تبدیلی کی پیش رفت پر بھی روشنی ڈالی۔ جون 2025 میں چین میں ایکسپریس ترسیل کے شعبے سے متعلق نظر ثانی شدہ ضوابط نافذ کئے گئے تھے، جن کے تحت ایسے ماحول دوست پیکنگ مواد کے استعمال کی حوصلہ افزائی کی گئی جو تحلیل پذیر اور دوبارہ استعمال کے قابل ہو۔ ایس پی بی کے ترجمان لین ہو کے مطابق اس کے بعد سے شعبے میں معیاری پیکنگ کا تناسب 86 فیصد تک پہنچ گیا ہے، جبکہ ری سائیکل اور دوبارہ استعمال کے قابل کارٹن 6.1 ارب سے زائد مرتبہ استعمال کئے جا چکے ہیں۔ انہوں نے مزید بتایا کہ اس وقت اس شعبے میں نئی توانائی اور صاف توانائی سے چلنے والی 75 ہزار سے زائد گاڑیاں استعمال ہو رہی ہیں۔ ان کے بقول کم کاربن اور ذہین ترسیل صارفین کے طرز زندگی کو نئی شکل دے رہی ہے۔ ایس پی بی نے کہا کہ آئندہ بھی ایکسپریس ترسیل کا شعبہ لاجسٹکس میں اپنے کلیدی کردار کو مزید مضبوط بنائے گا

نان جنگ اور استنبول کے درمیان ثقافتی ورثے کے تحفظ میں تعاون بڑھانے پر اتفاق

استنبول (شِنہوا) چین کے شہر نان جنگ اور ترکیہ کے شہر استنبول کے حکام اور ماہرین نے اس ہفتے یہاں منعقدہ "نان جنگ۔استنبول شہری تہذیبی مکالمہ" میں شرکت کی، جہاں ثقافتی ورثے کے تحفظ اور پائیدار شہری ترقی سے متعلق خیالات کا تبادلہ کیا گیا۔ اس مکالمے کا مشترکہ اہتمام چین کے ریاستی کونسل کے دفتر برائے اطلاعات اور انقرہ میں چینی سفارتخانے نے کیا۔ اس میں مقامی حکومتوں، بین الاقوامی تنظیموں، جامعات، اشاعتی اداروں، ادبی حلقوں اور ذرائع ابلاغ کے 100 سے زائد نمائندوں نے شرکت کی۔ ماہرین کے مطابق نان جنگ اور استنبول دونوں قدیم فصیلوں اور بھرپور ثقافتی ورثے کے حامل ایسے بڑے شہر ہیں جو تیزی سے بڑھتی ہوئی شہری آبادی کے باعث یکساں دباؤ کا سامنا کر رہے ہیں۔ ان کا کہنا تھا کہ دونوں شہروں میں تاریخی ورثے کے تحفظ کے لئے جاری اقدامات قدیم شہروں کے لئے اہم نمونہ فراہم کرتے ہیں۔ نان جنگ یونیورسٹی کے شعبہ تعمیرات و شہری منصوبہ بندی کے پروفیسر لو آن دونگ نے کہا کہ مکالمے کا محور یہ تھا کہ شہر تہذیب کو کس طرح آگے بڑھاتے اور نئے انداز میں فروغ دیتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ استنبول کے یدی کلے بوستان اور نان جنگ کے تاریخی محلوں جیسے زندہ ثقافتی ورثے کا تحفظ آثار قدیمہ کی انجینئرنگ جتنا ہی اہم ہے۔ شرکاء نے اس بات پر اتفاق کیا کہ اگرچہ نان جنگ اور استنبول کی تاریخی روایات مختلف ہیں، تاہم ثقافتی ورثے کے تحفظ سے متعلق دونوں کو یکساں نوعیت کے بہت سے چیلنجز درپیش ہیں اور عملی تجربات کے تبادلے سے دونوں فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ استنبول میٹروپولیٹن میونسپلٹی کے شعبہ تاریخ شہر، تشہیر اور سیاحت کی سربراہ ہوریے مروے گیدک نے کہا کہ یہ مکالمہ دونوں شہروں کے لئے ثقافتی ورثے کے تحفظ کے تجربات کے تبادلے کا ایک اہم پلیٹ فارم ثابت ہوا ہے۔

پوتن اور ٹرمپ کا امریکی یوم آزادی پر ٹیلی فونک رابطہ، یوکرین اور دوطرفہ تعلقات پر تبادلہ خیال

ماسکو (شِنہوا) روس کے صدارتی معاون یوری اوشاکوف نے کہا ہے کہ روسی صدر ولادیمیر پوتن نے امریکی صدر ڈونلڈ ٹرمپ کے ساتھ ٹیلی فون پر گفتگو کی ہے۔ امریکہ نے ہفتے کے روز اپنے یوم آزادی پر ملک کے قیام کی 250 ویں سالگرہ منائی۔ اوشاکوف نے تصدیق کی کہ پوتن نے ٹرمپ کو اس تہوار پر مبارکباد دی۔ صدارتی معاون نے واضح کیا کہ "یہ گفتگو، جو اس سال اس نوعیت کا چوتھا رابطہ ہے، قدرتی طور پر محض ایک روایتی سفارتی رسمی کارروائی نہیں تھی بلکہ کاروباری نوعیت کی اور انتہائی تعمیری تھی۔ اس نے دوطرفہ اور بین الاقوامی ایجنڈے پر موجود اہم ترین مسائل پر کھل کر بات چیت کا موقع فراہم کیا۔ گفتگو کے دوران پوتن نے میدان جنگ کی اصل صورتحال سے آگاہ کیا، جہاں روسی افواج فرنٹ لائن پر مسلسل طور پر آگے بڑھ رہی ہیں۔ اوشاکوف نے اس بات پر زور دیا کہ یوکرین تنازع کے دوران فرنٹ لائن کی مجموعی صورتحال اور زمینی حقائق کے بارے میں یورپی ممالک کا نظریہ ناقص اور غلط ہے۔ دوطرفہ تعلقات کے حوالے سے دونوں صدور نے فوجی، سیاسی اور اقتصادی شعبوں سمیت مختلف شعبوں میں مسلسل رابطے برقرار رکھنے کی اہمیت پر زور دیا۔ اوشاکوف نے کہا کہ "ان شعبوں میں ہمارے دونوں ممالک کے درمیان باہمی مفاد پر مبنی تعاون کے وسیع امکانات موجود ہیں۔ ٹرمپ نے اس بات پر زور دیا کہ یوکرین تنازع کا جلد حل ایسے تعاون کی راہ ہموار کرنے کے لئے ایک بنیادی شرط ہوگا۔"

دنیا بھر کے سیاح چین کے نئے زرعی اور دیہی حسن کی جانب مائل

نان ننگ (شِنہوا) چین کے جنوبی گوانگ شی ژوانگ خود مختار علاقہ کے ایک گاؤں میں برطانیہ کے سفری بلاگر الیگزینڈر چارلس ڈگلس شارٹ اور آئرلینڈ کے لیوک وین او فیرل نے مقامی کسانوں کے روزمرہ کے سخت مشقت والے چنبیلی کے پھول چننے کے کام میں غیر معمولی دلچسپی اور لطف محسوس کیا۔ 50 سالہ کسان لی شوئی پنگ نے جان بوجھ کر آہستہ آہستہ اپنا کام انجام دینے کا مظاہرہ کیا اور بتایا کہ اسے اس طرح چٹکی سے پکڑیں، تھوڑا گھمائیں اور پھول الگ ہو جائے گا، پھر آپ اسے اپنی کمر سے بندھے کپڑے کے تھیلے میں ڈال لیں۔ الیگزینڈر جو چین میں عام پیش کئے جانے والے چنبیلی کے ذائقے والے مشروبات سے لطف اندوز ہوتے ہیں، نے کہا کہ بہت سے سیاح دیہی ماحول کا مشاہدہ کرنے کے لئے آتے ہیں تا کہ یہ سمجھ سکیں کہ اصل چین کیسا ہے۔ اس کا اصل منبع دیکھنا اس تجربے کو واقعی معنی خیز بناتا ہے۔ الیگزینڈر اور لیوک ہی نہیں بلکہ چین کی ویزا کے بغیر داخلے کی پالیسیوں کے تحت آنے والے بین الاقوامی سیاح کثیر تعداد میں دیہی علاقوں کا رخ کر رہے ہیں جو کبھی غربت، تنہائی اور فلش ٹوائلٹ جیسی جدید سہولیات کے فقدان کی علامت سمجھے جاتے تھے۔ بیجنگ، شنگھائی اور چھونگ چھنگ جیسے بڑے میٹروپولیٹن شہروں کی سیر کرنے کے بعد اب زیادہ غیر ملکی سیاح دیہی علاقوں کی زرعی ثقافت اور روایتی ماحول دیکھنے کی طرف مائل ہو رہے ہیں۔ چین کی انسداد غربت مہم اور جاری دیہی احیا کے منصوبوں کے نتیجے میں بہتر ریل نیٹ ورک، 5 جی انٹرنیٹ سہولیات اور سیاحوں کے لئے سازگار ماحول نے اب دیہی علاقوں تک رسائی کو انتہائی آسان بنا دیا ہے۔

گرفتار ملزمان ناصر، رضوان، ساجد، نواز، وحید، حسن رضا چیمہ، سکندر عزیز خان اور محمد احمد رضا

دو غیر ملکی خواتین کی بحفاظت بازیابی، لاہور پولیس کی بروقت کارروائی، آٹھ ملزمان گرفتار، تفتیش جاری

لاہور پولیس نے اطلاع موصول ہونے کے بعد جدید ٹیکنالوجی، انٹیلی جنس بیسڈ آپریشن اور پیشہ ورانہ مہارت سے چند گھنٹوں میں دونوں خواتین کو بحفاظت بازیاب کر لیا۔ فیصل کامران

یکم جولائی 2026 کو پنجاب سیف سٹیز اتھارٹی کے یونیورسل ایکسیس نمبر (UAN) کے ذریعے پولیس ہیلپ لائن 15 پر بیرون ملک سے متاثرہ خاتون کے والد کی کال موصول ہوئی۔ ڈی آئی جی آپریشنز

اطلاع ملتے ہی خصوصی ٹیمیں تشکیل دی گئیں اور پنجاب سیف سٹیز اتھارٹی کے تعاون سے سی سی ٹی وی، موبائل ڈیٹا اور دیگر تکنیکی شواہد کی مدد سے سرچ اینڈ ریسکیو آپریشن شروع کیا گیا

متاثرہ خاتون سے براہ راست رابطہ بھی قائم رہا، لائیو لوکیشن کی مدد سے پولیس نے بھٹہ چوک کے قریب دونوں خواتین کو بحفاظت بازیاب کر لیا۔ پریس کانفرنس

ڈی آئی جی آپریشنز فیصل کامران غیر ملکی خواتین کی بازیابی اور ملزمان کی گرفتاری کے حوالے سے پریس کانفرنس کر رہے ہیں جبکہ اسکے ساتھ ساتھ گرفتار ملزمان کی فوٹوز

لاہور (خبرنگار، کرائم رپورٹر) ڈی آئی جی آپریشنز لاہور فیصل کامران نے دو غیر ملکی خواتین کی بحفاظت بازیابی کے حوالے سے پریس کانفرنس کرتے ہوئے کہا کہ لاہور پولیس نے اطلاع موصول ہونے کے بعد جدید ٹیکنالوجی، انٹیلی جنس بیسڈ آپریشن اور پیشہ ورانہ مہارت سے چند گھنٹوں میں دونوں خواتین کو بحفاظت بازیاب کر لیا، مقدمہ درج کیا، آٹھ ملزمان گرفتار کیے اور تمام قانونی تقاضے مکمل کیے۔ انہوں نے بتایا کہ یکم جولائی 2026 کو پنجاب سیف سٹیز اتھارٹی کے یونیورسل ایکسیس نمبر (UAN) کے ذریعے پولیس ہیلپ لائن 15 پر بیرون ملک سے متاثرہ خاتون کے والد کی کال موصول ہوئی، جس میں دونوں خواتین کے مبینہ اغواء اور تاوان کے مطالبے کی اطلاع دی گئی۔ اطلاع ملتے ہی خصوصی ٹیمیں تشکیل دی گئیں اور پنجاب سیف سٹیز اتھارٹی کے تعاون سے سی سی ٹی وی، موبائل ڈیٹا اور دیگر تکنیکی شواہد کی مدد سے سرچ اینڈ ریسکیو آپریشن شروع کیا گیا۔ متاثرہ خاتون سے براہ راست رابطہ بھی قائم رہا اور لائیو لوکیشن کی مدد سے پولیس نے بھٹہ چوک کے قریب دونوں خواتین کو بحفاظت بازیاب کر لیا۔ ڈی آئی جی آپریشنز نے بتایا کہ متاثرہ خواتین کی درخواست پر تھانہ ڈیفنس سی میں مقدمہ درج کیا گیا، ان کی رضامندی سے میڈیکولیگل معائنہ کرایا گیا، دفعہ 164 ضابطہ فوجداری کے تحت معزز جوڈیشل مجسٹریٹ کے روبرو بیانات ریکارڈ کروائے گئے، وزارت خارجہ کے ذریعے نیدرلینڈز کے سفارت خانے سے مسلسل رابطہ رکھا گیا اور تمام قانونی کارروائی مکمل ہونے کے بعد دونوں خواتین اپنے وطن روانہ ہو گئیں۔ انہوں نے کہا کہ مقدمہ کی تفتیش کے دوران آٹھ ملزمان گرفتار کیے جا چکے ہیں جبکہ وقوعہ میں استعمال ہونے والی گاڑیاں، متاثرہ خواتین کا سامان، موبائل فونز، دستاویزات اور دیگر ڈیجیٹل شواہد قبضہ پولیس میں لے لیے گئے ہیں۔ فرانزک اور ڈیجیٹل تجزیہ جاری ہے اور مزید تفتیش میرٹ پر آگے بڑھ رہی ہے۔ فیصل کامران نے سوشل میڈیا اور بعض حلقوں میں گردش کرنے والی غلط معلومات کی وضاحت کرتے ہوئے کہا کہ اس مقدمہ کی اطلاع سفارت خانے نے نہیں بلکہ متاثرہ خاتون کے والد نے پولیس ہیلپ لائن 15 پر دی تھی۔ ایف آئی آر متاثرہ خاتون کی اپنی تحریری درخواست پر درج ہوئی، میڈیکولیگل معائنہ ان کی رضامندی سے کرایا گیا اور دفعہ 164 کے تحت بیانات مکمل آزادانہ ماحول میں معزز عدالت کے روبرو ریکارڈ کیے گئے۔ انہوں نے واضح کیا کہ ریسکیو آپریشن، شواہد کا حصول، ملزمان کی گرفتاری اور تمام قانونی کارروائیاں قانون اور شفافیت کے مطابق انجام دی گئیں۔ ڈی آئی جی آپریشنز نے بتایا کہ متاثرہ خواتین نے لاہور پولیس کی بروقت مدد، پیشہ ورانہ طرزِ عمل اور مکمل قانونی معاونت کو سراہا۔ پاکستان سے روانگی کے وقت انہوں نے اظہارِ تشکر کے طور پر پاکستانی پرچم اپنے ساتھ لے جانے کی خواہش ظاہر کی، جس پر لاہور پولیس کی جانب سے انہیں قومی پرچم پیش کیا گیا۔ انہوں نے کہا کہ لاہور پولیس اس مقدمہ کی تفتیش مکمل غیر جانبداری، شفافیت اور قانون کے مطابق جاری رکھے ہوئے ہے اور مضبوط شواہد کی بنیاد پر ذمہ دار عناصر کو انصاف کے کٹہرے میں لایا جائے گا۔ انہوں نے عوام اور میڈیا سے اپیل کی کہ غیر مصدقہ اطلاعات اور قیاس آرائیوں کے بجائے صرف مستند اور تصدیق شدہ معلومات پر اعتماد کیا جائے

نمازوں کے اوقات

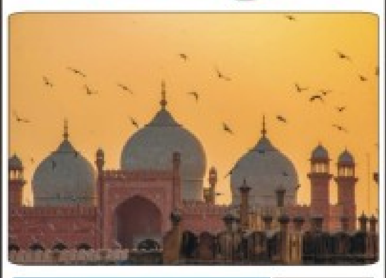

صبح صادق	3:15
فجر	4:00
ظہر	1:30
عصر	5:30
مغرب	غروب آفتاب
عشاء	9:00

فقہ جعفریہ

فجر طلوع آفتاب سے ایک گھنٹہ قبل، ظہرین 1:30 جبکہ مغرب غروب آفتاب کے 10 منٹ بعد

ایمرجنسی نمبرز

پولیس ایمرجنسی	15
آئی جی شکایت سیل	8787
ریلوے انکوائری	117
پی آئی اے	114

ہسپتالوں کے نمبرز

جناح ہسپتال	111-809-809
سروسز ہسپتال لاہور	99203407-25
میو ہسپتال لاہور	9921110-6
جنرل ہسپتال لاہور	99284092-8
پی آئی سی لاہور	111-786-786

چین کے جنوبی گوانگ شی ژوانگ خود مختار علاقے کے شہر فانگ چینگ گانگ میں ایک گاڑی سیلابی پانی میں دیکھی جا سکتی ہے۔ (شِنہوا)

لاہور چیمبر میں فنانشل ایڈوائزری بیٹھک کا انعقاد

بدلتے ٹیکس قوانین سے آگاہی انتہائی ضروری، لاہور چیمبر کاروباری برادری کو ہر ممکن مشاورتی معاونت فراہم کرتا رہے گا: فہیم الرحمٰن سہگل

لاہور (خبرنگار) لاہور چیمبر آف کامرس اینڈ انڈسٹری کے زیرِ اہتمام فنانشل ایڈوائزری بیٹھک کا

گیارہواں اجلاس منعقد ہوا، جس میں کاروباری برادری کو ٹیکس، کسٹمز اور دیگر ریگولیٹری امور پر ون ٹو ون مشاورتی خدمات فراہم کی گئیں۔ اجلاس کی صدارت لاہور چیمبر کے صدر فہیم الرحمٰن سہگل نے کی جبکہ ٹیکس و مالیاتی امور کے ماہر حمید اللہ خان نے شرکاء کو مختلف معاملات پر تفصیلی رہنمائی فراہم کی اور ان کے سوالات کے جوابات دیے۔ نشست میں سال 2027 کے ودہولڈنگ ٹیکس (WHT) ریٹس، ٹیکس ایئر 2026 کے انکم ٹیکس ریٹرن، پنجاب ریونیو اتھارٹی (PRA) رجسٹریشن، آئی ایس او 9001:2015 سرٹیفکیشن اور رجسٹریشن کا طریقہ کار، پاکستان سنگل ونڈو (PSW) کے ذریعے گڈز ڈیکلریشن (GD)، ای آئی ایف سے متعلق معاملات اور فی سی بی ایم کسٹمز ویئر ہاؤسنگ چارجز پر تفصیلی تبادلۂ خیال کیا گیا۔ اس موقع پر خطاب کرتے ہوئے لاہور چیمبر کے صدر فہیم الرحمٰن سہگل نے کہا کہ فنانشل ایڈوائزری بیٹھک کا مقصد کاروباری برادری کو ٹیکس اور ریگولیٹری معاملات میں درپیش مشکلات کے حل کے لیے عملی رہنمائی فراہم کرنا ہے۔ انہوں نے کہا کہ لاہور چیمبر اپنے اراکین کو ماہرین کی خدمات فراہم کرنے اور ایسے مشاورتی سیشنز کے انعقاد کے ذریعے کاروباری طبقے کی ہر ممکن معاونت جاری رکھے گا۔ انہوں نے کہا کہ ٹیکس اور ریگولیٹری قوانین میں مسلسل تبدیلیوں کے باعث کاروباری اداروں کے لیے تازہ ترین قوانین سے آگاہ رہنا ضروری ہے۔ بروقت تعمیل نہ صرف جرمانوں اور قانونی پیچیدگیوں سے بچاتی ہے بلکہ معیشت کو مزید شفاف اور دستاویزی بنانے میں بھی مددگار ثابت ہوتی ہے۔ انہوں نے کہا کہ لاہور چیمبر مستقبل میں بھی اس نوعیت کی آگاہی اور مشاورتی نشستوں کا انعقاد جاری رکھے گا۔ ٹیکس و مالیاتی امور کے ماہر حمید اللہ خان نے ٹیکس قوانین اور کسٹمز طریقہ کار میں ہونے والی حالیہ تبدیلیوں پر روشنی ڈالی اور کاروباری برادری کو درپیش مختلف مسائل کے عملی حل پیش کیے۔ انہوں نے بروقت ٹیکس ادائیگی، درست دستاویزات کی تیاری اور ریگولیٹری تقاضوں پر عمل درآمد کی اہمیت پر زور دیا۔ شرکاء نے اس اقدام کو سراہتے ہوئے کہا کہ ون ٹو ون مشاورتی نشستوں سے انہیں اپنے کاروباری مسائل پر براہِ راست ماہرین سے رہنمائی حاصل کرنے کا مؤثر موقع ملا۔ اجلاس میں محمد طٰہٰ سرور، طارق حمید، شاہد حسین اور حافظ محمد شفیق سمیت دیگر اراکین نے شرکت کی۔

حکومت فوری طور پر پیٹرولیم لیوی اور غیر ضروری ٹیکسوں کا خاتمہ کرے

حکومت کی پالیسیاں عوام دوست ہونے کے بجائے مخصوص مفاد پرست طبقوں کو فائدہ پہنچا رہی ہیں

جماعت اسلامی عوام کے معاشی حقوق کے تحفظ کی جدوجہد جاری رکھے گی امیر جماعت اسلامی پنجاب محمد جاوید قصوری

لاہور (خبرنگار) امیر جماعت اسلامی پنجاب محمد جاوید قصوری نے کہا ہے کہ حکومت کی جانب سے پیٹرولیم مصنوعات پر عائد بھاری لیوی، ٹیکسز اور مختلف مارجنز عوام پر ناقابل برداشت بوجھ بن چکے ہیں۔ ایک لیٹر پیٹرول پر مجموعی طور پر 76.118 روپے جبکہ ایک لیٹر ہائی اسپیڈ ڈیزل پر 65.110 روپے لیوی، ٹیکس اور مارجنز کی مد میں وصول کیے جا رہے ہیں، جس کی جتنی بھی مذمت کی جائے کم ہے۔ حکومت اگر چاہے تو صرف پیٹرولیم لیوی میں کمی یا اسے ختم کر کے عوام کو فوری اور مؤثر ریلیف فراہم کر سکتی ہے، مگر افسوس کہ ایسا نہیں کیا جا رہا۔ محمد جاوید قصوری نے کہا کہ ملک پہلے ہی شدید مہنگائی، بے روزگاری اور معاشی بدحالی کی لپیٹ میں ہے۔ ایسے حالات میں پیٹرولیم مصنوعات پر بھاری ٹیکس عائد کرنا عوام کے ساتھ سراسر ناانصافی ہے۔ پیٹرول اور ڈیزل کی قیمتوں میں اضافے سے صرف ٹرانسپورٹ ہی نہیں بلکہ اشیائے خورونوش، زرعی پیداوار، صنعتی لاگت اور روزمرہ استعمال کی تمام ضروری اشیا مہنگی ہو جاتی ہیں، جس کا براہ راست بوجھ عام آدمی پر پڑتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ عالمی منڈی میں خام تیل کی قیمتوں میں مسلسل کمی دیکھی جا رہی ہے، لیکن پاکستان میں اس کے برعکس عوام کو اس کمی کا فائدہ منتقل کرنے کے بجائے مختلف ٹیکسوں اور لیوی کی صورت میں اضافی بوجھ ڈالا جا رہا ہے۔ ان کا کہنا تھا کہ حکومت کی پالیسیاں عوام دوست ہونے کے بجائے مخصوص مفاد پرست طبقوں کو فائدہ پہنچا رہی ہیں، جس سے یہ تاثر مضبوط ہو رہا ہے کہ حکمران تیل مافیا کے اثر و رسوخ سے آزاد ہو کر فیصلے کرنے میں ناکام ہیں۔ امیر جماعت اسلامی پنجاب نے کہا کہ حکمرانوں نے عوام کو ریلیف دینے کے بجائے انہیں مسلسل مہنگائی کی چکی میں پسنے پر مجبور کر دیا ہے۔ یہ طرزِ حکمرانی بے حسی کی انتہا ہے۔ انہوں نے مطالبہ کیا کہ حکومت فوری طور پر پیٹرولیم لیوی اور غیر ضروری ٹیکسوں کا خاتمہ کرے، پیٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں نمایاں کمی لائے اور عالمی منڈی میں تیل کی قیمتوں میں ہونے والی کمی کا مکمل فائدہ عوام تک منتقل کرے۔ محمد جاوید قصوری نے مزید کہا کہ جماعت اسلامی عوام کے معاشی حقوق کے تحفظ کی جدوجہد جاری رکھے گی اور مہنگائی، ناجائز ٹیکسوں اور عوام دشمن معاشی پالیسیوں کے خلاف ہر آئینی اور جمہوری فورم پر بھرپور آواز بلند کرتی رہے گی۔

صوبائی وزیر صحت و آبادی خواجہ عمران نذیر کی ڈپٹی کمشنر لاہور سے ان کے دفتر میں ملاقات

ملاقات میں صحت عامہ، عوامی فلاح، ضلعی انتظامی امور اور طبی سہولیات کی بہتری سے متعلق مختلف امور پر تبادلہ خیال

صوبائی وزیر صحت و آبادی خواجہ عمران نذیر ڈپٹی کمشنر لاہور سے ان کے دفتر میں ملاقات کر رہے ہیں

لاہور (خبرنگار) صوبائی وزیر صحت و آبادی خواجہ عمران نذیر نے ڈپٹی کمشنر لاہور سے ان کے دفتر میں ملاقات کی۔ ملاقات کے دوران صحت عامہ، عوامی فلاح، ضلعی انتظامی امور اور طبی سہولیات کی بہتری سے متعلق مختلف امور پر تبادلہ خیال کیا گیا۔ ملاقات کے دوران صوبائی دارالحکومت میں سرکاری طبی سہولیات کے معیار، بہبود آبادی کے پروگرامز پر ہونے والی پیش رفت، صفائی ستھرائی، انسدادِ ڈینگی اقدامات اور مون سون سیزن کے پیش نظر موسمی بیماریوں سے بچاؤ کی حکمت عملی کا جائزہ بھی لیا۔ اس موقع پر محرم الحرام کے دوران شہریوں کو بروقت طبی امداد کی فراہمی، ایمرجنسی ریسپانس اور ہسپتالوں میں خصوصی انتظامات پر بھی تفصیلی غور کیا گیا۔ صوبائی وزیر صحت و آبادی خواجہ عمران نذیر نے کہا کہ وزیر اعلیٰ پنجاب مریم نواز شریف کے ویژن کے مطابق عوام کو معیاری، بروقت اور آسان طبی سہولیات کی فراہمی حکومت کی اولین ترجیح ہے۔ انہوں نے ہدایت کی کہ مون سون کی آمد سے قبل انسدادِ ڈینگی مہم کو مزید مؤثر بنایا جائے اور تمام متعلقہ ادارے باہمی رابطے، مکمل ہم آہنگی اور ذمہ داری کے ساتھ اپنی ذمہ داریاں انجام دیں۔ خواجہ عمران نذیر نے اس بات پر بھی زور دیا کہ عوامی خدمت، شفافیت اور شہری مسائل کے بروقت حل کو ہر صورت یقینی بنایا جائے تاکہ عوام کو بہترین سہولیات فراہم کی جا سکیں۔ اس موقع پر ڈپٹی کمشنر لاہور نے صوبائی وزیر کو ضلعی انتظامیہ کی جانب سے صحت عامہ، صفائی، انسدادِ ڈینگی، محرم الحرام کے انتظامات اور دیگر عوامی فلاحی اقدامات پر تفصیلی بریفنگ دی۔ انہوں نے کہا کہ شہریوں کو بہتر طبی سہولیات اور صحت مند ماحول کی فراہمی کے لیے تمام دستیاب وسائل بروئے کار لائے جا رہے ہیں اور ضلعی انتظامیہ متعلقہ اداروں کے ساتھ مکمل تعاون اور ہم آہنگی کے ساتھ کام کر رہی ہے۔

اے سی پسرور ثناء شرافت سے انکے آفس میں ایم پی اے رانا فیاض کی اہم میٹنگ

سیالکوٹ (خواجہ عامر جاوید سے) پارلیمانی سیکرٹری کا پسرور کی بیوٹیفکیشن کیلئے جاری منصوبوں پر اظہار اطمینان۔ پارلیمانی سیکرٹری حکومت پنجاب رانا محمد فیاض ایم پی اے کی اسسٹنٹ کمشنر پسرور ثناء شرافت سے انکے آفس اہم ملاقات ہوئی۔ دوران میٹنگ وزیر اعلیٰ پنجاب مریم نواز شریف کے عوام دوست پنجاب ڈویلپمنٹ پروگرامز و پسرور کی بیوٹیفکیشن کیلئے مشترکہ عملی کاوشوں پر زور دیا گیا۔ رانا محمد فیاض ممبر پنجاب اسمبلی آف پسرور کیجانب سے پنجاب ڈویلپمنٹ پروگرام کے تحت عوام کی فلاح و بہبود اور علاقے کے انفراسٹرکچر کی بحالی کیلئے اربوں روپے کے ترقیاتی بجٹ سے منصوبہ جات پر اے سی پسرور کیساتھ شہر کے انفراسٹرکچر سمیت بیوٹیفکیشن بارے تبادلہ خیال ہوا۔ اے سی پسرور کا کہنا تھا کہ حکومت کیجانب سے ہیلتھ، ایجوکیشن سمیت ڈویلپمنٹ کیلئے اربوں روپے کی فنڈنگ کیلئے بلاشبہ آپکی کاوشیں گرانقدر ہیں۔

عمران خان سے ان کے خاندان کو ملنے دیا جائے: محمد علی

اس اقدام سے یقینا حکمران اتحاد کی شہرت اور سیاسی ساکھ پر مثبت اثر پڑے گا

لاہور (خبرنگار) انٹرنیشنل ہیومن رائٹس موومنٹ کے صوبائی نائب صدر پنجاب محمد علی نے کہا ہے کہ عمران خان سے ان کے خاندان بالخصوص بہنوں کو فوری ملنے دیا جائے۔ اس اقدام سے یقینا حکمران اتحاد کی شہرت اور سیاسی ساکھ پر مثبت اثر پڑے گا۔ ماضی کے متعدد واقعات ارباب اقتدار و اختیار کیلئے سیکھنے اور اپنی سمت درست کرنے کے کام آتے ہیں۔ قیام پاکستان کے بعد بابائے قوم قائداعظم محمد علی جناح کی علالت کے ایام میں ان کی ہمشیر اور مشیر مادر ملت فاطمہ جناح کی اپنے لیڈر اور برادر کے ساتھ مثالی وفاداری اور بھرپور تیمارداری، اسیر آمریت ذوالفقار علی بھٹو کی رہائی کیلئے ان کی اہلیہ نصرت بھٹو اور صاحبزادی بینظیر بھٹو کی کٹھن اور طویل جدوجہد جبکہ پرویزی آمریت کے پرآشوب دور میں میاں نواز شریف کی رہائی کیلئے بیگم کلثوم نواز کی استقامت اور سیاسی و جمہوری مزاحمت ہماری قومی سیاسی تاریخ کا روشن باب ہے لہٰذا بینظیر بھٹو اور بیگم کلثوم نواز کی بیٹیوں سے بہتر عمران خان کی بہنوں کا درد کوئی نہیں سمجھ سکتا۔ اپنے ایک بیان میں محمد علی نے مزید کہا کہ اگر ضمیر کے قیدی عمران خان سے ان کی بہنوں کو اور عزیز و اقارب ملنے دیا جائے تو یقینا اس سے سیاسی تناؤ میں خاصی کمی آئے گی۔ ایک طرف ملک میں شدید موسمی گرمی اور دوسری طرف ایوانوں اور میدانوں میں سیاسی گرما گرمی کا ماحول ہے۔ انہوں نے کہا کہ اس وقت سیاسی گھٹن کے ماحول میں تازہ ہوا کے جھونکوں کی اشد ضرورت اور اہمیت سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ قومی مفاہمت اور میثاق معیشت کیلئے قومی قیادت کے مابین سنجیدہ مکالمے کا اہتمام ازبس ضروری ہے۔ انہوں نے کہا کہ حکمرانوں کے رویوں اور مخصوص انتظامی فیصلوں میں نمایاں نرمی سے حکومت اور اپوزیشن کے مابین مجوزہ مذاکرات کیلئے پی ٹی آئی کی قیادت کا اعتماد بحال ہوگا۔ اس وقت گیند حکمران اتحاد کے کورٹ میں ہے، اعتماد سازی کیلئے سیاسی تلخیاں ختم کرنا ہوں گی۔ انہوں نے کہا کہ پاکستان میں دیرپا سیاسی استحکام کیلئے سیاسی انتقام کا سلسلہ ترک کرنا ہوگا۔

ایران کے دارالحکومت تہران میں مرحوم سپریم لیڈر آیت اللہ علی خامنہ ای کے جنازے میں لوگ شریک ہیں۔ (شِنہوا)

پاکستانی طلبہ ڈیجیٹل... کے تحفظ میں استعمال ہونے والے آلات کے استعمال کا طریقہ سیکھ رہے ہیں۔ (شِنہوا)

بعدالت جناب قیصر عباس جسپال صاحب نائب تحصیلدار / ریونیو آفیسر حلقہ تحصیل آفس بھلوال
درخواست تصدیق وراثت انتقال موضع چک نمبر 1 جنوبی
متوفی فاطمہ بی بی زوجہ دوست محمد
وارثان زیادہ والد، ستو بی بی والدہ متوفیہ پہلے فوت شدہ
زندہ دوست محمد، شہزاد اختر پسر، رخسانہ کوثر، رونت منیر دختران متوفیہ ہیں۔ ان کے علاوہ اگر کوئی حق وراثت رکھتا ہے۔ تو سات یوم کے اندر زیر دستخطی کے روبرو پیش ہو کر وضاحت کرے۔ بصورت دیگر انتقال وراثت تصدیق کر دیا جائے گا۔ بعد میں کوئی عذر قابل قبول نہ ہوگا۔ دستخط مجاز و مہر عدالت سے جاری ہوا۔

باقاعدہ تصدیق شدہ اشاعت
ABC CERTIFIED
چیف ایڈیٹر
میاں محمد فیاض
روزنامہ قوت لاہور
"روزنامہ قوت لاہور" (3) 06 جولائی 2026ء

ڈپٹی کمشنر کیپٹن (ر) ندیم ناصر کے اعزاز میں فیصل آباد پریس کلب میں الوداعی تقریب

کیپٹن (ر) ندیم ناصر نے میرٹ اور عوامی خدمت سے فیصل آباد میں ایک بہترین مثال قائم کی، وہ ہمیشہ صحافی برادری کے لیے قابل رسائی رہے اور میڈیا کو اپنا شراکت دار سمجھا: گروپ لیڈر شاہد علی

منشیات ایک معاشرتی ناسور ہے جو نوجوان نسل کے مستقبل کو تباہ کر رہا ہے

نوجوانوں کو منشیات سے دور رکھنے اور انہیں صحتمند سرگرمیوں کی جانب راغب کرنے کیلئے اپنی اصلاحی اور فلاحی سرگرمیاں بہترین جذبے کیساتھ جاری رکھنا ہونگی

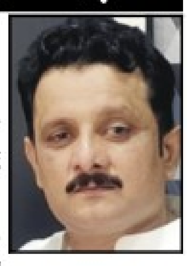

مہلک غیر ذمہ دارانہ ڈرائیونگ لائسنس منسوخی بہترین اقدام ہے: محمد یوسف

سی ٹی او لاہور کے اقدام سے حادثات میں کمی آئے گی: ڈائریکٹر ائیر سیال

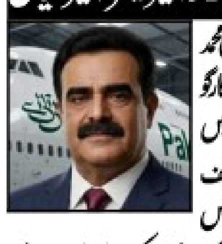

مسلمان آج بھی قرآن مجید کی تعلیمات سے اپنے آپ کو وابستہ کرکے اپنا کھویا ہوا مقام دوبارہ حاصل کرسکتے ہیں

غیر قانونی ایل پی جی ریفلنگ اور مہنگے داموں گیس فروخت کرنے والوں کے خلاف کریک ڈاؤن

سرکاری نرخوں سے زائد قیمت پر گیس فروخت کرنے والوں کے خلاف بھرپور کارروائیاں کی گئیں

... ہے اور یہ الہامی مذہب ہے، اس میں پوری سوسائٹی مرد و زن کے تمام مسائل مکمل موجود ہیں، آج پوری دنیا اپنی نجات کے لئے اور اپنی بقاء کے لئے جس مذہب کی طرف دیکھ رہی ہے وہ دین اسلام اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت ہے، قرآنی تعلیمات پوری انسانیت کے لئے روشنی کا مینار ہے، مسلمانوں کو اپنے کھوئے ہوئے مقام پر دوبارہ پہنچنے کے لئے اپنے آپ کو قرآنی تعلیمات سے وابستہ کرنا ہوگا

حکومت پنجاب کی اوپن ڈور پالیسی پر عملدرآمد جاری

ننکانہ صاحب (چوہدری محمد عرفان گجر) حکومت پنجاب کی اوپن ڈور پالیسی کے تحت ڈپٹی کمشنر ننکانہ صاحب محمد تسلیم اختر راؤ نے اپنے دفتر میں شہریوں سے ملاقات کی اور ان کے مسائل و شکایات تفصیل سے سنیں۔ اس موقع پر ضلع کے مختلف علاقوں سے تعلق رکھنے والے شہریوں نے ریونیو، میونسپل سروسز، صفائی، ترقیاتی منصوبوں اور دیگر عوامی مسائل سے متعلق درخواستیں پیش کیں۔ ڈپٹی کمشنر محمد ... ہدایات جاری کیں اور متعدد درخواستوں پر فوری کارروائی کے احکامات دیے۔ انہوں نے افسران کو ہدایت کی کہ عوامی مسائل کے حل میں بلاجواز تاخیر ہرگز برداشت نہیں کی جائے گی اور مقررہ مدت کے اندر درخواست گزاروں کو ریلیف فراہم کیا جائے۔ اس موقع پر ڈپٹی کمشنر محمد تسلیم اختر راؤ نے کہا کہ حکومت پنجاب کی ہدایات کے مطابق عوام کو ان کی دہلیز پر سہولیات کی فراہمی اور مسائل کا بروقت حل ضلعی انتظامیہ کی اولین ترجیح ہے۔

کمشنر گوجرانوالہ کا علی الصبح شہر کا دورہ، ناقص صفائی پر سخت ایکشن

دورے کے دوران انہوں نے گوندلانوالہ روڈ، شمسی چوک اور شہر کے مختلف مقامات پر صفائی کے معیار، عملے کی کارکردگی اور جاری ترقیاتی کاموں کا باریک بینی سے معائنہ کیا

گوجرانوالہ (پرویز مغل)۔ کمشنر گوجرانوالہ ڈویژن محمد علی نے علی الصبح شہر کے مختلف علاقوں کا اچانک دورہ کرتے ہوئے صفائی ستھرائی، جاری ترقیاتی منصوبوں اور بیوٹیفیکیشن سکیمز کا تفصیلی جائزہ لیا۔ دورے کے دوران انہوں نے گوندلانوالہ روڈ، شمسی چوک اور شہر کے مختلف مقامات پر صفائی کے معیار، عملے کی کارکردگی اور جاری ترقیاتی کاموں کا باریک بینی سے معائنہ کیا۔ ڈی ایچ کیو ہسپتال روڈ اور سیٹلائٹ ٹاؤن مارکیٹ میں بیوٹیفیکیشن سکیمز کے تحت جاری ترقیاتی کام کا جائزہ لیتے ہوئے کمشنر محمد علی نے تعمیراتی معیار پر عدم اطمینان اور تشویش کا اظہار کیا۔ انہوں نے ناقص میٹریل اور غیر معیاری کام کا نوٹس لیتے ہوئے متعلقہ افسران اور کنٹریکٹرز کے خلاف فوری کارروائی کا حکم دیا اور واضح کیا کہ عوامی وسائل سے جاری منصوبوں میں کسی قسم کی غفلت، لاپرواہی یا غیر معیاری کام ہرگز برداشت نہیں کیا جائے گا۔ کمشنر نے ہدایت کی کہ منصوبوں کی تکمیل مقررہ معیار اور ٹائم لائن کے مطابق یقینی بنائی جائے، جبکہ ناقص کام کی ذمہ داری کا تعین کر کے متعلقہ عناصر کے خلاف سخت محکمانہ کارروائی عمل میں لائی جائے۔ انہوں نے کہا کہ حکومت پنجاب کی ہدایات کے مطابق شہریوں کو بہترین انفراسٹرکچر، صاف ستھرا ماحول اور معیاری سہولیات کی فراہمی انتظامیہ کی اولین ترجیح ہے۔ انہوں نے متعلقہ محکموں کو ہدایت کی کہ شہر بھر میں صفائی ستھرائی کے نظام کو مزید مؤثر بنایا جائے، ترقیاتی منصوبوں کی باقاعدگی سے نگرانی کی جائے اور ہر منصوبے میں شفافیت، معیار اور رفتار کو یقینی بنایا جائے تاکہ شہریوں کو بہترین سہولیات فراہم کی جا سکیں۔ شہریوں نے کمشنر محمد علی کے علی الصبح اچانک دورے، ناقص کارکردگی پر فوری نوٹس اور ذمہ داران کے خلاف کارروائی کے احکامات کو خوش آئند قرار دیتے ہوئے امید ظاہر کی کہ اس سے ترقیاتی منصوبوں کے معیار اور شہر کی خوبصورتی میں نمایاں بہتری آئے گی۔

حضرت امام حسین علیہ اسلام کی قربانی حق پر ڈٹ جانے کا درس دیتی ہے

فرقہ واریت کا خاتمہ کرکے باہمی یگانگت کا کردار ادا کیا جائے: سید نجیب اللہ شاہ

وزیرآباد (نامہ نگار) حضرت امام حسین علیہ اسلام کی قربانی حق پر ڈٹ جانے کا درس دیتی ہے حق کی سربلندی کے لئے امت کو اتحاد کا دامن پکڑ کر فرقہ واریت کا خاتمہ کرکے باہمی یگانگت کا کردار ادا کیا جائے باہمی رواداری اور عزت واحترام سے ہی معاشرہ میں مذہبی رواداری پروان چڑھتی ہے رواداری سے ہی ملک و قوم میں امن برپا ہو سکتا جس کے لئے ہمیں ہر مقام پر کوشاں رہنا چاہئے۔ ان خیالات کا اظہار سید نجیب اللہ شاہ نے امام بارگاہ قاضی غالب علی شاہ میں مجلس عزاء سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔ اس موقع پر لاکسنسدار قاضی افتخار علی قریشی، قاضی اعتزاز علی قریشی، قاری غلام مصطفی، سید علی عباس نے بھی خطاب کیا۔ انہوں نے کہا کہ ماہ محرم الحرام مسلمانوں میں ایمان کی تازگی اور تجدید کا درس دیتا ہے باطل اور یزیدی قوتوں کے سامنے سر جھکانا نہیں بلکہ اسلام کی سربلندی کے لئے جان کی بھی پرواہ نہیں کرنی آج دنیا کے کونے کونے میں اسلام کی روشنی کربلا کے میدان میں نواسہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی قربانی کی وجہ سے ہے۔

ڈپٹی کمشنر کیپٹن (ر) ندیم ناصر نے تعیناتی کے آخری روز فیصل آبادیوں کو دو اہم پراجیکٹس کا تحفہ دے دیا

انہوں نے ہلال احمر میٹرنٹی ہسپتال میں سٹیٹ آف دی آرٹ ڈائیلاسز سنٹر اور کلیم شہید پارک نڑوالا روڈ پر ای لائبریری کا افتتاح کیا

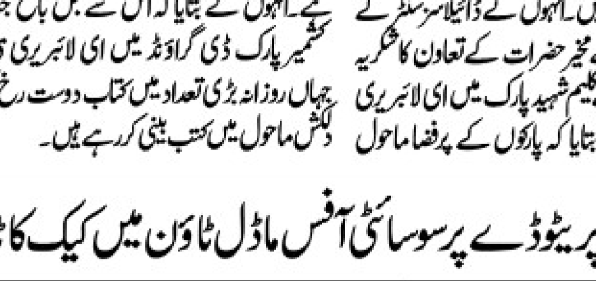

فیصل آباد (میاں محمد ساجد) ڈپٹی کمشنر کیپٹن (ر) ندیم ناصر نے تعیناتی کے آخری روز فیصل آبادیوں کو دو اہم پراجیکٹس کا تحفہ دے دیا۔ انہوں نے ہلال احمر میٹرنٹی ہسپتال میں سٹیٹ آف دی آرٹ ڈائیلاسز سنٹر اور کلیم شہید پارک نڑوالا روڈ پر ای لائبریری کا افتتاح کیا۔ ڈی جی ایف ڈی اے محمد آصف چوہدری، ڈپٹی ڈائریکٹر ڈویلپمنٹ سید نوید، میڈیکل سپرنٹنڈنٹ حافظ مختار رندھاوا، مسعود بخاری، حاجی رمضان، کرنل اعجاز، حاجی یسین اور دیگر مخیر حضرات بھی موجود تھے۔ ڈپٹی کمشنر نے بتایا کہ ڈائیلاسز سنٹر میں گردے کے مریضوں کو ڈائیلاسز کی بلامعاوضہ سروسز دستیاب ہونگی۔ انہوں نے بتایا کہ ڈائیلاسز سنٹر کا قیام ان کا خواب تھا جس کی تکمیل مکمل کرائی گئی ہے جہاں جدید طبی سہولیات موجود ہیں۔ انہوں نے ڈائیلاسز سنٹر کے قیام کے حوالے سے مخیر حضرات کے تعاون کا شکریہ ادا کیا۔ ڈپٹی کمشنر نے کلیم شہید پارک میں ای لائبریری کا بھی افتتاح کیا اور بتایا کہ پارکوں کے پر فضا ماحول میں لائبریری کتب بینی کے شوقین کے لئے تحفہ ہے۔ انہوں نے بتایا کہ اس سے قبل باغ جناح اور کشمیر پارک ڈی گراؤنڈ میں ای لائبریری قائم ہیں جہاں روزانہ بڑی تعداد میں کتاب دوست رخ کرکے دلکش ماحول میں کتب بینی کر رہے ہیں۔

حکومت اپنی ناکام توانائی پالیسیوں، بدانتظامی اور بدعنوان معاہدوں کا بوجھ مسلسل عوام پر ڈال رہی ہے: مجیب الزماں بٹ

لائن لاسز کم کرنے، بجلی چوری روکنے اور غیر منصفانہ آئی پی پیز معاہدوں پر نظرثانی کرنے کے بجائے عوام کو نشانہ بنایا جارہا ہے

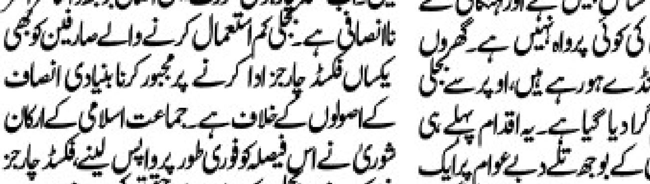

فیصل آباد (اشرف خان) جماعت اسلامی کے امیر پروفیسر مجیب الزماں بٹ نے حکومت کی جانب سے بجلی صارفین پر 132 ارب روپے کے فکسڈ چارجز مسلط کرنے کے فیصلے کو انتہائی قابل مذمت قرار دیتے ہوئے کہا ہے کہ یہ فیصلہ کھلی عوام دشمنی اور متوسط طبقے کے خلاف اعلان جنگ ہے۔ المرکز الاسلامی چنیوٹ بازار میں ضلعی شوریٰ کے اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ بجلی کم استعمال کرنے والے صارفین کو بھی فکسڈ چارجز کی زنجیروں میں جکڑ دینا ظلم کی انتہا اور معاشی استحصال کی بدترین مثال ہے۔ حکومت اپنی ناکام توانائی پالیسیوں، بدانتظامی اور بدعنوان معاہدوں کا بوجھ مسلسل عوام پر ڈال رہی ہے۔ لائن لاسز کم کرنے، بجلی چوری روکنے اور غیر منصفانہ آئی پی پیز معاہدوں پر نظرثانی کرنے کے بجائے عوام کو نشانہ بنایا جارہا ہے۔ حکومت نے ایک بار پھر واضح کر دیا ہے کہ اس کی ترجیحات عوام نہیں بلکہ بااثر مفادات ہیں۔ حکمرانوں کو عوامی مشکلات کا کوئی احساس نہیں ہے اور مہنگائی کے ستائے ہوئے شہریوں کی کوئی پرواہ نہیں ہے۔ گھروں کے چولہے پہلے ہی ٹھنڈے ہو رہے ہیں، اوپر سے بجلی کے بلوں میں یہ نیا بم گرا دیا گیا ہے۔ یہ اقدام پہلے ہی مہنگائی اور بے روزگاری کے بوجھ تلے دبے عوام پر ایک اور معاشی وار کے مترادف ہے۔ انہوں نے کہا کہ گھریلو صارفین، خصوصاً کم اور متوسط آمدنی والے طبقے پہلے ہی بڑھتے ہوئے ٹیرف، ٹیکسز اور ایڈجسٹمنٹس سے پریشان ہیں۔ اب فکسڈ چارجز کی صورت میں اضافی بوجھ ڈالنا سراسر ناانصافی ہے۔ بجلی کم استعمال کرنے والے صارفین کو بھی یکساں فکسڈ چارجز ادا کرنے پر مجبور کرنا بنیادی انصاف کے اصولوں کے خلاف ہے۔ جماعت اسلامی کے ارکان شوریٰ نے اس فیصلے کو فوری طور پر واپس لینے، فکسڈ چارجز ختم کرنے اور بجلی کے نرخوں میں حقیقی کمی لانے کا مطالبہ کرتے ہوئے کہا ہے کہ عوام مزید معاشی تجربات کے متحمل نہیں ہو سکتے۔

انٹرنیشنل کوآپریٹو ڈے پر سوسائٹی آفس ماڈل ٹاؤن میں کیک کاٹا گیا

امدادِ باہمی اتحاد محبت اور مشترکہ ترقی کا بہترین نظام ہے: محمد خالد وسیم ایڈووکیٹ

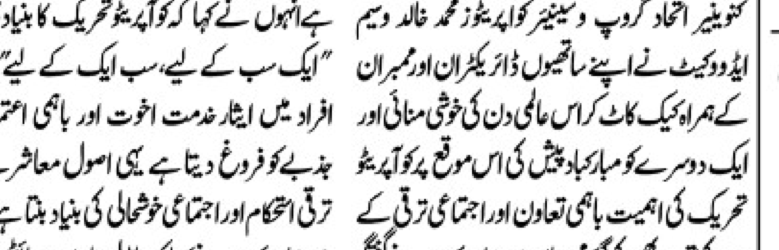

سیالکوٹ (ڈسٹرکٹ بیورو عامر جاوید) انٹرنیشنل کوآپریٹو ڈے (عالمی یوم امداد باہمی) کے موقع پر کنوینئر اتحاد گروپ و سینیئر کوآپریٹرز محمد خالد وسیم ایڈووکیٹ نے اپنے ساتھیوں ڈائریکٹران اور ممبران کے ہمراہ کیک کاٹ کر اس عالمی دن کی خوشی منائی اور ایک دوسرے کو مبارکباد پیش کی اس موقع پر کوآپریٹو تحریک کی اہمیت باہمی تعاون اور اجتماعی ترقی کے عزم کی تجدید بھی کی گئی محمد خالد وسیم ایڈووکیٹ نے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ انٹرنیشنل کوآپریٹو ڈے دنیا بھر میں امداد باہمی اتحاد اعتماد محبت اور بھائی چارے کے فروغ کی علامت ہے یہ دن اس بات کا احساس دلاتا ہے کہ باہمی تعاون اور مشترکہ کاوشوں کے ذریعے نہ صرف مضبوط ادارے تشکیل دیے جا سکتے ہیں بلکہ ایک خوشحال پرامن اور مستحکم معاشرہ بھی قائم کیا جا سکتا ہے انہوں نے کہا کہ کوآپریٹو تحریک کا بنیادی فلسفہ "ایک سب کے لیے، سب ایک کے لیے" ہے جو افراد میں ایثار خدمت اخوت اور باہمی اعتماد کے جذبے کو فروغ دیتا ہے یہی اصول معاشرے میں ترقی استحکام اور اجتماعی خوشحالی کی بنیاد بنتا ہے محمد خالد وسیم ایڈووکیٹ نے کہا کہ ماڈل ٹاؤن سوسائٹی میں بھی امداد باہمی کے انہی اصولوں کو فروغ دیا جا رہا ہے جہاں تمام ممبران کو ایک خاندان کی حیثیت حاصل ہے اور ہر فیصلہ باہمی مشاورت اعتماد اور اجتماعی مفاد کو مدنظر رکھتے ہوئے کیا جاتا ہے

ملک کو بحرانوں سے نکالنے کیلئے سیاسی استحکام ناگزیر ہے: چوہدری نیامت علی گادی

موجودہ حالات میں سیاسی جماعتوں کو اپنے ذاتی مفادات کو پس پشت ڈال کر ملک کیلئے غیر معمولی فیصلے کرنا ہوں گے

شیخوپورہ (بیورو رپورٹ) پاکستان مسلم لیگ (ن) کے سٹی جنرل سیکرٹری چوہدری نیامت علی گادی نے کہا ہے کہ ملک کو بحرانوں سے نکالنے کیلئے سیاسی استحکام ناگزیر ہے اس لئے "میں نہ مانوں" کی رٹ لگانے سے گریز کیا جائے، موجودہ حالات میں سیاسی جماعتوں کو اپنے ذاتی مفادات کو پس پشت ڈال کر ملک کیلئے غیر معمولی فیصلے کرنا ہوں گے سیاسی تنازعات کو ہوا دینے کی بجائے عوامی مشکلات کے ازالہ پر توجہ مرکوز کی جائے، وزیراعظم محمد شہباز شریف کے مؤثر اقدامات کی بدولت ملکی معیشت بہتر ہو رہی ہے جو نہایت خوش آئند عمل ہے سرمایہ کاری میں اضافہ سے روزگار کے نئے مواقع پیدا ہو رہے ہیں اور مہنگائی میں کمی آ رہی ہے ملکی ترقی و عوامی خوشحالی کے جاری سفر میں تمام سیاسی جماعتیں اور اسٹیک ہولڈرز حکومت کا بھرپور ساتھ دیں تاکہ معاشی بحالی کا عمل تیزی سے پروان چڑھ سکے، موجودہ حکومت کی کاوشوں سے پاکستان کے معاشی حالات ان شاء اللہ عنقریب مستحکم ہو جائیں گے معیشت اور سیاست کو الگ الگ رکھنا چاہئے جب تک سیاسی قائدین معیشت کو سیاست سے الگ کر کے مشترکہ کوششیں نہیں کریں گے تب تک معیشت کی بحالی کے اہداف کے حصول میں آسانیاں پیدا نہیں ہوں گی وزیراعظم شہباز شریف اور ان کی معاشی ٹیم نے بدترین معاشی حالات کے باوجود جوانمردی سے حالات کا سامنا کیا اور معاشی استحکام کی راہ ہموار کی حکومت کی جاری کاوشیں ملکی ترقی کا زینہ ہیں جنہیں سراہا جانا چاہئے، پاکستان میں توانائی اور شاہراہوں کے میگا منصوبوں، یونیورسٹیوں و صحت کے اداروں کا قیام، تعلیمی سہولیات و دیگر بنیادی ضروریات کی فراہمی یقینی بنانے کیلئے حکومت کی کاوشیں جاری ہیں جنہیں تیزی سے آگے بڑھانے کی ضرورت ہے۔

شیخوپورہ کی مثالی تحصیل شرقپور شریف کے نام ایک اور قابل فخر اعزاز

انجینئر محمد عاصم ملک نہ صرف اپنی تعلیمی اور پیشہ ورانہ صلاحیتوں کے باعث ممتاز حیثیت رکھتے ہیں بلکہ سماجی و تنظیمی میدان میں بھی متحرک کردار ادا کر رہے ہیں

شرقپور شریف (نامہ نگار عامر مجید نوشاہی سے) کی سرزمین نے ایک بار پھر اپنی علمی و صلاحیتی روایت کو برقرار رکھتے ہوئے ایک اور نمایاں کامیابی اپنے نام کر لی۔ جمعیت علمائے اسلام ضلع شیخوپورہ کے ضلعی کوآرڈینیٹر انجینئر محمد عاصم ملک نے فیڈرل پبلک سروس کمیشن (FPSC) کا نہایت کڑا، مسابقتی اور باوقار امتحان کامیابی سے پاس کرتے ہوئے وزارت دفاع (Ministry of Defence) میں اسپیکٹر ایئرپورٹ سیکیورٹی فورس (ASF) میں تقرری حاصل کر لی ہے۔ وہ ان شاء اللہ ایئرپورٹ سیکیورٹی فورس میں بطور انسپکٹر (کیپٹن) اپنی ذمہ داریاں سرانجام دیتے ہوئے جہاں بھی انہیں انتظامی یا انچارج کی ذمہ داریاں ہوائی اڈوں پر سونپی جائیں گی انہیں دیانت داری، فرض شناسی اور پیشہ ورانہ مہارت کے ساتھ انجام دیں گے اور قومی سلامتی کے تحفظ میں اپنا بھرپور کردار ادا کریں گے۔ انجینئر محمد عاصم ملک نہ صرف اپنی تعلیمی اور پیشہ ورانہ صلاحیتوں کے باعث ممتاز حیثیت رکھتے ہیں بلکہ سماجی و تنظیمی میدان میں بھی متحرک کردار ادا کر رہے ہیں اور اس وقت جمعیت علمائے اسلام ضلع شیخوپورہ کے ضلعی کوآرڈینیٹر کی ذمہ داریاں انجام دے رہے ہیں۔ ان کی یہ نمایاں کامیابی نہ صرف ان کے اہل خانہ بلکہ پورے ضلع شیخوپورہ، بالخصوص تحصیل شرقپور شریف اور ان کے آبائی گاؤں نزد ... کے لیے باعث مسرت و افتخار ہے۔ اہل علاقہ، سماجی شخصیات اور مختلف حلقوں نے انجینئر محمد عاصم ملک کو اس شاندار کامیابی پر مبارکباد پیش کرتے ہوئے اسے نوجوان نسل کے لیے محنت، استقامت، عزم اور قابلیت کی روشن مثال قرار دیا ہے۔

پریس کلب ننکانہ کے ممبر معروف صحافی میاں عامر لطیف وفات پا گئے

سینکڑوں سوگواران کی موجودگی میں آبائی قبرستان میں سپرد خاک

ننکانہ صاحب (نمائندہ قوت ساجد حسین) پریس کلب ننکانہ کے ممبر معروف صحافی میاں عامر لطیف بیورو چیف سچ نیوز ننکانہ حرکت قلب بند ہونے کی وجہ سے انتقال کر گئے ان کی نماز جنازہ ان کے آبائی گاؤں چک نمبر 7 میں ادا کی گئی جس میں صحافی وکلاء سیاسی سماجی مذہبی اور تاجر تنظیموں کے نمائندگان کی کثیر تعداد نے شرکت کی جو کہ اس بات کا منہ بولتا ثبوت ہے کہ وہ خوش اخلاق نفیس اور ہر دل عزیز شخصیت کے مالک تھے نماز جنازہ کے بعد مرحوم کو سپرد خاک کر دیا گیا اور خصوصی دعا کی گئی کہ اللہ تعالی مرحوم کی مغفرت فرماتے ہوئے ان کے درجات کو بلند فرمائے انکی رسم قل گزشتہ روز صبح 8 بجے جامع مسجد چک نمبر 7 میں ادا کی گئی۔

ملگدا چوک اور گردونواح میں غیر اعلانیہ لوڈ شیڈنگ کا جن بے قابو

دیہاتیوں کا جینا محال شدید گرمی اور حبس میں گھنٹوں بجلی غائب، مساجد اور گھروں میں پانی نایاب

ملگدا چوک (نامہ نگار) ملگدا چوک اور گردونواح میں غیر اعلانیہ لوڈ شیڈنگ کا جن بے قابو، دیہاتیوں کا جینا محال شدید گرمی اور حبس میں گھنٹوں بجلی غائب، مساجد اور گھروں میں پانی نایاب، معمولات زندگی مفلوج لیسکو اعلیٰ حکام ملگدا چوک فیڈر سب آفس کے عملے کی من مانیوں کا فوری نوٹس لیں، اہل علاقہ کی دہائی ملگدا فیڈر سب آفس اوکاڑہ کینٹ کے زیر انتظام دیہاتی علاقوں میں شدید گرمی اور حبس کے موسم میں غیر اعلانیہ اور طویل لوڈ شیڈنگ نے شہریوں کی زندگی اجیرن کر دی۔ بجلی کی گھنٹوں بندش اور وولٹیج کے شدید اتار چڑھاؤ کے باعث دیہی علاقوں میں معمولات زندگی بری طرح مفلوج ہو کر رہ گئے ہیں، جس پر عوامی حلقوں میں شدید تشویش اور غم و غصہ پایا جاتا ہے۔ تفصیلات کے مطابق ملگدا فیڈر سے منسلک درجنوں دیہات میں لیسکو سب آفس کے عملے نے بغیر کسی شیڈول کے بجلی کی بندش کو معمول بنا لیا ہے۔ شدید ترین گرمی میں کئی کئی گھنٹے بجلی بند رہنے سے گھروں اور مساجد میں پینے کے پانی کی شدید قلت پیدا ہو چکی ہے، جس کے باعث خواتین، بچوں اور بزرگوں کو سخت مشکلات کا سامنا ہے۔ بجلی کی اس بدترین صورتحال نے مقامی تاجروں، زمینداروں اور چھوٹے کاروباری طبقات کو بھی شدید مالی نقصان سے دوچار کر دیا ہے۔ اہالیان علاقہ کا کہنا ہے کہ ایک طرف تو بجلی کے بلوں میں بھاری ٹیکسز عائد کر کے غریب عوام کا خون چوسا جا رہا ہے، اور دوسری طرف تپتی دھوپ اور حبس میں بھی گھنٹوں بجلی بند کر دی جاتی ہے۔ فیڈر سب آفس کے عملے کو بارہا شکایات درج کروانے کے باوجود کوئی شنوائی نہیں ہوتی اور لائن سٹاف کا رویہ بھی عوام کے ساتھ انتہائی معاندانہ ہے۔ تڑپتے ہوئے مریضوں اور معصوم بچوں کی حالت دیکھ کر بھی لیسکو حکام ٹس سے مس نہیں ہو رہے۔

موجودہ عالمی اور علاقائی حالات میں پاکستان امن ذمہ دار سفارتکاری قومی خودمختاری اور عوامی مفادات کے تحفظ کی پالیسی پر ثابت قدم ہے: عبدالرحمن خان کانجو

قومیں اپنے مذہبی اور قومی رہنماؤں سے گہری وابستگی رکھتی ہیں جبکہ خطے میں دیرپا امن کے لیے تمام ممالک کی خودمختاری اور بین الاقوامی قوانین کا احترام ناگزیر ہے

مریدکے (تحصیل رپورٹر) وفاقی وزیر مملکت برائے توانائی و پبلک افیئرز عبدالرحمن خان کانجو نے ایک بیان میں کہا ہے کہ موجودہ عالمی اور علاقائی حالات میں پاکستان امن ذمہ دار سفارتکاری قومی خودمختاری اور عوامی مفادات کے تحفظ کی پالیسی پر ثابت قدم ہے انہوں نے کہا کہ ایران میں حالیہ واقعات کے بعد منعقد ہونے والے جنازے میں لاکھوں افراد کی شرکت اس امر کی عکاس ہے کہ قومیں اپنے مذہبی اور قومی رہنماؤں سے گہری وابستگی رکھتی ہیں جبکہ خطے میں دیرپا امن کے لیے تمام ممالک کی خودمختاری اور بین الاقوامی قوانین کا احترام ناگزیر ہے عبدالرحمن خان کانجو نے کہا کہ بھارت کی جانب سے سندھ طاس معاہدے سے متعلق کسی بھی یکطرفہ اقدام کو پاکستان ہر قانونی سفارتی اور بین الاقوامی فورم پر مؤثر انداز میں چیلنج کرے گا انہوں نے کہا کہ قومی مفادات آبی حقوق اور ملکی خودمختاری پر کوئی سمجھوتہ نہیں کیا جائے گا انہوں نے کہا کہ وزیراعظم شہباز شریف کی دوراندیش قیادت نے معاشی استحکام سرمایہ کاری سفارتی روابط اور عوامی ریلیف کے لیے مؤثر اقدامات کیے ہیں جبکہ وزیراعلیٰ مریم نواز پنجاب میں عوامی خدمت ترقیاتی منصوبوں اور بہتر طرز حکمرانی کے ذریعے عوامی اعتماد کو مضبوط کر رہی ہیں عبدالرحمن خان کانجو نے کہا کہ فیلڈ مارشل عاصم منیر کی پیشہ ورانہ قیادت قومی سلامتی کے لیے خدمات اور دفاع وطن کے عزم نے پاکستان کے دفاع کو مزید مستحکم کیا ہے جبکہ قومی اداروں کے درمیان مؤثر ہم آہنگی سے ملک کے استحکام اور امن کو فروغ ملا ہے وفاقی وزیر مملکت نے کہا کہ توانائی کے شعبے میں حکومت کی اصلاحات کے مثبت نتائج سامنے آ رہے ہیں

عوام کی محرومیوں کا خاتمہ یقینی بنایا جا رہا ہے: امجد نذیر بٹ

دو سالوں میں حکومت نے عوامی مسائل کے حل پر بھرپور توجہ دی اور عوام کا معیار زندگی بلند کرنے کیلئے مربوط اقدامات اٹھائے

شیخوپورہ (بیورو رپورٹ) مرکزی انجمن تاجران کے صدر و امیدوار پی پی 141 امجد نذیر بٹ نے کہا ہے کہ عوام کی محرومیوں کا خاتمہ یقینی بنایا جا رہا ہے دو سالوں میں حکومت نے عوامی مسائل کے حل پر بھرپور توجہ دی اور عوام کا معیار زندگی بلند کرنے کیلئے مربوط اقدامات اٹھائے، نواز لیگ ملکی خوشحالی کی ضمانت ہے جو عوامی امنگوں کی ترجمانی یقینی بنا رہی ہے جلد مہنگائی کا مکمل خاتمہ اور روزگار کے وافر مواقع پیدا ہوں گے اور عوام کو ریلیف کی فراہمی کی نئی مثال رقم کی جائے گی، پنجاب میں عوام کی فلاح و بہبود کیلئے مربوط اقدامات اٹھائے گئے وزیراعلیٰ مریم نواز شریف نے صوبے کی تقدیر بدلنے کا پختہ عزم کر رکھا ہے جسے عملی جامہ پہنانے کیلئے وہ برسر پیکار ہیں اور ایک لمحہ ضائع کئے بغیر صوبائی ترقی کی خاطر جدوجہد کر رہی ہیں ان کے مؤثر و مربوط اقدامات سے صوبہ میں پسماندگی کا تیزی سے خاتمہ ہو رہا ہے اور غریب عوام کا معیار زندگی بلند کرنے میں مدد مل رہی ہے میاں نواز شریف کے انقلابی ویژن کی تکمیل مریم نواز شریف کا کردار ناقابل فراموش ہے جسے جتنا سراہا جائے کم ہے، عوام نے (ن) لیگ کو جو مینڈیٹ دیا ہے اس کا احترام کیا جائے حکومت کے خلاف سازشیں رچانے سے ملک و قوم کا کوئی بھلا نہیں ہو گا پی ٹی آئی کی قیادت ہوش کے ناخن لے اور حکومت کو کمزور کرنے کی کوششیں ترک کرے نواز لیگ نے عوام کے دیئے گئے انتخابی مینڈیٹ کے تحت حکومت تشکیل دی جو اپنی آئینی مدت پوری کرے گی جمہوری اقدار کا تقاضا ہے کہ اس مینڈیٹ کو تسلیم کرتے ہوئے حکومت کی ٹانگیں کھینچنے سے گریز برتا جائے یہ منفی پراپیگنڈہ بند کر کے آگے بڑھنے کا وقت ہے ملک کسی طرح کے انتشار اور سیاسی عدم استحکام کا ہرگز متحمل نہیں ملک میں سیاسی استحکام ہی سے معاشی استحکام آئے گا۔

جھنگ کا نواحی علاقہ ساجھوال کا جنگل مقامی گارڈ کی تعیناتی اور مبینہ اقرباپروری کے باعث تحفظ سے محروم ہو گیا

اہلیانِ علاقہ کی شکایات کے باوجود متعلقہ حکام کاروائی کرنے میں ناکام نظر آنے لگے

جھنگ (بیورو رپورٹ) جھنگ کا نواحی علاقہ ساجھوال کا جنگل مقامی گارڈ کی تعیناتی اور مبینہ اقرباپروری کے باعث تحفظ سے محروم ہو گیا اہلیانِ علاقہ کی شکایات کے باوجود متعلقہ حکام کاروائی کرنے میں ناکام نظر آنے لگے تفصیلات کے مطابق ساجھوال جنگل کی حفاظت پر مامور مقامی گارڈ نے ضابطہ اخلاق اور اپنے فرائض کو پس پشت ڈالتے ہوئے اقرباپروری اور دوستی کی نئی مثال قائم کر دی ہے ذرائع کے مطابق گارڈ نے مبینہ طور پر اپنے قریبی دوستوں اور من پسند افراد کو جنگل سے قیمتی لکڑیاں کاٹنے کی کھلی چھٹی دے رکھی ہے علاقہ مکینوں کا کہنا ہے کہ مقامی سطح پر کوئی بھی شادی بیاہ کی تقریب ہو یا غمی کا موقع گارڈ اپنی دوستی نبھاتے ہوئے سرکاری جنگل کی لکڑیوں کو سرعام استعمال کرواتا ہے، جس کی وجہ سے جنگل تیزی سے اجڑ رہا ہے اور ماحولیات کو شدید نقصان پہنچ رہا ہے اہلیانِ علاقہ نے بتایا کہ سرکاری املاک کے ضیاع پر جھنگ کے متعلقہ اعلیٰ افسران کو متعدد بار تحریری و زبانی شکایات درج کروائی گئیں لیکن تاحال کوئی شنوائی نہیں ہو سکی متعلقہ محکمہ اور افسران بھی اس بااثر گارڈ کے سامنے بے بس نظر آتے ہیں اہلیانِ علاقہ نے وزیراعلیٰ پنجاب، سیکرٹری جنگلات اور ڈائریکٹر جنرل فاریسٹ سے مطالبہ کیا ہے کہ جنگل سے لکڑیاں چوری کی تحقیقات کر کے گارڈ کے خلاف کاروائی عمل میں لائی جائے

گرین پراپرٹی سرٹیفکیٹ کے اجرا میں ضلع ننکانہ صاحب پنجاب بھر میں پہلی پوزیشن حاصل کرنے میں کامیاب

ڈپٹی کمشنر نے تمام افسران واہلکاروں کو مبارکباد دیتے ہوئے ان کی خدمات کو سراہا اور امید ظاہر کی کہ ضلع ننکانہ صاحب مستقبل میں بھی اپنی بہترین کارکردگی برقرار رکھے گا

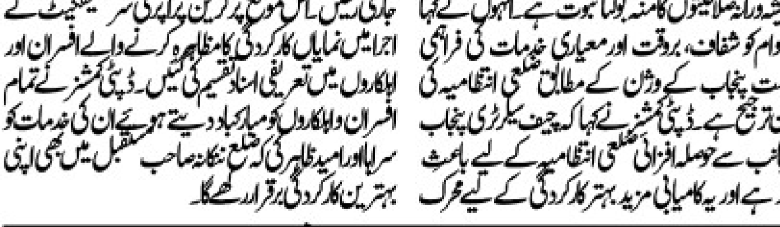

ننکانہ صاحب (چوہدری محمد عرفان گجر) ضلع ننکانہ صاحب نے گرین پراپرٹی سرٹیفکیٹ کے اجرا میں پنجاب بھر میں پہلی پوزیشن حاصل کر کے ایک نمایاں اعزاز اپنے نام کر لیا ہے۔ اس شاندار کامیابی پر چیف سیکرٹری پنجاب نے ڈپٹی کمشنر ننکانہ محمد تسلیم اختر راؤ، ایڈیشنل ڈپٹی کمشنر ریونیو ماہین فاطمہ، تینوں تحصیلوں کے اسسٹنٹ کمشنرز اور پوری ریونیو ٹیم کی کارکردگی کو سراہتے ہوئے انہیں مبارکباد اور شاباش دی ہے۔ اس سلسلے میں ڈپٹی کمشنر ننکانہ محمد تسلیم اختر راؤ کی زیر صدارت ایک اجلاس منعقد ہوا جس میں ایڈیشنل ڈپٹی کمشنر ریونیو ماہین فاطمہ، ضلع کی تینوں تحصیلوں کے اسسٹنٹ کمشنرز، ریونیو افسران اور متعلقہ اہلکاروں نے شرکت کی۔ اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے ڈپٹی کمشنر محمد تسلیم اختر راؤ نے کہا کہ گرین پراپرٹی سرٹیفکیٹ کے اجرا میں پنجاب بھر میں پہلی پوزیشن کا حصول ضلعی انتظامیہ اور ریونیو ٹیم کی اجتماعی کاوشوں، محنت اور پیشہ ورانہ صلاحیتوں کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ انہوں نے کہا کہ عوام کو شفاف، بروقت اور معیاری خدمات کی فراہمی حکومت پنجاب کے وژن کے مطابق ضلعی انتظامیہ کی اولین ترجیح ہے۔ ڈپٹی کمشنر نے کہا کہ چیف سیکرٹری پنجاب کی جانب سے حوصلہ افزائی ضلعی انتظامیہ کے لیے باعث اعزاز ہے اور یہ کامیابی مزید بہتر کارکردگی کے لیے محرک ثابت ہوگی۔ انہوں نے ریونیو افسران اور عملے کو ہدایت کی کہ وہ اسی جذبے اور لگن کے ساتھ عوامی خدمت کا سلسلہ جاری رکھیں۔ اس موقع پر گرین پراپرٹی سرٹیفکیٹ کے اجرا میں نمایاں کارکردگی کا مظاہرہ کرنے والے افسران اور اہلکاروں میں تعریفی اسناد تقسیم کی گئیں۔ ڈپٹی کمشنر نے تمام افسران واہلکاروں کو مبارکباد دیتے ہوئے ان کی خدمات کو سراہا اور امید ظاہر کی کہ ضلع ننکانہ صاحب مستقبل میں بھی اپنی بہترین کارکردگی برقرار رکھے گا۔

عوام کی خدمت میرا عزم - یوسی چیئرمین کے امیدوار محمد ارشد قادری کا انتخابی مہم کا آغاز

تعلیم، صحت، صفائی اور ترقیاتی کاموں پر خصوصی توجہ دی جائے گی

اوکاڑہ (راؤ اکرام ربانی/قوت) یوسی چیئرمین صابر پیاء ٹاؤن کے امیدوار محمد ارشد قادری نے اپنی انتخابی مہم کا باقاعدہ آغاز کر دیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ××عوام کی خدمت میرا عزم اور میری طاقت ہے میڈیا سے گفتگو کرتے ہوئے محمد ارشد قادری نے کہا کہ میرا اولین مقصد علاقے کے عوامی مسائل کو ترجیحی بنیادوں پر حل کرنا اور علاقے کو ایک مثالی یوسی بنانا ہے انہوں نے وعدہ کیا کہ تعلیم، صحت، صفائی اور ترقیاتی کاموں پر خصوصی توجہ دی جائے گی انہوں نے کہا ×× میرا وعدہ ہے کہ آپ کے مسائل کا حل اور علاقے کی ترقی میری اولین ترجیح ہوگی میں آپ کے ووٹ کا محافظ اور آپ کے حق کی آواز بنوں گا محمد ارشد قادری نے عوام سے اپیل کی کہ وہ آئندہ بلدیاتی انتخابات میں مجھے کامیاب کر کے علاقے کی ترقی میں اپنا کردار ادا کریں۔ انہوں نے کہا کہ ×× آئیں! اپنے ووٹ کی طاقت سے اپنے علاقے کو مثالی بنائیں اس موقع پر پارٹی کے سینئر رہنماؤں نے بھی محمد ارشد قادری کی حمایت کا اعلان کیا اور کہا کہ وہ ایک مخلص اور عوامی خدمت کا جذبہ رکھنے والے رہنما ہیں۔

سفید موتیا اور دیگر امراض چشم کے مریضوں کے لیے ایک روزہ مفت آئی کیمپ کا انعقاد

620 مریضوں کی آنکھوں کا مفت معائنہ کیا گیا ماہر ڈاکٹروں نے مریضوں کو مختلف امراض کی تشخیص کے بعد مفت ادویات، آئی ڈراپس اور عینکیں فراہم کیں

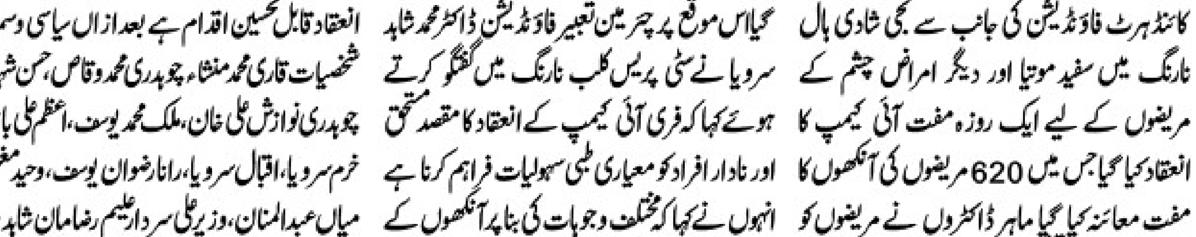

نارنگ منڈی (نامہ نگار) تعبیر فاؤنڈیشن اور کائنڈ ہرٹ فاؤنڈیشن کی جانب سے نجی شادی ہال نارنگ میں سفید موتیا اور دیگر امراض چشم کے مریضوں کے لیے ایک روزہ مفت آئی کیمپ کا انعقاد کیا گیا جس میں 620 مریضوں کی آنکھوں کا مفت معائنہ کیا گیا ماہر ڈاکٹروں نے مریضوں کو مختلف امراض کی تشخیص کے بعد مفت ادویات، آئی ڈراپس اور عینکیں فراہم کیں، جبکہ 44 سفید موتیا کے مریضوں کے مفت آپریشن بھی کیے گئے کیمپ میں آنے والے مریضوں اور ان کے ہمراہ آنے والے لواحقین کے لیے دوپہر کے کھانے کا بھی اہتمام کیا گیا اس موقع پر چیئرمین تعبیر فاؤنڈیشن ڈاکٹر محمد شاہد سرویا نے سٹی پریس کلب نارنگ میں گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ فری آئی کیمپ کے انعقاد کا مقصد مستحق اور نادار افراد کو معیاری طبی سہولیات فراہم کرنا ہے انہوں نے کہا کہ مختلف وجوہات کی بنا پر آنکھوں کے امراض میں اضافہ ہو رہا ہے ایسے میں اس نوعیت کے فلاحی کیمپس عوام کے لیے بڑی سہولت ثابت ہوتے ہیں انہوں نے بتایا کہ اس کیمپ سے آج سینکڑوں مریض مستفید ہوئے سابق ایم پی اے چوہدری واجد علی خان نے کہا کہ ایسے فلاحی طبی کیمپس کا انعقاد قابل تحسین اقدام ہے بعد ازاں سیاسی و سماجی شخصیات قاری محمد منشاء، چوہدری محمد وقاص، حسن شہباز، چوہدری نوازش علی خان، ملک محمد یوسف، اعظم علی باجوہ، خرم سرویا، اقبال سرویا، رانا رضوان یوسف، وحید مغل، میاں عبدالمنان، وزیر علی سردار علیم رضا مان شاہد بٹ میاں معظم نواز اور دیگر معززین علاقہ نے کیمپ کا دورہ کیا، فراہم کی جانے والی طبی سہولیات کا جائزہ لیا اور انتظامات پر اطمینان کا اظہار کرتے ہوئے تعبیر فاؤنڈیشن کی فلاحی خدمات کو سراہا۔

پاکستان سنی تحریک کے زیر اہتمام "فکرِ امام حسینؓ سیمینار" پریس کلب فیصل آباد میں منعقد ہوا

علامہ طارق شہزاد مدنی نے اپنے خطاب میں کہا کہ باطل کے مقابلے میں حق پر ثابت قدم رہنا ہی حسینیت کا حقیقی پیغام ہے

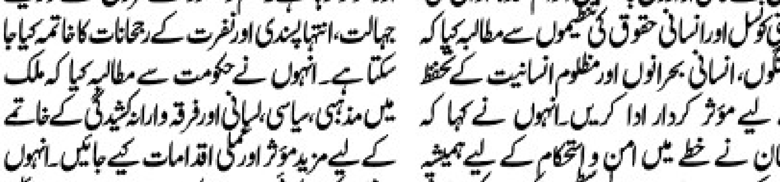

فیصل آباد (ملک بشیر احمد) پاکستان سنی تحریک کے زیر اہتمام "فکرِ امام حسینؓ سیمینار" پریس کلب فیصل آباد میں منعقد ہوا۔ سیمینار سے پاکستان سنی تحریک علماء بورڈ کے مرکزی کنوینئر علامہ طارق شہزاد مدنی، صوبائی صدر سینٹرل پنجاب سردار محمد طاہر ڈوگر اور دیگر مقررین نے خطاب کیا۔ علامہ طارق شہزاد مدنی نے اپنے خطاب میں کہا کہ باطل کے مقابلے میں حق پر ثابت قدم رہنا ہی حسینیت کا حقیقی پیغام ہے۔ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور شہدائے کربلا کی عظیم قربانی رہتی دنیا تک حق، انصاف اور انسانی وقار کا علم بلند رکھے گی۔ انہوں نے کہا کہ ظالم کے خلاف اور مظلوم کے ساتھ کھڑا ہونا فکرِ حسینی کا بنیادی تقاضا ہے۔ انہوں نے کہا کہ غزہ، فلسطین، لبنان اور مقبوضہ کشمیر کے مسلمانوں پر ہونے والے مظالم پوری انسانیت کے لیے لمحۂ فکریہ ہیں۔ عالمی امن کے قیام کے لیے ضروری ہے کہ دنیا بھر کے انصاف پسند لوگ مظلوم اقوام کے ساتھ کھڑے ہوں۔ انہوں نے عالمی اداروں بالخصوص اقوام متحدہ، او آئی سی، سلامتی کونسل اور انسانی حقوق کی تنظیموں سے مطالبہ کیا کہ وہ جنگوں، انسانی بحرانوں اور مظلوم انسانیت کے تحفظ کے لیے مؤثر کردار ادا کریں۔ انہوں نے کہا کہ پاکستان نے خطے میں امن و استحکام کے لیے ہمیشہ مثبت کردار ادا کیا ہے اور عالمی سطح پر پاکستان کی سفارتی کاوشیں قابل تحسین ہیں۔ موجودہ عالمی حالات اس بات کے متقاضی ہیں کہ طاقت کے بجائے مذاکرات، انصاف اور باہمی احترام کو فروغ دیا جائے۔ سردار محمد طاہر ڈوگر نے کہا کہ اتحاد بین المسلمین اور بین المذاہب ہم آہنگی کے فروغ میں اہل سنت کا کردار ہمیشہ مثبت اور مؤثر رہا ہے۔ علم و شعور کے فروغ کے ذریعے جہالت، انتہاپسندی اور نفرت کے رجحانات کا خاتمہ کیا جا سکتا ہے۔ انہوں نے حکومت سے مطالبہ کیا کہ ملک میں مذہبی، سیاسی، لسانی اور فرقہ وارانہ کشیدگی کے خاتمے کے لیے مزید مؤثر اور عملی اقدامات کیے جائیں۔ انہوں نے کہا کہ مہنگائی، بے روزگاری اور غربت جیسے مسائل عوام کے لیے شدید مشکلات کا باعث بن رہے ہیں۔ پاکستان کی معاشی اور سماجی ترقی کے لیے اسلامی تعلیمات، دیانت داری، عدل و انصاف اور فلاحی اصولوں کو عملی طور پر اپنانا ناگزیر ہے۔

رائیونڈ: انٹرنیشنل سکول آف انگلش میں سیرتِ پاک اور اہل بیت رسول ﷺ پر مبنی کوئز مقابلہ، طالبات میں انعامات تقسیم

اہل بیت رسول ﷺ کی محبت ہمارے ایمان کی بنیاد ہے اور علم میں اضافے کی قرآنی دعا (رَبِّ زِدْنِي عِلْمًا) علم کی اہمیت کا منہ بولتا ثبوت ہے

رائیونڈ (تحصیل رپورٹر عبدالرزاق سید سے) انٹرنیشنل سکول آف انگلش رائیونڈ میں محرم الحرام کی مناسبت سے عشقِ رسول ﷺ اور اہل بیت اطہار سے عقیدت کے اظہار کے لیے ایک پروقار اور معلوماتی کوئز مقابلہ بعنوان "گھرانہ میرے رسول ﷺ" منعقد کیا گیا۔ تقریب میں کلاس ششم سے دہم تک کے طلبہ و طالبات نے بھرپور جوش و خروش اور مذہبی جذبے کے ساتھ حصہ لیا، جبکہ والدین کی بڑی تعداد بھی اس موقع پر موجود تھی۔ پروگرام کے مہمان خصوصی انٹرنیشنل سکول سسٹم کے ڈائریکٹر مراد علی شاد تھے۔ انہوں نے طلبہ کی شاندار تیاری اور نظم و ضبط کی تعریف کرتے ہوئے کہا کہ اہل بیت رسول ﷺ کی محبت ہمارے ایمان کی بنیاد ہے اور علم میں اضافے کی قرآنی دعا (رَبِّ زِدْنِي عِلْمًا) علم کی اہمیت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ طالبات کے درمیان سخت مقابلے کے بعد نتائج کا اعلان درج ذیل رہا: پہلی پوزیشن: مناہل مصطفیٰ، دوسری پوزیشن (مشترکہ) ماہ نور افسر اور وریشہ سہیل، تیسری پوزیشن (مشترکہ) اور وردہ سلیم، ماہم ناز، سویرا سلیم اور مسکان سعید نمایاں کارکردگی دکھانے والی پوزیشن ہولڈر طالبات میں ٹرافیز، اسناد اور کیش پرائز تقسیم کیے گئے، جبکہ تمام شرکاء کی حوصلہ افزائی کے لیے پارٹیسپنٹ سرٹیفکیٹس بھی دیے گئے۔ تقریب میں شریک والدین نے اسکول انتظامیہ کی اس کاوش کو بے حد سراہا اور اسے بچوں کی اخلاقی و دینی تربیت کے لیے کلیدی قرار دیا۔ انتظامیہ کی جانب سے مہمانوں کے لیے ریفریشمنٹ کا بھی خصوصی اہتمام کیا گیا تھا۔ پروگرام کا اختتام ملک و قوم کی سلامتی اور امتِ مسلمہ کے اتحاد کے لیے رقت آمیز دعا کے ساتھ ہوا۔

ایڈیٹوریل

نوٹ: کالم نگاروں کی رائے سے ادارے کا متفق ہونا ضروری نہیں

وفاقی وزیر اطلاعات عطا تارڑ کی گفتگو

وفاقی وزیر اطلاعات عطا تارڑ نے کہا ہے کہ پاکستان امن کا خواہاں ہے تاہم شہریوں کی حفاظت اولین ترجیح ہے، دہشتگردی کیخلاف مہم پوری شدت سے جاری رہے گی، بیرونی سرپرستی میں ہونیوالی دہشت گردی کا مکمل خاتمہ کیا جائیگا۔ وفاقی وزیر اطلاعات عطا تارڑ نے ایکس پر بیان میں واضح کیا کہ شہریوں کے جان و مال کے تحفظ پر کسی قسم کا سمجھوتہ نہیں کیا جائے گا۔ انہوں نے کہا کہ نیشنل ایکشن پلان کے تحت وفاقی اپیکس کمیٹی سے منظور شدہ ویژن عزم استحکام کے تحت سکیورٹی فورسز اور قانون نافذ کرنے والے اداروں کی دہشت گردی کے خلاف مہم پوری شدت کے ساتھ جاری رہے گی تا کہ بیرونی سرپرستی میں ہونے والی دہشت گردی کا مکمل خاتمہ کیا جا سکے۔ عطا تارڑ نے کہا کہ حالیہ دنوں میں پاکستان کے اندر خیبر پختونخوا، بلوچستان اور پاکستان رینجرز سندھ کیمپ کراچی پر معصوم شہریوں کو نشانہ بنانے والے متعدد دہشت گرد حملوں کے بعد، سکیورٹی فورسز نے پاک افغان سرحد کے ساتھ ایک منظم، انٹیلی جنس پر مبنی زمینی آپریشن کیا۔ انہوں نے کہا کہ سرحدی علاقے میں دہشت گردوں کے ٹھکانوں اور محفوظ پناہ گاہوں پر انتہائی درست اور محدود نوعیت کی کارروائیاں کی گئیں، ان کارروائیوں میں جماعت الاحرار اور فتنہ الخوارج سے تعلق رکھنے والے 29 خوارج ہلاک کئے گئے۔ وفاقی وزیر اطلاعات نے بتایا کہ 28 جون 2026 کو سکیورٹی فورسز نے ضلع باجوڑ، خیبر پختونخوا میں پاکستان، افغانستان سرحد کے قریب دہشت گردوں کے ایک گروہ کے خلاف انٹیلی جنس پر مبنی آپریشن کیا۔ انہوں نے کہا کہ انتہائی مہارت اور درستگی کے ساتھ کارروائی کرتے ہوئے اہم خوارجی کمانڈر خان فروش عرف زبال سمیت بھارتی پراکسی جماعت الاحرار سے تعلق رکھنے والے 3 دہشت گرد ہلاک کر دیئے گئے جبکہ متعدد دیگر زخمی ہوئے۔ انہوں نے کہا کہ آپریشن "غضب للحق" کے تسلسل میں مصدقہ انٹیلی جنس کی بنیاد پر 28 اور 29 جون کی درمیانی شب پاکستان افغانستان سرحدی علاقے میں جماعت الاحرار اور فتنہ الخوارج کے دہشت گرد کیمپوں اور ٹھکانوں کو بھی انتہائی درست نشانہ بنایا گیا۔ وفاقی وزیر نے کہا کہ پکتیا، پکتیکا اور کنڑ میں واقع تین اہداف کو کامیابی سے تباہ کیا گیا جس کے نتیجے میں مزید 25 دہشت گرد ہلاک ہوئے، ان مراکز اور ٹھکانوں میں موجود بڑی مقدار میں اسلحہ اور گولہ بارود بھی تباہ کر دیا گیا۔ انہوں نے کہا کہ پاکستان نے ہمیشہ خطے میں امن اور استحکام کے قیام کے لئے کوششیں کی ہیں تاہم اپنے شہریوں کے جان و مال کے تحفظ پر کسی قسم کا سمجھوتہ نہیں کیا جائے گا، کیونکہ یہ ہماری اولین ترجیح ہے۔

اقلیتی حقوق اور ساجن بھاٹیا کی فکری جدوجہد

کالم نگار: محمد شہزاد بھٹی

آج میں معمول سے ہٹ کر کچھ ایسی بات کرنے جا رہا ہوں جو ہمارے معاشرتی دھارے میں ایک نئے انقلابی موڑ کی نوید ہے۔ ان دنوں ممبر مینارٹی ایڈوائزری کونسل پنجاب، ساجن بھاٹیا، اقلیتی حقوق کے لیے جس والہانہ انداز میں متحرک نظر آ رہے ہیں، اس نے ایک نئی بحث کو جنم دیا ہے۔ پاکستان کے قیام سے لے کر آج تک یہاں بسنے والی اقلیتیں، بالخصوص ہندو سناتن دھرم اور والمیکی سماج، اس ارضِ پاک کا وہ ناقابلِ تردید اور مضبوط ستون ہیں جن کے بغیر پاکستان کی تعمیر و ترقی کا کوئی بھی تصور مکمل نہیں ہو سکتا، مگر المیہ یہ ہے کہ دہائیوں سے یہ طبقات اپنے بنیادی حقوق کی فراہمی کے منتظر ہیں۔ اسی پس منظر میں ساجن بھاٹیا کی جانب سے شروع کی گئی ملک گیر مہم نے ان محروم اور پس ماندہ طبقات کے دلوں میں ایک نئی امید کی شمع روشن کر دی ہے کیونکہ ان کا عزم محض روایتی سیاست کرنا نہیں، بلکہ ایک ایسا محفوظ، مستحکم اور روشن مستقبل تشکیل دینا ہے جہاں ہر شہری کو اپنے تمام تر آئینی و مذہبی حقوق بلا تفریق و امتیاز حاصل ہوں اور اسی مقصد کے حصول کے لیے ان کا سب سے اہم مطالبہ ملک بھر میں پھیلی ہوئی ہندو اوقاف کی زمینوں، مندروں اور قدیم قبرستانوں کا تحفظ اور ان کے لیے ایک خودمختار قومی کمیٹی کا قیام ہے۔ مشہور کہاوت ہے کہ اپنے ہی اپنے کام آتے ہیں مگر ساجن بھاٹیا کی فکر اس سے بھی بلند تر ہے؛ وہ پورے معاشرے میں ایک ایسا توازن قائم کرنا چاہتے ہیں جہاں ہر کوئی اپنے حقوق کا تحفظ خود کر سکے۔ ان کا یہ استدلال تاریخ کے آئینے میں بالکل درست ہے کہ جب سکھ برادری کے لیے پاکستان میں گوردوارہ پربندھک کمیٹی جیسا بااختیار ادارہ موجود ہو سکتا ہے تو آخر ہندو سناتن والمیکی سماج کو اس حق سے محروم کیوں رکھا جا رہا ہے؟ کیا وہ زمینیں جو ہمارے اجداد کی امانت تھیں، ان کا قانونی حق نہیں کہ انہیں ناجائز قبضوں سے واگزار کروا کر فلاحی کاموں کے لیے بروئے کار لایا جائے؟ دوسری جانب، مقامی سطح پر منتخب ہونے والے نمائندوں کا رویہ بھی کسی سے ڈھکا چھپا نہیں جو ووٹ کے لیے تو دہلیزوں پر آتے ہیں مگر کامیابی کے بعد کچی بستیوں کی طرف مڑ کر بھی نہیں دیکھتے، چنانچہ آج یہ سوال اٹھنا فطری ہے کہ کب تک یہ بے زبانی ان کی مجبوری بنی رہے گی؟ کیا اقلیتوں کا یہ حق نہیں کہ ان کے علاقوں میں سیوریج اور پانی جیسی بنیادی سہولیات میسر ہوں؟ لہٰذا مقامی ترقیاتی فنڈز میں 10 فیصد حصہ مانگنا کوئی خیرات نہیں، ان کا آئینی حق ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ سرکاری ملازمتوں کے کوٹے میں اضافہ، تعلیمی وظائف کا پیکیج، خواتین کے لیے ووکیشنل سینٹرز اور مندروں کے پنڈتوں کے لیے سرکاری وظائف وقت کی اہم ترین ضرورت ہیں، کیونکہ جہاں چاہ، وہاں راہ کے مصداق اگر حکومت خلوصِ نیت سے عملی اقدامات کرے تو یہ باصلاحیت نوجوان ملکی ترقی میں شاندار حصہ ڈال سکتے ہیں۔ آخر میں، ریاستی اداروں اور مقتدر حلقوں سے ہمارا یہ سوال ہے کہ کیا ہم ایک ایسے پاکستان کے خواب کو عملی جامہ پہنا سکتے ہیں جہاں ہر مذہب کا انسان وقار کے ساتھ جی سکے؟ بلاشبہ ساجن بھاٹیا کی یہ بے لوث جدوجہد اسی حسین خواب کی تعبیر کی ایک سنجیدہ کوشش ہے؛ اللہ تعالیٰ ہمارے حکمرانوں کو توفیقِ عمل عطا فرمائے کہ وہ اقلیتوں کے حقوق کی اس جائز آواز کو سنیں اور پاکستان کو ایک ایسا پرامن گلستان بنا دیں جہاں ہر پھول اپنی خوشبو بکھیرنے میں آزاد ہو۔ آمین

امن، روٹی اور انقلاب۔

طفیل مگسی

تاریخ میں بعض فیصلے ایسے ہوتے ہیں جو صرف ایک حکومت یا ریاست کی تقدیر نہیں بدلتے بلکہ عالمی سیاست اور معیشت کے قائم شدہ اصولوں کو بھی نئے سرے سے سوچنے پر مجبور کر دیتے ہیں۔ 10 فروری 1918 کو روس کی بالشویک حکومت کا زارِ روس کے تمام بیرونی قرضے مسترد کرنے کا فیصلہ بھی انہی تاریخی واقعات میں شمار ہوتا ہے۔ اس اعلان نے پیرس، لندن اور نیویارک کے مالیاتی مراکز میں ہلچل مچا دی، کیونکہ پہلی مرتبہ کسی نئی حکومت نے واضح طور پر کہا کہ وہ سابق آمریت کے لیے گئے قرضوں کی ذمہ داری قبول نہیں کرے گی۔

یہ فیصلہ محض ایک معاشی اقدام نہیں تھا بلکہ اس کے پس منظر میں ایک سیاسی اور اخلاقی فلسفہ بھی کارفرما تھا۔ کمیٹی برائے خاتمہ ناجائز قرضہ جات (CADTM) کے بانی ایرک ٹوسینٹ کے تجزیے کے مطابق، اس فیصلے کی بنیاد 1905 کے روسی عوامی انقلاب میں رکھی جا چکی تھی۔

1905: عوام کی پہلی معاشی تنبیہ

1905 میں جب زارِ روس کی مطلق العنان حکومت کے خلاف عوامی احتجاج شروع ہوا تو مزدوروں، کسانوں اور سپاہیوں نے اپنی نمائندہ کونسلیں، یعنی سوویت، قائم کیں۔ ان میں سینٹ پیٹرزبرگ سوویت کے سربراہ لیون ٹراٹسکی تھے۔

اس دور میں ریاستی وسائل کا بڑا حصہ فوج، شاہی اخراجات اور جنگی مہمات پر خرچ کیا جا رہا تھا، جبکہ تعلیم، صحت اور بنیادی ڈھانچہ شدید زبوں حالی کا شکار تھا۔ عوام کی جمع پونجی کو بھی نجی بینکوں اور سرمایہ دار حلقوں کے مفادات کے لیے استعمال کیا جا رہا تھا۔

اسی پس منظر میں 1905 میں ایک تاریخی "مالیاتی مینی فیسٹو" جاری کیا گیا، جس میں عالمی سرمایہ کاروں کو متنبہ کرتے ہوئے کہا گیا:

"زار حکومت کو عوام کی تائید حاصل نہیں۔ اس لیے اگر یہ حکومت عوام کو دبانے کے لیے بیرونی قرضے حاصل کرتی ہے تو کامیاب عوامی انقلاب کے بعد نئی حکومت ان قرضوں کو تسلیم نہیں کرے گی۔"

تاہم یورپی مالیاتی اداروں، خصوصاً فرانسیسی سرمایہ کاروں، نے اس انتباہ کو نظر انداز کرتے ہوئے زار حکومت کو مزید بھاری قرضے فراہم کیے۔

"امن، روٹی اور انقلاب"

پہلی عالمی جنگ نے روس کی معیشت کو تباہ کر دیا۔ محاذوں پر لڑنے والے سپاہیوں کے پاس نہ مناسب خوراک تھی اور نہ ہی ضروری اسلحہ۔ مہنگائی، بھوک اور بے روزگاری نے عوام کو شدید مشکلات میں مبتلا کر دیا۔

ایسے حالات میں ولادیمیر لینن نے ایک مختصر مگر مؤثر نعرہ دیا: "امن، روٹی اور انقلاب۔"

یہ نعرہ روسی عوام کے دل کی آواز بن گیا اور بالشویک تحریک کو غیر معمولی عوامی حمایت حاصل ہوئی۔

1918: قرضوں کی منسوخی

اکتوبر 1917 کے انقلاب کے بعد بالشویک اقتدار میں آئے تو انہوں نے اپنے وعدے کے مطابق 10 فروری 1918 کو زار حکومت کے تمام بیرونی قرضے منسوخ کرنے کا اعلان کر دیا۔

ٹراٹسکی نے عالمی قرض دہندگان کو یاد دلایا کہ انہیں 1905 ہی میں خبردار کر دیا گیا تھا کہ جابر حکومت کو دیے گئے قرضوں کی ذمہ داری مستقبل کی عوامی حکومت قبول نہیں کرے گی۔

بعد میں بین الاقوامی قانون میں اس تصور کو "Odious Debt" (مکروہ یا ناجائز قرضہ) کے نام سے جانا گیا۔ اس نظریے کے مطابق وہ قرضے جو عوام کی رضامندی کے بغیر لیے جائیں اور عوامی مفاد کے بجائے جبر، بدعنوانی یا حکمران طبقے کے مفادات کے لیے استعمال ہوں، ان کی ادائیگی نئی حکومت پر لازمی نہیں ہوتی۔

زار حکومت پر بنیادی اعتراضات

بالشویکوں کے مطابق زار حکومت کی معاشی پالیسیوں میں کئی سنگین خامیاں تھیں:

-ریاستی آمدنی کا بڑا حصہ فوجی اخراجات پر خرچ کیا گیا جبکہ تعلیم، صحت اور بنیادی سہولیات نظر انداز رہیں۔

-عوامی بچتوں کو نجی مالیاتی اداروں اور سرمایہ دار طبقے کے مفادات کے لیے استعمال کیا گیا۔

-سرکاری مالیاتی اعداد و شمار میں شفافیت کا فقدان تھا اور خسارے کو چھپایا جاتا تھا۔

-پرانے قرضوں کی ادائیگی کے لیے مسلسل نئے قرضے لیے جاتے رہے، جس سے ملک بیرونی مالیاتی انحصار میں جکڑتا چلا گیا۔

آج کے لیے سبق

1918 کا روسی تجربہ آج بھی عالمی سطح پر بحث کا موضوع ہے۔ ایشیا، افریقہ اور لاطینی امریکہ کے کئی ممالک بھاری بیرونی قرضوں کے بوجھ تلے دبے ہوئے ہیں۔ ناقدین کا مؤقف ہے کہ اگر قرضے عوامی مفاد کے بجائے بدعنوانی، آمریت یا اشرافیہ کے مفادات کے لیے استعمال ہوئے ہوں تو ان کی قانونی اور اخلاقی حیثیت پر سوال اٹھانا جائز ہے۔

اسی بنیاد پر CADTM اور دیگر عالمی تنظیمیں مطالبہ کرتی ہیں کہ ترقی پذیر ممالک کے ایسے قرضوں کا آزادانہ آڈٹ کیا جائے جو عوامی مفاد کے خلاف لیے گئے ہوں، اور اگر وہ واقعی ناجائز ثابت ہوں تو ان کی منسوخی پر غور کیا جائے۔

روس کا 1918 کا فیصلہ خواہ متنازع سمجھا جائے یا انقلابی، لیکن اس نے ایک بنیادی سوال ہمیشہ کے لیے دنیا کے سامنے رکھ دیا: کیا کسی قوم کے عوام کو ان قرضوں کا بوجھ اٹھانا چاہیے جو ان کی مرضی کے بغیر، انہی کے خلاف استعمال ہونے کے لیے لیے گئے ہوں؟ یہی سوال آج بھی عالمی مالیاتی نظام کے لیے ایک اہم اخلاقی اور سیاسی چیلنج بنا ہوا ہے۔ آپ خود اپنی ملک کی حکومتوں کا اندازہ لگائیں کہ ہر آنے والی حکومت بیرونی ممالک سے اربوں ڈالر عوام کی فلاح و بہبود کے لیے قرضے لیتی ہے۔ مگر آپ نیدیکھا ہے کہ آج تک عوام کے کون سے فلاح و بہبود والے کام کیئے گئے ہیں۔ نہ عوام کو تعلیم کی سہولیات فراہم ہوئی ہیں۔ نہ صحت میں کوئی بہتری ہی ہے۔ نہ روزگار کی کوئی امید دکھائی دیتی ہے۔ نہ روڈ راستے بن سکے ہیں۔ نہ پینے کے پانی کا بحران حل ہوسکا ہے۔ نہ امن وامان قائم ہوسکا ہے۔ نہ بجلی کا بحران حل ہوسکا ہے۔ پھر یہ اربوں کھربوں ڈالرز کے قرضے بلآخر جاتے کہاں ہیں؟

پاک سعودی عرب دفاعی معاہدہ: مضمرات اور مستقبل کے لیے ایک مضبوط شراکت داری کی بنیاد

کالم نگار: محمد عثمان پھلروان

مشرقِ وسطیٰ اور جنوبی ایشیا کی بدلتی ہوئی جغرافیائی و سیاسی صورتحال میں پاکستان اور سعودی عرب کے درمیان دفاعی تعاون اور تزویراتی شراکت داری کو غیر معمولی اہمیت حاصل ہے۔ حالیہ برسوں میں دونوں برادر ممالک کے درمیان دفاعی، عسکری، اقتصادی اور سفارتی تعلقات میں جو وسعت اور گہرائی پیدا ہوئی ہے، وہ نہ صرف دونوں ممالک کے باہمی اعتماد کی عکاس ہے بلکہ خطے میں امن، استحکام اور مشترکہ سلامتی کے لیے ایک مضبوط بنیاد بھی فراہم کرتی ہے۔ پاکستان اور سعودی عرب کے تعلقات محض سفارتی یا اقتصادی نوعیت کے نہیں بلکہ یہ مذہبی، ثقافتی، تاریخی اور تزویراتی رشتوں سے جڑے ہوئے ہیں۔ قیامِ پاکستان کے بعد سے سعودی عرب نے ہر مشکل وقت میں پاکستان کا ساتھ دیا، جبکہ پاکستان نے بھی سعودی عرب کی سلامتی اور خودمختاری کے تحفظ کے لیے ہمیشہ عملی کردار ادا کیا۔ یہی وجہ ہے کہ دونوں ممالک کے درمیان دفاعی تعاون کو مسلم دنیا کی مضبوط ترین عسکری شراکت داریوں میں شمار کیا جاتا ہے۔ پاک سعودی دفاعی معاہدہ دراصل ایک وسیع تر تزویراتی وژن کا حصہ ہے، جس کا مقصد دہشت گردی، انتہا پسندی، سائبر سکیورٹی، سرحدی تحفظ اور علاقائی استحکام جیسے چیلنجز کا مشترکہ طور پر مقابلہ کرنا ہے۔ اس معاہدے کے تحت فوجی تربیت، دفاعی ٹیکنالوجی کی منتقلی، انٹیلی جنس تعاون اور مشترکہ عسکری مشقوں کے شعبوں میں مزید پیش رفت کی توقع کی جا رہی ہے۔ پاکستان کی عسکری مہارت اور سعودی عرب کے مالی و تزویراتی وسائل کا امتزاج مسلم دنیا کے لیے ایک مؤثر دفاعی ماڈل پیش کر سکتا ہے۔ خطے میں ایران، اسرائیل، امریکہ اور دیگر عالمی طاقتوں کے مفادات اور بڑھتی ہوئی کشیدگی کے تناظر میں پاک سعودی دفاعی شراکت داری کی اہمیت مزید بڑھ جاتی ہے۔ یہ تعاون نہ صرف دونوں ممالک کے دفاعی مفادات کا تحفظ کرے گا بلکہ خلیجی خطے میں طاقت کے توازن اور علاقائی امن کے فروغ میں بھی معاون ثابت ہو سکتا ہے۔ خصوصاً بحیرہ احمر، خلیج فارس اور بحرِ ہند کے حساس سمندری راستوں کی سلامتی کے لیے مشترکہ حکمت عملی ناگزیر ہو چکی ہے۔ اس دفاعی شراکت داری کا ایک اہم پہلو دفاعی صنعت میں تعاون بھی ہے۔ پاکستان اپنی دفاعی پیداوار، خصوصاً ہوابازی، میزائل ٹیکنالوجی اور عسکری سازوسامان کے شعبے میں قابلِ قدر تجربہ رکھتا ہے۔ اگر سعودی عرب کے وژن 2030 کے تحت دفاعی صنعت کو مقامی سطح پر فروغ دینے کی پالیسی کے ساتھ پاکستان کی تکنیکی مہارت کو ہم آہنگ کیا جائے تو دونوں ممالک دفاعی خودکفالت کی جانب ایک اہم پیش رفت کر سکتے ہیں۔ دوسری جانب، اس معاہدے کے سفارتی مضمرات بھی نہایت اہم ہیں۔ یہ شراکت داری اسلامی دنیا میں اتحاد و یکجہتی کے تصور کو تقویت دے سکتی ہے اور عالمی سطح پر مسلم ممالک کے مشترکہ مفادات کے تحفظ کے لیے ایک مؤثر پلیٹ فارم ثابت ہو سکتی ہے۔ تاہم، اس تعاون کو علاقائی تنازعات میں توازن، سفارتی حکمت اور بین الاقوامی قوانین کی پاسداری کے اصولوں کے تحت آگے بڑھانا بھی ضروری ہوگا۔ مستقبل کے تناظر میں دیکھا جائے تو پاک سعودی دفاعی معاہدہ صرف ایک عسکری تعاون کا معاہدہ نہیں بلکہ ایک جامع تزویراتی شراکت داری کی بنیاد ہے، جو آنے والے برسوں میں اقتصادی، دفاعی، تکنیکی اور سفارتی شعبوں میں مزید مضبوط ہو سکتی ہے۔ دونوں ممالک اگر باہمی اعتماد، مشترکہ مفادات اور طویل المدتی منصوبہ بندی کے اصولوں کو برقرار رکھتے ہیں تو یہ شراکت داری نہ صرف پاکستان اور سعودی عرب بلکہ پورے عالمِ اسلام کے لیے استحکام اور ترقی کا ایک اہم ذریعہ بن سکتی ہے۔ آخر میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ پاک سعودی دفاعی تعاون ایک نئے دور میں داخل ہو چکا ہے، جہاں روایتی تعلقات جدید تزویراتی تقاضوں سے ہم آہنگ ہو رہے ہیں۔ یہ معاہدہ مستقبل کے لیے ایک مضبوط پارٹنرشپ کی بنیاد فراہم کرتا ہے، جس کے مثبت اثرات آنے والی نسلوں تک محسوس کیے جا سکتے ہیں۔

ابھی وقت ہے درخت لگائیں، مستقبل بچائیں

حمید علی

زمین کا موسم خاموشی سے نہیں بدلتا، بلکہ اپنے اثرات انسان کو ہر روز محسوس کراتا ہے۔ کبھی شدید گرمی، کبھی غیر معمولی بارشیں، کبھی خشک سالی اور کبھی تباہ کن سیلاب اس بات کا واضح ثبوت ہیں کہ قدرت ہمیں مسلسل خبردار کر رہی ہے۔ بدقسمتی سے ہم ان انتباہات کو سنجیدگی سے لینے کے بجائے معمول کی خبر سمجھ کر نظر انداز کر دیتے ہیں، حالاں کہ اب وقت آ چکا ہے کہ ہم صرف گفتگو نہیں، عملی اقدامات کریں۔

کچھ دنوں سے دنیا کے مختلف ممالک شدید گرمی کی لپیٹ میں آئے ہیں۔ یورپ، جو اپنے معتدل موسم، گھنے جنگلات اور سرسبز ماحول کی وجہ سے پہچانا جاتا ہے، وہاں بھی درجہ حرارت نے کئی دہائیوں کے ریکارڈ توڑ دیے ہیں۔ متعدد ممالک میں ہیٹ ویوز کے باعث قیمتی انسانی جانیں ضائع ہوئیں، اسپتالوں پر دبا بڑھا اور حکومتوں کو ہنگامی اقدامات کرنا پڑے۔ یہ صورتحال اس حقیقت کی نشاندہی کرتی ہے کہ موسمیاتی تبدیلی کسی ایک خطے کا نہیں، پوری دنیا کا مسئلہ بن چکی ہے۔

دلچسپ مگر تشویش ناک حقیقت یہ ہے کہ یورپ کے وسیع علاقے جنگلات پر مشتمل ہیں۔ بے شمار درخت، دریا، جھیلیں اور قدرتی وسائل وہاں کے ماحول کو متوازن رکھنے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ اس کے باوجود اگر وہاں گرمی کی شدت میں نمایاں اضافہ ہو رہا ہے تو ہمیں سوچنا چاہیے کہ پاکستان جیسے ملک کا کیا حال ہوگا، جہاں جنگلات کا رقبہ عالمی معیار کے مقابلے میں بہت کم ہے۔

پاکستان پہلے ہی موسمیاتی تبدیلی سے سب سے زیادہ متاثر ہونے والے ممالک میں شمار ہوتا ہے۔ ہر سال گرمی کی شدت بڑھ رہی ہے، بارشوں کا نظام غیر متوازن ہو رہا ہے، گلیشیئر تیزی سے پگھل رہے ہیں اور سیلاب معمول بنتے جا رہے ہیں۔ یہ سب واقعات کسی اتفاق کا نتیجہ نہیں، بل کہ ماحول کے ساتھ ہماری مسلسل ناانصافی کا انجام ہیں۔

درخت قدرت کا وہ انمول تحفہ ہیں جو انسان کو آکسیجن، سایہ، ٹھنڈک، صاف فضا اور بہتر ماحول فراہم کرتے ہیں۔ ایک تناور درخت اپنے اردگرد کے درجہ حرارت کو کم کرنے میں مدد دیتا ہے، گردوغبار کو جذب کرتا ہے، فضائی آلودگی میں کمی لاتا ہے اور پرندوں و دیگر جانداروں کے لیے محفوظ پناہ گاہ بنتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ترقی یافتہ ممالک جنگلات کے تحفظ اور شجرکاری کو قومی ترجیح سمجھتے ہیں۔

بدقسمتی سے ہمارے ہاں درخت لگانے سے زیادہ انہیں کاٹنے کا رجحان بڑھتا جا رہا ہے۔ نئی آبادیوں، سڑکوں اور تعمیراتی منصوبوں کے لیے ہزاروں درخت ختم کر دیے جاتے ہیں، مگر ان کا متبادل نہیں لگایا جاتا۔ نتیجہ یہ ہے کہ شہروں میں درجہ حرارت مسلسل بڑھ رہا ہے، فضا آلودہ ہو رہی ہے اور گرمی ناقابل برداشت بنتی جا رہی ہے۔

آج پاکستان کے لاکھوں خاندان ایسے ہیں جن کے پاس ایئر کنڈیشنر تو درکنار، مناسب ٹھنڈک کے بنیادی وسائل بھی موجود نہیں۔ بجلی کی بڑھتی ہوئی قیمتوں نے پنکھا اور ایئر کولر چلانا بھی مشکل بنا دیا ہے۔ شدید گرمی میں مزدور، کسان، ریڑھی بان، ٹریفک پولیس، طلبہ اور عام شہری براہِ راست متاثر ہوتے ہیں۔

ایسے حالات میں صرف حکومت پر تنقید مسئلے کا حل نہیں، ہر شہری کو اپنی ذمہ داری بھی محسوس کرنا ہوگی۔

اگر ہر خاندان سال میں صرف ایک یا دو درخت بھی لگا دے تو چند برسوں میں لاکھوں نئے درخت ہماری زمین کا حصہ بن سکتے ہیں۔ یہ کوئی ناممکن کام نہیں۔

ہمارے ملک کی زرخیز مٹی، مناسب بارشیں اور مختلف موسمی خطے شجرکاری کے لیے بہترین مواقع فراہم کرتے ہیں۔ ضرورت صرف نیت، شعور اور مستقل مزاجی کی ہے۔

تعلیمی اداروں، مذہبی مراکز، سرکاری دفاتر، نجی اداروں اور سماجی تنظیموں کو چاہیے کہ شجرکاری کو ایک مستقل قومی مہم بنائیں۔ بچوں میں بچپن سے درختوں کی اہمیت اجاگر کی جائے تاکہ آنے والی نسلیں ماحول دوست طرزِ زندگی اختیار کریں۔ میڈیا بھی اس حوالے سے مثبت کردار ادا کر سکتا ہے اور عوام میں آگہی پیدا کر سکتا ہے۔

حکومت کو بھی چاہیے کہ جنگلات کے تحفظ کے قوانین پر سختی سے عمل درآمد کرائے، غیر قانونی کٹائی روکے، شہری علاقوں میں زیادہ سے زیادہ سبز مقامات قائم کرے اور ایسے منصوبوں کی حوصلہ افزائی کرے جن سے ماحول بہتر ہو۔ تاہم یہ حقیقت بھی یاد رکھنی چاہیے کہ صرف حکومتی اقدامات اس مسئلے کو حل نہیں کر سکتے، جب تک عوام خود اس مہم کا حصہ نہ بنیں۔

ماہرین مسلسل خبردار کر رہے ہیں کہ اگر عالمی حدت میں اضافہ اسی رفتار سے جاری رہا تو مستقبل میں ہیٹ ویوز مزید شدید ہوں گی، پانی کی قلت بڑھے گی، زرعی پیداوار متاثر ہوگی اور قدرتی آفات میں اضافہ ہوگا۔ اس صورتِ حال سے بچنے کے لیے آج کیے گئے اقدامات ہی کل ہماری حفاظت بن سکتے ہیں۔

درخت صرف لکڑی یا سایہ نہیں دیتے، بل کہ یہ ہماری سانسوں، ہماری صحت، ہماری معیشت اور ہماری آنے والی نسلوں کی زندگی سے جڑے ہوئے ہیں۔ ایک ننھا سا پودا آنے والے برسوں میں سینکڑوں انسانوں کے لیے راحت کا سبب بن سکتا ہے۔ اس لیے ہمیں شجرکاری کو محض ایک تقریب یا فوٹو سیشن تک محدود نہیں رکھنا چاہیے، بل کہ اسے اپنی روزمرہ زندگی کا حصہ بنانا چاہیے۔

آئیے آج یہ عہد کریں کہ ہم ہر سال کم از کم ایک درخت ضرور لگائیں گے، اس کی حفاظت کریں گے اور دوسروں کو بھی اس نیک کام کی ترغیب دیں گے۔ اگر ہم نے آج زمین کو سبز بنانے کا فیصلہ نہ کیا تو آنے والی نسلیں ہمیں معاف نہیں کریں گی۔ ابھی بھی وقت ہے کہ ہم اپنی غلطیوں کا ازالہ کریں، ماحول کو بہتر بنائیں اور پاکستان کو ایک سرسبز، محفوظ اور خوش حال وطن بنانے میں اپنا کردار ادا کریں، کیونکہ درخت ہی زندگی کی اصل ضمانت ہیں۔

معصوم بچپن خطرے میں، ذمہ دار کون؟

تحریر: انجینئر بخت سید یوسفزئی

بچوں اور بچیوں کے ساتھ جنسی زیادتی کے بڑھتے ہوئے واقعات پوری قوم کے لیے شدید تشویش، دکھ اور شرمندگی کا باعث بن چکے ہیں۔ آئے روز ملک کے مختلف شہروں، قصبوں اور دیہی علاقوں سے معصوم بچوں کے ساتھ پیش آنے والے افسوسناک واقعات نہ صرف والدین کو خوف، بے یقینی اور ذہنی اذیت میں مبتلا کر رہے ہیں بلکہ معاشرے کی اخلاقی گراوٹ، دینی اقدار سے دوری، قانون پر کمزور عمل درآمد اور اجتماعی بے حسی کو بھی بے نقاب کر رہے ہیں۔ بچے کسی بھی قوم کا سب سے قیمتی سرمایہ، روشن مستقبل اور اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمت ہوتے ہیں۔ ان کی جسمانی، ذہنی، اخلاقی اور جذباتی حفاظت ہر والدین، استاد، معاشرے اور ریاست کی بنیادی ذمہ داری ہے۔ جب یہی معصوم بچے ظلم، درندگی اور استحصال کا شکار ہونے لگیں تو یہ صرف ایک خاندان کا دکھ نہیں رہتا بلکہ پوری قوم کے ضمیر کو جھنجھوڑنے والا سانحہ بن جاتا ہے۔ ایک مہذب

انٹرنیٹ کے ذریعے ہر قسم کا مواد چند لمحوں میں دستیاب ہو جاتا ہے، جس کا غلط استعمال بعض افراد کے ذہنوں کو مسخ کر دیتا ہے۔ جدید ٹیکنالوجی یقیناً ایک نعمت ہے، مگر اس کا ذمہ دارانہ استعمال ہی معاشرے کو محفوظ رکھ سکتا ہے۔ والدین کی مصروفیات اور بعض اوقات غفلت بھی اس مسئلے میں اضافہ کرتی ہے۔ بہت سے والدین روزگار اور دیگر ذمہ داریوں میں اس قدر مصروف ہوتے ہیں کہ بچوں کی روزمرہ سرگرمیوں، دوستوں، موبائل فون اور انٹرنیٹ کے استعمال پر مناسب توجہ نہیں دے پاتے۔ یہی غفلت بعض اوقات بچوں کو مختلف خطرات سے دوچار کر دیتی ہے۔ بچوں کی دینی، اخلاقی اور سماجی تربیت آج پہلے سے کہیں زیادہ ضروری ہو چکی ہے۔ اگر بچپن ہی سے انہیں حیا، سچائی، احترام، اچھے اخلاق اور صحیح و غلط کی پہچان سکھائی جائے تو وہ نہ

اپنے جرم کی سزا ضرور پائے۔ یہی عمل معاشرے میں انصاف اور قانون کی بالادستی کو مضبوط بناتا ہے۔ حکومت کو چاہیے کہ بچوں کے تحفظ سے متعلق تمام قوانین پر مؤثر عمل درآمد یقینی بنائے، پولیس اور تحقیقاتی اداروں کی استعداد کار بہتر بنائے اور ایسے مقدمات کے لیے خصوصی عدالتوں کو مزید فعال بنایا جائے تاکہ متاثرہ خاندانوں کو بروقت انصاف مل سکے۔ علمائے کرام، اساتذہ، والدین، میڈیا اور سماجی تنظیموں کو مشترکہ طور پر معاشرے میں دینی، اخلاقی اور انسانی اقدار کو فروغ دینا چاہیے۔ منبر، مسجد، اسکول، کالج، ٹیلی ویژن اور سوشل میڈیا سب کو مثبت کردار ادا کرنا ہوگا تاکہ برائی کی روک تھام ممکن ہو سکے۔ والدین کو چاہیے کہ وہ اپنے بچوں کے ساتھ ایسا دوستانہ ماحول قائم کریں جہاں بچے کسی بھی خوف یا دباؤ کے بغیر اپنی ہر بات والدین کے ساتھ شیئر کر سکیں۔ والدین کی توجہ، محبت اور رہنمائی بچوں کے تحفظ میں بنیادی کردار ادا کرتی

پری میچور بچوں کی آنکھوں کا معائنہ، والدین کی ذمہ داری

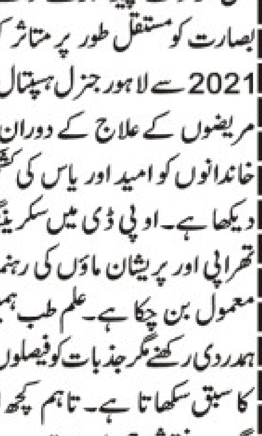

پروفیسر طیبہ گل ملک

کسی بھی گھر میں ننھے مہمان کی آمد خوشیوں کا جھونکا لے کر آتی ہے۔ والدین اپنے بچے کی چمکتی آنکھوں میں روشن مستقبل کے خواب دیکھتے ہیں اور پورا خاندان جشن مناتا ہے۔ مگر بعض اوقات یہ سفر ایسے خاموش چیلنجز سے شروع ہوتا ہے جن کی لاعلمی تمام خوشیوں کو ہمیشہ کے لیے اندھیرے میں بدل سکتی ہے۔ ایسی ہی ایک خطرناک مگر قابلِ علاج بیماری ریٹینوپیتھی آف پری میچورٹی (ROP) ہے، جو قبل از وقت پیدا ہونے والے بچوں کے پردہ بصارت کو مستقل طور پر متاثر کر سکتی ہے۔ سال 2021 سے لاہور جنرل ہسپتال میں ROP کے مریضوں کے علاج کے دوران میں نے لاتعداد خاندانوں کو امید اور یاس کی کشمکش سے گزرتے دیکھا ہے۔ او پی ڈی میں سکریننگ، انجکشن، لیزر تھراپی اور پریشان ماؤں کی رہنمائی میرا روزمرہ کا معمول بن چکا ہے۔ علم طب ہمیں مریضوں سے ہمدردی رکھنے مگر جذبات کو فیصلوں پر حاوی نہ ہونے کا سبق سکھاتا ہے۔ تاہم کچھ المیے دل پر ایسے گہرے نقوش چھوڑ جاتے ہیں جو بھلائے نہیں جا سکتے۔ کچھ عرصہ قبل ایک نرس، جو خود ایک بڑے ہسپتال میں خدمات انجام دے رہی تھیں، اپنے ننھے بچے کو لے کر آئیں۔ بچہ نو ماہ سے پہلے پیدا ہوا تھا اور کچھ عرصہ آکسیجن پر رہا تھا۔ تین ماہ گزرنے کے باوجود وہ روشنی کی طرف متوجہ نہیں ہوتا تھا۔ معائنہ کیا تو دل دہل گیا۔ دونوں آنکھوں کا پردہ بصارت مکمل طور پر ضائع ہو چکا تھا اور بیماری اس نہج پر پہنچ چکی تھی جہاں علاج ممکن نہیں رہتا۔ ماں روتے ہوئے بار بار پوچھ رہی تھی کہ کیا دنیا کے کسی کونے میں اس کا علاج ممکن ہے؟ میرے پاس خاموشی کے سوا کوئی جواب نہ تھا۔ اس رات نیند مجھ سے دور رہی۔ بار بار یہی خیال آیا کہ اگر بروقت سکریننگ ہو جاتی تو آج یہ معصوم اندھیرے میں نہ ڈوبا ہوتا۔ چند دن بعد ایک اور واقعہ پیش آیا۔ ایک ڈاکٹر صاحبہ اپنی نومولود بیٹی کو معائنے کے لیے لائیں۔ بروقت تشخیص ہوئی کہ ROP ابتدائی مراحل میں ہے۔ فوری انجکشن، لیزر تھراپی اور باقاعدہ فالو اپ شروع کیا گیا۔ بچی کے باقاعدگی سے معائنے اور اللہ کے فضل سے آج اس کی بینائی مکمل محفوظ ہے۔ دونوں کہانیوں کا انجام بالکل مختلف تھا اور فرق صرف آگاہی کا تھا۔ دونوں خاندان طبی شعبے سے تعلق رکھتے تھے۔ اگر پڑھے لکھے لوگوں میں شعور محدود ہے تو دیہی علاقوں کی صورتحال کا اندازہ لگانا آسان ہے۔ یہی درد مجھے یہ کالم لکھنے پر مجبور کرتا ہے۔ پاکستان میں ROP کی کوئی قومی رجسٹری نہ ہونے کے باعث درست اعداد وشمار محدود ہیں، مگر مختلف مطالعات کے مطابق قبل از وقت پیدا ہونے والے بچوں میں 10 سے 30 فیصد تک ROP کا خطرہ ہے۔ ROP کی تیسری لہر (Third Epidemic) جاری ہے، جس کی وجہ NICU سہولیات میں بہتری اور قبل از وقت بچوں کی بقا کی شرح میں اضافہ ہے۔ یہ خوش آئند ہے مگر آکسیجن کی نگرانی اور منظم سکریننگ کا فقدان ایک بڑا المیہ ہے۔ جو بچے حمل کے 32 ہفتوں یا اس سے کم مدت میں پیدا ہوں، جن کا پیدائشی وزن 2000 سے 2500 گرام سے کم اور جنہیں طویل آکسیجن تھراپی دی جائے، انہیں ROP کا سب سے زیادہ خطرہ ہوتا ہے۔ اہم بات یہ ہے کہ ROP کے ابتدائی مراحل میں باہر سے کوئی علامت نظر نہیں آتی۔ بچہ بالکل نارمل لگتا ہے۔ اس لیے ظاہری صحت پر بھروسہ کرنا معصوم جان کے ساتھ ناانصافی ہے۔ پیدائش کے تقریباً چار ہفتے بعد پہلا معائنہ لازمی ہے۔ اگر بروقت تشخیص ہو جائے تو لیزر تھراپی اور انجکشنز (جیسے Avastin) سے بینائی کو 90 سے 100 فیصد تک محفوظ کیا جا سکتا ہے۔ لاہور جنرل ہسپتال گزشتہ ایک دہائی سے زائد عرصے سے نظر کو محفوظ بنانے کی سروسز فراہم کر رہا ہے۔ پرنسپل امیر الدین میڈیکل کالج پروفیسر ڈاکٹر فاروق افضل کی دلچسپی اور قیادت میں شعبہ امراضِ چشم اور شعبہ اطفال کے مثالی تعاون سے یہ پروگرام مسلسل ترقی کر رہا ہے۔

محدود وسائل کے باوجود مہنگے انجیکشنز اور جدید علاج کی بروقت فراہمی ان کے انسان دوست وژن اور عزم کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ ایک چھوٹی سی احتیاط، بروقت آگاہی اور سکریننگ ایک معصوم بچے کو عمر بھر کی اندھیری دنیا سے بچا سکتی ہے۔ میڈیکل کمیونٹی سے وابستہ تمام افراد، خصوصاً ماہرینِ امراضِ نسواں (گائنی)، ماہرینِ اطفال، نرسنگ سٹاف اور مڈوائفز کا فرض ہے کہ علاج کے ساتھ ساتھ عوام الناس میں ROP کے بارے میں شعور اجاگر کریں۔ ایم ایس پروفیسر ڈاکٹر فریاد حسین کا کہنا ہے کہ میڈیا، سول سوسائٹی اور سماجی تنظیمیں عوامی شعور اجاگر کرنے کے لیے اپنا بھرپور کردار ادا کریں۔ اس نیک کام میں مخیّر حضرات اور فلاحی اداروں کو بھی آگے آنا چاہیے تاکہ مہنگے علاج، سکریننگ کیمپوں اور آگاہی مہمات کو مزید وسعت دی جا سکے۔ یہ ذمہ داری صرف آئی اسپیشلسٹ تک محدود نہیں بلکہ ہر طبی کارکن، سماجی کارکن اور ہر ذی شعور فرد کی ہے۔ اگر آپ کے آس پاس، آپ کے خاندان یا محلے میں کوئی قبل از وقت پیدا ہونے والا بچہ ہے تو والدین کو فوری طور پر آگاہ کریں، انہیں ڈرائیں نہیں بلکہ حوصلہ دیں اور سکریننگ کے لیے لاہور جنرل ہسپتال یا قریبی سہولت مند جگہ کی طرف رجوع کرنے کی ترغیب دیں۔ آج کی درست معلومات اور ایک فیصلہ کل ایک بچے کی پوری زندگی کو روشنی دے سکتا ہے۔ آگاہی پھیلائیں، وقت ضائع نہ کریں۔ معصوم آنکھوں کی روشنی بچانا ہم سب کی مشترکہ ذمہ داری ہے۔ اگر ہم سب مل کر صرف ایک بچے کی بینائی بھی بچا لیں تو یہ انسانیت کی عظیم خدمت ہوگی۔ لاہور جنرل ہسپتال کے دروازے ایسے تمام بچوں کے لیے ہمیشہ کھلے ہیں۔ ابھی آگاہ کریں، آج ہی قدم اٹھائیں — ایک معصوم کی بینائی بچانا آپ کے ہاتھ میں ہے۔ پرنسپل پروفیسر ڈاکٹر فاروق افضل کہتے ہیں کہ پروفیسر آف امراض چشم ایل جی ایچ پروفیسر طیبہ گل ملک کا یہ آگاہی پیغام قبل از وقت پیدا ہونے والے بچوں کے والدین کیلئے ایک مشعل راہ ثابت ہوگا۔

اپنا خیال رکھیں

سیلف کیئرڈے

ڈاکٹر صدف اکبر

زندگی اللہ تعالیٰ کی ایک خوبصورت نعمت ہے اور ہم کبھی بھی نہیں چاہتے کہ اس حسین تحفے کو مختلف طرح کی بیماریوں اور خراب صحت کی نذر کریں۔ آج ہمارے جسم کے اعضاء مثلاً گردے، دل، پھیپھڑے، جگر، معدہ وغیرہ درست حالت میں اپنے فرائض سرانجام تو دے رہے ہیں مگر یہ ہمیشہ ایسی تندرست اور درست حالت میں توانا اور فعال نہیں رہیں گے۔ اچھی صحت صرف اچھا کھانے کا ہی نام نہیں ہے بلکہ اس میں اچھی اور مثبت دماغی صحت، ایک صحت مند شخصیت اور ایک صحت مند طرز زندگی بھی شامل ہیں۔ اور ان سب چیزوں کو برقرار اور بیلنس میں رکھنے کے لئے سیلف کیئر یا خود کا خیال رکھنا بے حد ضروری ہے۔ سیلف کیئر سے مراد ہم اپنی صحت کا خیال رکھتے ہوئے کیسے مختلف بیماریوں سے تحفظ حاصل کرتے ہیں۔ اس میں صفائی، متوازن خوراک، لائف اسٹائل یا طرز زندگی، ماحولیاتی عوامل، معاشی حالات اور خود سے علاج وغیرہ شامل ہیں۔ خود کا خیال رکھنے کا عمل فرد سے فرد مختلف ہوتا ہے۔ مگر کچھ باتیں یا نکات ایسے ہیں جو عمومی طور پر سیلف کیئر کے زمرے میں آتے ہیں ان نکات کو بیان کرنے کے لئے اور ان چیزوں کے بارے میں لوگوں کو روشناس کروانے کے لئے عالمی طور پر 24 جولائی کو سیلف کیئر کا عالمی دن منایا جاتا ہے۔ جس دن لوگوں میں خود کا خیال رکھنے کے بارے میں آگاہی دی جاتی ہے کہ کس طرح وہ اپنی صحت کا خیال رکھتے ہوئے اور ایک صحت مند طرز زندگی کو اپناتے ہوئے ایک بہتر صحت مندانہ زندگی گزار سکتے ہیں۔ انٹرنیشنل سیلف کیئر فاؤنڈیشن نے ایک فریم ورک ڈیزائن کیا ہے جسے سیلف کیئر کے سات ستونوں کے نام سے منسوب کیا جاتا ہے یعنی ہم ان سات ستونوں پر عمل کر کے ایک صحت مند زندگی گزار سکتے ہیں۔ لوگوں کو جسمانی اور دماغی حالت کے بارے میں خود آگاہی کو بیدار کرنا چاہیئے کہ ہمیں اس حد تک اپنی دماغی اور جسمانی حالت کے بارے میں معلوم ہو کہ اپنی جسمانی اور دماغی حالت میں کسی بھی تبدیلی کو محسوس کر سکیں۔ اپنا بلڈ پریشر اور شوگر لیول وغیرہ کے بارے میں آگاہی ہونا چاہیئے۔ جسمانی سرگرمیاں یعنی چہل قدمی، سائیکلنگ، یا کسی بھی ایسے کھیل میں خود کو شامل کرنا جس سے جسمانی صحت، فٹنس اور مزاج پر براہ راست اثر پڑتا ہوں۔ ورزش کے لئے کچھ ٹائم ضرور نکالنا چاہیئے۔ حرکت زندگی کا دوسرا نام ہے اور ریسرچ سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ روزانہ کی ورزش سے ہمارے جسم پر بے حد مثبت اور خوش آئند اثرات مرتب ہوتے ہیں جس سے لمبی زندگی کی طرف بڑھاوا، مختلف بیماریوں کے ہونے کی شرح میں کمی، وزن میں کمی وغیرہ شامل ہیں۔ اپنی زندگی میں حرکت کو بڑھائیں اور نزدیکی مقامات پر آنے جانے کے لئے گاڑی کے بجائے پیدل چلنے کو ترجیح دیں اسی طرح لفٹ کے استعمال کے بجائے سیڑھیوں سے اوپر نیچے جانے کو فوقیت دیں۔ اور کوشش کرنی چاہیئے کہ جسم کے مختلف حصوں کو استعمال میں لاتے ہوئے ورزش کریں جس میں مختلف کھیلوں مثلاً باسکٹ بال، فٹ بال، تیراکی، ٹینس، بیڈمنٹن وغیرہ سے مدد لی جاسکتی ہے۔ لوگوں میں صحت مند متوازن خوراک کے استعمال کی آگاہی ہونی چاہیئے کہ جو خوراک کھا رہے ہیں وہ ان کی صحت کے لئے کس حد تک فائدہ مند ہے۔ اپنے کھانوں میں تلی ہوئی مرغن غذاؤں مثلاً فاسٹ فوڈز، چپس، بسکٹ وغیرہ کا استعمال کم سے کم اور نہ ہونے کے برابر رکھنا چاہیئے کیونکہ یہ کھانے نہ صرف موٹاپے اور دل کی بیماریوں کی طرف مائل کرتے ہیں بلکہ ان کھانوں میں ایک کیمیکل acrylamide بھی موجود ہوتا ہے جو کہ کینسر کا باعث بن سکتا ہے۔ سبزیوں اور پھلوں کے استعمال کو یقینی بنائیں اور شوخ رنگ کے کھانوں کو ترجیح دیں۔ وہ پھل اور سبزیاں جو شوخ اور گہرے رنگ کی ہوتی ہیں ان میں anti oxidant وافر مقدار میں موجود ہوتا ہے۔ اور یہ ہماری صحت کے لئے بے حد ضروری اور فائدہ مند ہوتے ہیں کیونکہ یہ ہمارے جسم سے فری ریڈیکلز کو دور کرتے ہیں جو ہمارے خلیات کے لئے نقصان دہ ہوتے ہیں۔ لہذا اپنے کھانوں میں مختلف رنگوں کے کھانوں کا استعمال رکھیں جن میں سفید (کیلے، مشروم)، پیلے (پائن ایپل، آم)، اورنج (کینو، پپیتا)، لال (سیب، اسٹرابری، ٹماٹر)، گرین (امرود، کھیرا، سلاد پتے)، نیلے (بلیک بیریز، بینگن) وغیرہ شامل ہیں۔ دن کے مختلف اوقات میں مخصوص وقفوں میں کھانے کو معمول بنائیں۔ شیڈول کو اپنا کر ہم اپنی توانائی کو دن کے مختلف اوقات میں تقسیم کر سکتے ہیں۔ اس وقت کھائیں جب بھوک محسوس ہو اور تھوڑی سی بھوک چھوڑ کر کھانے سے ہاتھ اٹھا لیں۔ یہ لازمی نہیں کہ ہر انسان کے کھانے کے اوقات ایک جیسے ہوں لہذا اپنے جسم کی سنیں اور اس کی ضرورت کے مطابق اسے فراہم کریں۔ اور جذباتی خوراک سے پرہیز کریں۔ جذباتی خوراک وہ ہوتی ہے جو ہماری اصل بھوک نہیں ہوتی ہے۔ ہم اس وقت کھاتے ہیں جب ہم ڈپریشن یا پھر خوشی کی حالت میں ہوتے ہیں۔ جذباتی کھانوں سے ہم بھی خوش یا دکھ محسوس نہیں کرتے ہیں بلکہ بے وقت کھانے سے ہمارے جسم پر اس کے منفی اثرات مرتب ہوتے ہیں اس سے گریز کرنا چاہیئے۔ اس کے علاوہ لازمی ہے کہ لوگوں میں خود کو لاحق بیماریوں اور حادثات سے بچنے کا احساس موجود ہو کہ کس طرح ہم چھوٹی چھوٹی باتوں پر عمل کر کے کسی بڑے حادثے سے محفوظ رہ سکتے ہیں مثلاً ہیلمٹ پہن کر، سیٹ بیلٹ باندھ کر کسی بڑے حادثے سے بچ سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ سگریٹ نوشی ترک کر کے پھیپھڑوں کے کینسر جیسے موذی مرض سے بچ سکتے ہیں۔ ہر مہینے باقاعدگی سے میڈیکل چیک اپ کروانا چاہیئے تاکہ بیماری کی بروقت تشخیص کر کے علاج کیا جا سکے۔ اس کے علاوہ بہتر صفائی کا خیال رکھ کے لوگ اپنے گھروں اور دفتروں وغیرہ میں صفائی کا خیال رکھتے ہوئے مختلف بیماریوں سے دور رہنے کے ساتھ ماحولیاتی آلودگی کو بھی کم کر رہے ہوتے ہیں۔ اور ساتھ ساتھ مختلف بیماریوں مثلاً ملیریا، ڈینگی، چکن گونیا، ہیضہ جیسے متعدی بیماریوں سے بھی محفوظ رہ سکتے ہیں۔ سیلف کیئر کے ستونوں میں مکمل نیند ایک لازمی اور بنیادی ستون ہے۔ شاید یہ بات آپ کے علم میں ہو کہ جب ہماری نیند پوری نہیں ہوتی یا ہمارے جسم کو آرام کی ضرورت ہوتی ہے تب ہم زیادہ خوراک استعمال کرتے ہیں جو کہ زیادہ تر جنک فوڈ کی شکل میں ہوتا ہے لہذا ہمیں ایک مکمل اور بھرپور نیند لینی چاہیئے کیونکہ نیند کی کمی سے ہم جلدی بڑھاپے کی طرف گامزن ہو جاتے ہیں اور ہم کبھی بھی ایسا نہیں چاہیں گے تو بھرپور نیند لیں اور جوان رہیں۔ پانی کا زیادہ استعمال بھی ایک صحت مند جسم کے لئے بے حد ضروری ہے ہم میں سے زیادہ تر لوگ پانی کی اتنی مقدار استعمال نہیں کرتے جتنی ہمارے جسم کو ضرورت ہوتی ہے۔ ہمارے جسم %60 یا اس سے بھی زائد پانی پر مشتمل ہوتا ہے۔ پانی چونکہ ہمارے جسم سے براستہ پیشاب، پسینے اور سانس لینے کے عمل سے مسلسل خارج ہو رہا ہوتا ہے تو ہمیں اسکی مقدار کو جسم میں برقرار رکھنے کی بے حد ضرورت ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ پانی کے زیادہ استعمال سے وزن میں کمی میں بھی معاونت ہوتی ہے۔ پانی کی کتنی مقدار ہمارے جسم کے لئے ضروری ہے اس کا انحصار نمی، ہماری جسمانی سرگرمیوں اور ہمارے وزن پر ہوتا ہے لیکن عمومی طور پر روزانہ 2.7-3.7 لیٹرز یعنی 10-8 گلاس پانی لازمی پینا چاہیئے۔ اگر ہمارے جسم میں پانی کی کمی ہو جائے تو اسکا اندازہ ہمارے پیشاب کے رنگ سے بھی لگا سکتے ہیں۔ پانی کی کمی کے باعث پیشاب کا رنگ گہرا زرد ہو جاتا ہے۔ اور اس کے علاوہ ہونٹ بھی خشک ہو جاتے ہیں۔ تو کیا خیال ہے آگے پڑھنے سے پہلے ایک گلاس پانی کا پی لیا جائے ؟؟ ان سب باتوں کے ساتھ ساتھ دماغی طور پر بھی صحت مند رہنا ضروری ہے اور اس کے لئے ہمیشہ منفی رویوں کے حامل لوگوں اور منفی سوچوں سے دور رہنے کی کوشش کریں اور اپنے اردگرد اور اپنے اندر کی شخصیت کو مثبت انداز میں اجاگر کریں

جسمانی سرگرمیاں یعنی چہل قدمی، سائیکلنگ، یا کسی بھی ایسے کھیل میں خود کو شامل کرنا جس سے جسمانی صحت، فٹنس اور مزاج پر براہ راست اثر پڑتا ہوں۔ ورزش کے لئے کچھ ٹائم ضرور نکالنا چاہیئے۔ حرکت زندگی کا دوسرا نام ہے اور ریسرچ سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ روزانہ کی ورزش سے ہمارے جسم پر بے حد مثبت اور خوش آئند اثرات مرتب ہوتے ہیں جس سے لمبی زندگی کی طرف بڑھاوا، مختلف بیماریوں کے ہونے کی شرح میں کمی، وزن میں کمی وغیرہ شامل ہیں۔ اپنی زندگی میں حرکت کو بڑھائیں اور نزدیکی مقامات پر آنے جانے کے لئے گاڑی کے بجائے پیدل چلنے کو ترجیح دیں اسی طرح لفٹ کے استعمال کے بجائے سیڑھیوں سے اوپر نیچے جانے کو فوقیت دیں۔ اور کوشش کرنی چاہیئے کہ جسم کے مختلف حصوں کو استعمال میں لاتے ہوئے ورزش کریں جس میں مختلف کھیلوں مثلاً باسکٹ بال، فٹ بال، تیراکی، ٹینس، بیڈمنٹن وغیرہ سے مدد لی جاسکتی ہے۔

مریضوں کو ادویات کی مفت فراہمی یقینی بنائی جائے

وفاقی محتسب محمد سلمان فاروقی نے پمز کی انتظامیہ کو ہدایت کی ہے کہ ہسپتال میں آنے والے تمام مریضوں کو ادویات کی مفت فراہمی یقینی بنائی جائے۔ انہوں نے کہا کہ پمز کے بارے میں وفاقی محتسب کی قائم کردہ کمیٹی کی سفارشات پر عملدرآمد ہو جائے تو پاکستان انسٹیٹیوٹ آف میڈیکل سائنسز ((PIMS پاکستان کا ایک مثالی ہسپتال بن سکتا ہے۔ وفاقی محتسب گزشتہ روز پمز کے بارے میں وفاقی محتسب کی کمیٹی کی سفارشات پر عملدرآمد کا جائزہ لینے کیلئے ایک اعلیٰ سطحی اجلاس کی صدارت کر رہے تھے۔ اجلاس میں وفاقی محتسب کے سیکرٹری سید افتخار بابر، سینئر ایڈوائزر حافظ احسان احمد کھوکھر، ڈاکٹر فیاض احمد رانجھا ایڈوائزر ہیلتھ وفاقی محتسب، شہید ذوالفقار علی بھٹو میڈیکل یونیورسٹی اسلام آباد کے وائس چانسلر پروفیسر جاوید اکرم، ڈاکٹر الطاف حسین ایڈمنسٹریٹر پمز ہسپتال اور وفاقی محتسب سیکرٹریٹ وغیرہ کے افسران نے شرکت کی۔ اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے وفاقی محتسب محمد سلمان فاروقی نے پمز انتظامیہ کو ہدایت کی کہ وفاقی محتسب کی کمیٹی کی تمام سفارشات پر اس کی روح کے مطابق عملدرآمد کو یقینی بنایا جائے۔ انہوں نے کہا کہ کمیٹی نے بڑی محنت اور جانفشانی سے یہ رپورٹ تیار کی ہے۔ وفاقی محتسب کے سینئر ایڈوائزر حافظ احسان احمد کھوکھر نے بریفنگ دیتے ہوئے بتایا کہ کمیٹی نے پچاس سفارشات پیش کی ہیں جن پر عملدرآمد کو یقینی بنایا جانا چاہیے۔ انہوں نے بتایا کہ پمز میں 901 اسامیاں خالی پڑی ہیں اگر ان کو پر کر دیا جائے تو پمز کے بہت سے مسائل حل ہو سکتے ہیں۔ وفاقی محتسب نے پمز انتظامیہ کو یہ اسامیاں جلد از جلد قانون کے مطابق پر کرنے کی ہدایت کی۔ وفاقی محتسب کے ایڈوائزر برائے صحت ڈاکٹر فیاض رانجھا نے اس موقع پر بریفنگ دیتے ہوئے بتایا کہ سیکورٹی انتظامات، انڈور مریضوں کو معیاری ادویات کی فراہمی، بائیومیٹرک سسٹم کی تنصیب، صفائی کے بہتر انتظامات، کمپیوٹرائزڈ ریکارڈ، ڈے کیئر سرجری، ایمرجنسی کی بہتری اور خالی اسامیوں پر تقرری سمیت کمیٹی کی انیس سفارشات ایسی ہیں جن پر ایک پیسہ خرچ کئے بغیر صرف انتظامی اقدامات سے ان پر عملدرآمد کیا جاسکتا ہے اور اس سے عوام الناس کی شکایات میں خاطر خواہ کمی آسکتی ہے اور پمز پر رائے عامہ کے اعتماد میں اضافہ ہو سکتا ہے۔

انفرادیت

خاندانی نظام میں نقب

جب بچے اڑان بھرنا سیکھ جاتے ہیں تو نت نئے تجربات کا نشہ انہیں مخمور کر دیتا ہے، بسیط فضائیں نئی توانائی گود بھرنے کو بے تاب ہوتی ہے، ایسے جولانیوں بھرے موسم میں عمر رسیدہ شکستہ ہڈیوں والے والدین سے ایک فاصلہ رونما ہو جانے کا ستم گویا وقت کی ایک چال ٹھہرتی ہے، جسے نئے لفظوں میں جنریشن گیپ کا نام دیا جاتا ہے۔ نئے پرندے، نئے وقت اور نئی پرواز کی لگن میں اس قدر مگن اور بے حال ہوئے جاتے ہیں جنہیں رستی ہوئی توانائی کے حاصل تجربے سے کچھ خاص سروکار نہیں ہوتا۔ گزرے وقت اور گئے زمانے کا طعنہ ایک طرح سے ایک زندگی کو رد کرنے کا تحقیر بھرا رویہ ہوتا ہے، خون کی گرمی جس کی کربنا کی کا احساس بھی نہیں ہونے دیتی۔ سر کے بل دنیا میں وارد ہونے والا انسان ساری عمر زندگی کی دھوپ میں بگٹٹ دوڑتا رہتا ہے اور اس کڑی مشقت میں سر دھڑ کی بازی لگانے والے انسان کے حصے میں کیا آتا ہے؟ محض نسلوں کا تصادم اور عدم برداشت و قبولیت کا رویہ! جب کہ اپنی اپنی جگہ سب ہی وقت کے خلا میں تیر رہے ہیں جہاں نہ کوئی ماضی ہے اور نہ حال، مگر بصیرت کا اندھیرا بڑی ظالم شے ہے جو انسانی انا کو نہ صرف مجسم کر دیتا ہے بلکہ متحرک بھی اور پھر اس کے بعد انسانی شعور کا ہاتھ فطرت کے لمس سے محروم ہو جاتا ہے، یہ فضا کے ہاتھوں چاروں خانے چت ہوتا ہے مگر وہی سر کے بل گرنے کے بعد! جب شاید عقل بھی ٹھکانے آ بیٹھتی ہو مگر دیر ہو جاتی ہے کہ عالم اطراف میں وقت کی گردش کا چلن نہیں ہوتا۔ سچائی کیا ہے؟ کیا تجربہ اپنا اپنا ہوتا ہے۔ کیا گزرے ہوئے وقت کی کوئی ٹھوس حقیقت نہیں ہوتی؟ کیا نسلوں کے تجربات کی کڑیاں آپس میں جوڑنا ایک لاحاصل عمل ہے؟ اگر ایسا ہے تو پھر انسان کی اس بے اصل اور بے نسل پود کا انسانیت پر کیا احسان، اس کے تو خمیر میں ہی خود غرضی کی پھپھوندی لگی ہوئی ہے جسے ترقی کی زبان میں سیلف میڈ کہا جاتا ہے معاشرے کی یہ اکائی کتنی ویران اور تنہا ہے یہ تو تصور بھی اتنا ہولناک ہے جس کی انسانی تہذیب متحمل نہیں ہو سکتی۔ مگر انسان مادی ترقی کے زعم میں اس کا بار اٹھا رہا ہے۔ بظاہر مطمئن بھی نظر آتا ہے لیکن اس ترقی یافتہ انسان کی آنکھیں تو دیکھیں جیسے کسی بلیک ہول کے مشابہ ہیں جہاں انسانیت کے شہاب ثاقب گرتے جھڑتے رہتے ہیں۔ انسانی نسل کی مثال جادوگر کے اس رومال کی سی ہے جو وہ گرہ در گرہ منہ سے اگلے جا رہا ہے، ہم سب تسلسل کے عمل کا ایک حصہ ہی تو ہیں۔ انسانی تمدن کو اسی وقت مہذب مانا جاسکتا ہے جہاں افراد معاشرہ اکائیوں کے باوصف ایک مربوط نظام زندگی سے بہم منسلک ہوں، اس مربوط نظام زندگی کے عملی نمونے کو خاندان کہا جاسکتا ہے جو اصولی طور پر نہ صرف انسان کی تربیت کا اولین ادارہ کہلایا جاسکتا ہے بلکہ وسیع تناظر میں اسے معاشرے کی مختصر تصویر اور اکائی بھی سمجھنا چاہیے، جو معاشرے انسان کو محض ایک مادی پرزہ بنانے پر مصر ہیں وہ ''انفرادیت کے تصور'' سے خاندان کے نظام میں نقب لگاتے ہیں، اس نقب زنی کے اثرات انسانی معاشروں میں رفتہ رفتہ بالغ انسان کے حقوق، انفرادی آزادی، بے بی ڈے کیئر سینٹرز اور اولڈ ہومز کی صورت میں ظاہر ہو چکے ہیں۔ ہم بھی ایسے ہی سیلف میڈ معاشروں میں بکھری مسرت حاصل کرنے کے لیے اپنے سفر کا آغاز کر چکے ہیں، جہاں انسان کی انفرادی آزادی کا شوق کسی آسیب کی مانند بسیرا کیے نظر آتا ہے یہ الگ بات ہے کہ انفرادی آزادی کے عبرت انگیز نمونوں کے گواہ شب و روز کی خاموش سسکیوں کو تعلیم، سائنس اور ٹیکنالوجی کے شور میں نظر انداز کر دیا جاتا ہے۔ ایک ماں اپنے ننھے بچے سے جس بے معنی زبان میں گفتگو کرتی ہے وہ سراسر اس کی ممتا اور اس ممتا کے لاڈ کی زبان ہوتی ہے جسے یا تو ماں سمجھتی ہے اور یا پھر اس کا بچہ۔ بچے کا پیار سے ہمکنا اور ہاتھ پاؤں چلانا یہ ظاہر کرتا ہے کہ وہ ممتا کی اس فطری زبان کے معنی و مفہوم یعنی محبت سے پوری پوری طرح آگاہ ہے۔ اسی طرح رشتوں کے مابین جو فطری انسیت اور تعلق ہوتا ہے اس گداز پن کو وہی دل اچھی طرح محسوس کر سکتے ہیں جو فطرت سے قریب تر ہوتے ہیں۔ رشتوں کے احساس سے ناآشنا اور محروم افراد اور قومیں گھروں کو ماتم کدہ بنانے میں کوئی لرزش محسوس نہیں کرتیں۔ اکھرے پن کا المیہ ان کے خمیر کا عارضہ ہوتا ہے، اس کے برعکس انسانی رشتوں کی مٹھاس جن کی گھٹی میں شامل ہوتی ہے وہ نسلوں اور زمانوں کے اختلاف کو ٹکراؤ میں تبدیل نہیں کرتے اور نہ ہی اس سے آنکھیں پھیرتے ہیں بلکہ اسے جذب کرتے ہیں اور اسے قبول کرتے ہیں، رشتوں کی یہ اپنائیت اکائیوں کی ایک مضبوط زنجیر بناتی ہے وہ زنجیر جو تہذیبوں کو بے لگام ہونے سے روکتی ہے اور اسے اخلاقیات کی حدود میں رہنے کے آداب سکھاتی ہے۔ مشینی دور کے بچوں کی سمجھ کے آگے والدین بے چارے معصوم اور نابلد، سنی سنائی باتوں اور تابعداری زندگی سے کیسا اکتساب؟ مگر والدین ہیں اولاد کو کہنا 'روکنا' ٹوکنا تو فطرت کا ایک حصہ ہے سو اس رشتے کے بل بوتے پر اولاد کے معاملوں میں ٹانگ اڑانے کی جسارت کر ہی بیٹھتے ہیں، مگر آج کی جہاں دیدہ اور چشیدہ نسل والدین کے اس بھرم کو کہاں خاطر میں لاتی ہے سو ''اپنے کام سے کام رکھیے' آپ کو کیا پتہ'' جیسے جملے اس کے جواب کا عموماً ابتدائی حصہ ہوتے ہیں اور اس کے بعد والدین کی عقل سمجھ کا ماتم اور حسب توفیق عقل دینے کی تقریر، جسے سننا اور ماننا والدین کی ذمے داری ہے کیونکہ اولاد جوان ہو چکی ہے۔ اس کے لیے تو والدین پرانے خراب ریڈیو کی طرح ہوتے ہیں جس کے گھر گھر کا شور سماعت کو ناگوار گزرتا ہے ایسے بے کار ناکارہ ڈبے کا خاموش رہنا ہی مناسب معلوم ہوتا ہے۔ اولاد کی جھڑکیوں سے والدین کو بھی اپنی حیثیت کا بخوبی علم ہوتا ہے لیکن کیا کریں والدین ہیں اور والدین ایسے ہی ہوتے ہیں ناسمجھ سے۔ یہ بھی تو محبت کا المیہ ہی ہوتا ہے جو ایک طرف والدین کی انا کو مٹی کر دیتا ہے اور دوسری جانب اولاد کو زیادتی کا مجرم بنا دیتا ہے۔ احسان کا بدلہ احسان ہوتا ہے اور احسان میں وہ وقت اہم ہوتا ہے جب امداد اور سہارے کی ضرورت ہوتی ہے بعد از اں مادی ناپ تول سے احسان کو نہیں ناپا جاسکتا اور نہ ہی کسی مادی وسیلے سے احسان کا بدل ممکن ہے۔ دو نسلوں اور دو زمانوں کی خلیج پاٹنے کا آفاقی فلسفہ صرف ایک لفظ ''احترام'' میں پوشیدہ نظر آتا ہے۔ اس ایک لفظ میں کتنی خوبصورتی، حکمت اور نفاست سے نسلوں اور زمانوں کے تصادم کو لپیٹ دیا گیا ہے۔

جسمانی صحت اور پیدل چلنا

انسانی جسم ایک مشین کی مانند ہے جس کی سلامتی کے لی اس کا متحرک رہنا بہت ضروری ہے۔ غیر فعال زندگی گزارنے والے زیادہ تر افراد مختلف طرح کی بیماریوں کا شکار ہو جاتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ صحت و تندرستی کے لی ورزش کرنے پر زور دیا جاتا ہے۔ برطانیہ میں ایک خیراتی ادارے رامبلرز کا کہنا ہے کہ 25 فیصد مرد و خواتین ہفتے میں ایک گھنٹے سے کم پیدل چلتے ہیں۔ طبی ماہرین کے مطابق لوگوں کو ہفتے میں 150 منٹ کے لیے اعتدال کے ساتھ جسمانی ورزش کرنی چاہیے۔ 2000 افراد کا سروے کیا گیا کہ وہ کب پیدل چلتے ہیں اور کہاں جاتے ہیں تو معلوم ہوا کہ مزید 43 فیصد لوگ ہفتے میں دو گھنٹے سے کم پیدل چلتے ہیں۔ اس سروے میں لوگوں سے سکول، کام یا دکان پر جانے سمیت ان کے کل پیدل چلنے کے بارے میں پوچھا گیا تھا۔ رامبلرز کا جو چار سے گیارہ مئی تک پیدل چلنے کا ہفتہ منا رہا ہے، اس کا کہنا ہے کہ ایک تحقیق میں پہلے سے یہ بات سامنے آئی ہے کہ برطانیہ میں دو تہائی بالغ افراد بہت کم جسمانی ورزش کرتے ہیں اور اس سروے میں بھی اس بات کی تصدیق کی گئی ہے۔ کم پیدل چلنے کے رجحان کے باوجود سروے کیے گئے افراد میں تقریباً 93 فیصد نے اس بات سے اتفاق کیا کہ پیدل چلنا ایک اچھی ورزش ہے۔ پیدل چلنے اور متوازن قسم کی ہلکی پھلکی ورزش کرنے سے انسان بہت سی بیماریوں سے بچا رہتا ہے۔ طبی تحقیق کے مطابق کم ورزش کرنے والے افراد کی نسبت سے زیادہ پیدل چلنے اور ہلکی پھلکی ورزش کرنے والے افراد کو بلڈ شوگر کے خدشات کم ہوتے ہیں۔ یونیورسٹی آف واشنگٹن کی تحقیقی ٹیم کے سربراہ امینڈا فرٹس نے کہا ہے کہ ایک میل میں تقریباً 2 ہزار قدم ہوتے ہیں۔ انھوں نے کہا کہ بلڈ شوگر کے خدشات کو کم کرنے کے لیے روزانہ 10 ہزار قدم تک پیدل چلنا اور ہلکی پھلکی ورزش کرنا انتہائی مفید ہے۔ انھوں نے کہا کہ جسمانی ورزش سے وزن میں بھی کمی کی جا سکتی ہے۔ اس کے علاوہ اس سے جسم میں گلوکوز اور دیگر مالیکیولز کو بھی کنٹرول کیا جاسکتا ہے جس سے بیماری کے امکانات کم کرنے میں مدد ملتی ہے۔ تحقیق کاروں کا کہنا ہے کہ جو لوگ ایک ہفتے میں دس کلومیٹر تک پیدل چلتے ہیں ان کا ذہن تازہ اور یادداشت برقرار رہتی ہے۔ نیشنل انسٹی ٹیوٹ آف ایجنگ کی تازہ تحقیق کے مطابق پیدل چلنے والوں کے دماغ کا حجم بھی برقرار رہتا ہے۔ تحقیق کے مطابق پیدل نہ چلنے والے لوگ پیدل چلنے والوں کے مقابلے میں کمزور اور بیمار پڑ جاتے ہیں۔ اس لی ضروری ہے کہ بیماریوں سے بچاؤ کے لیے پیدل چلنے کو اپنی زندگی کا معمول بنائیں اور پیدل چلنے کی عادت کو اپنا کر اپنی صحت کو برقرار رکھیں۔ وقت کتنی جلدی ہاتھ سے پھسل جاتا ہے اور انسان کو اپنی مصروفیات میں اپنی صحت پر توجہ دینے کا خیال تک نہیں آتا تاہم اچھی خبر یہ ہے کہ ایک حالیہ تحقیق کے مطابق صرف ایک منٹ کی سخت ورزش ہی جسمانی حالت بہتر بنانے کے لیے کافی ہے۔ مگر اس سے بھی اچھی خبر یہ ہے کہ ایک منٹ یا 60 سیکنڈ سے کم وقت میں اپنی صحت کو بہتر بنانے کے لیے ضروری نہیں کہ آپ سخت ورزش ہی کریں بلکہ چند دیگر طریقہ کار بھی آپ کے لیے بہت فائدہ مند ثابت ہو سکتے ہیں۔

گہری سانس لینا

اگر آپ تناؤ کا شکار ہیں تو ذہن و جسم کو آرام کا احساس دلانے والے اس طریقہ کار کو مت بھولیں یعنی گہری سانس۔ ایک یا دو گہری سانسیں لینے سے آپ کے دل کی دھڑکن کی رفتار کم ہو جاتی ہے اور ایسا کرنے سے بلڈ پریشر کی شرح کو نیچے لانے میں بھی مدد ملتی ہے، جبکہ جسم میں تناؤ کا باعث بننے والے ہارمونز بننے کی رفتار سست پڑ جاتی ہے۔

کسی سے گلے ملنا

کسی پیارے سے گلے ملنے سے زیادہ اچھا اور کیا طریقہ کار ہو سکتا ہے کیونکہ یہ گرمجوش معانقہ ہمیں خوشی کے احساس سے بھر دیتا ہے اور جسم میں سکون کی لہریں دوڑنے لگتی ہیں جبکہ اس کے جسمانی صحت پر بھی مثبت اثرات مرتب ہوتے ہیں جیسے بلڈ پریشر اور دل کی دھڑکن کی رفتار کم ہو جانا وغیرہ۔

ہنسنا

ہنسی بہترین دوا ہے کیونکہ یہ نہ صرف جسم کو تناؤ سے نجات دلانے کا قدرتی ذریعہ ہے بلکہ اس سے دیگر طبی فوائد بھی حاصل ہوتے ہیں جیسے اگر دل کی دھڑکن کی رفتار تیز ہوگئی ہو یا بلڈ پریشر آسمان کو چھو رہا ہو تو ایک منٹ تک ہنسنے سے ہی یہ معمول پر آجاتے ہیں۔ اس کے علاوہ یہ یادداشت کو بھی بہتر بناتی ہے اور ہنسی کا عمل جسمانی سرگرمی بھی ہے یعنی کچھ کیلوریز بھی جلتی ہیں جس سے موٹاپے سے کسی حد تک تحفظ حاصل ہوتا ہے۔

چاکلیٹ کا مزہ لینا

کوکا میں ایک قدرتی جز پایا جاتا ہے جو بلڈ پریشر کم کرنے، اچھے کولیسٹرول کی مقدار بڑھانے جبکہ خراب کولیسٹرول کی شرح گرانے میں مددگار ثابت ہوتا ہے اور یہ دوران خون کو بھی بہتر کرتا ہے۔ اس کے علاوہ ایسے شواہد بھی سامنے آئے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ چاکلیٹ کا محدود مقدار میں استعمال ذیابیطس کو دور بھگاتا ہے اور جلد کی صحت کو برقرار رکھتا ہے۔

پُرامید رہنا

مشکل حالات میں بھی روشن رخ کو دیکھنا یا اس کی امید رکھنا صحت مند دل اور امراض کے خلاف طاقتور دفاعی نظام کا باعث بنتا ہے تو اگر کبھی آپ خود کو مشکل میں محسوس کریں تو ایک منٹ کے لیے ان خیالات کو ذہن سے نکال کر امید کے دامن کو تھام کر رکھیں۔

کمپیوٹر اسکرین سے نظر ہٹا لینا

اگر آپ ڈیسک جاب کرتے ہیں یا ٹیکنالوجی کے دیوانے ہیں تو آپ یقیناً اپنا زیادہ وقت کمپیوٹر اسکرینز کے سامنے گزارتے ہوں گے مگر جو وقت آپ اسکرین پر نظریں جماتے ہوئے گزارتے ہیں وہ ذہن کے لیے کافی تناؤ اور آنکھوں کے امراض کا باعث بنتا ہے۔

روزنامہ قوت لاہور — چیف ایڈیٹر میاں محمد فیاض

صنعت و تجارت نیوز

معیشت نامہ

کمشنر محمد علی کا علی الصبح ڈی ایچ کیو ٹیچنگ ہسپتال کا اچانک دورہ

مختلف وارڈز کا معائنہ، مریضوں کو بہترین طبی سہولیات کی فراہمی یقینی بنانے کی ہدایت

گوجرانوالہ (نوید بخاری) کمشنر گوجرانوالہ ڈویژن محمد علی نے علی الصبح ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹر (ڈی ایچ کیو) ٹیچنگ ہسپتال کا اچانک دورہ کیا اور ہسپتال کے مختلف وارڈز، ایمرجنسی، ادویات کی فراہمی، صفائی ستھرائی اور مریضوں کو فراہم کی جانے والی طبی سہولیات کا تفصیلی جائزہ لیا۔ دورے کے دوران کمشنر محمد علی نے زیرِ علاج مریضوں اور ان کے لواحقین سے ملاقات کی، ان کی خیریت دریافت کی اور ہسپتال میں دستیاب سہولیات کے بارے میں براہ راست معلومات حاصل کیں۔ انہوں نے مریضوں کی شکایات اور تجاویز کو توجہ سے سنا اور موقع پر موجود متعلقہ افسران کو مسائل کے فوری حل کے لیے ضروری ہدایات جاری کیں۔ کمشنر نے ہسپتال انتظامیہ کو ہدایت کی کہ مریضوں کو معیاری، بروقت اور باوقار طبی سہولیات کی فراہمی ہر صورت یقینی بنائی جائے۔ انہوں نے کہا کہ ڈاکٹرز، نرسنگ اسٹاف اور دیگر طبی عملہ اپنی ذمہ داریاں پوری دیانتداری اور احساسِ ذمہ داری کے ساتھ انجام دے تاکہ عوام کو بہترین طبی خدمات میسر آسکیں۔ انہوں نے صفائی ستھرائی، ادویات کی دستیابی، طبی آلات کی فعالیت اور وارڈز میں نظم و ضبط برقرار رکھنے پر خصوصی زور دیتے ہوئے کہا کہ حکومت پنجاب عوام کو صحت کی معیاری سہولیات فراہم کرنے کے لیے بھرپور اقدامات کر رہی ہے، جن کے مثبت نتائج ہر شہری تک پہنچنے چاہییں۔ کمشنر محمد علی نے اس عزم کا اظہار کیا کہ وزیراعلیٰ پنجاب مریم نواز کے وژن کے مطابق سرکاری ہسپتالوں میں طبی خدمات کے معیار کو مزید بہتر بنانے کے لیے اچانک دوروں اور مسلسل مانیٹرنگ کا سلسلہ جاری رکھا جائے گا تاکہ مریضوں کو علاج معالجے کی بہترین سہولیات بروقت اور خوشگوار ماحول میں فراہم کی جاسکیں۔

صدر مرکزی انجمن تاجران شیخ بابر موزگا اور انجمن تاجران رائیونڈ کے زیر اہتمام حجاج کرام کے اعزاز میں شاندار تقریب، ملک افضل کھوکھر اور دیگر قائدین کی شرکت

... پنجاب پبلک ٹرانسپورٹ شہزاد نذیر سندھو، ملک اسد، سردار شوکت ڈوگر، سردار سلمان ڈوگر، اکرم گجر اور ساجد لیاقت مناپر سمیت دیگر اہم شخصیات شامل تھیں۔ تقریب میں آمد پر انجمن تاجران کے وفد نے حجاج کرام اور معزز مہمانوں کا انتہائی پرتپاک استقبال کیا اور انہیں پھولوں کے ہار پہنائے۔ تقریب کا باقاعدہ آغاز تلاوت قرآن پاک اور نعت رسول مقبول ﷺ سے کیا گیا۔ اس موقع پر انجمن تاجران کے عہدیداران نے حج کی سعادت حاصل کرنے والی ... پانی کی فراہمی اور اسٹیٹ آف دی آرٹ چیونگ کمپلیکس کا قیام مسلم لیگ (ن) اور بالخصوص ملک افضل کھوکھر کی رائیونڈ کے عوام سے سچی لگن اور محنت کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔ تقریب کے اختتام پر انجمن تاجران کے عہدیداران نے تقریب میں شرکت کرنے پر تمام معزز مہمانوں، تاجر برادری اور صحافی برادری کا تہہ دل سے شکریہ ادا کیا۔ بعد ازاں حجاج کرام اور شرکاء کے اعزاز میں انجمن تاجران کی جانب سے ایک شاندار عشائیہ بھی دیا گیا۔

چونیاں (نامہ نگار) تحفظ مدارس دینیہ و عوامی حقوق کانفرنس: مولانا عبدالمجید توحیدی کل جلسہ گاہ کا دورہ کریں گے

چونیاں (نامہ نگار): جمعیت علمائے اسلام پنجاب کے صوبائی سالار حضرت مولانا عبدالمجید توحیدی الازہری کل 11 جولائی کو منعقد ہونے والی "تحفظ مدارس دینیہ و عوامی حقوق کانفرنس" ... ہمارے لیے انتہائی اہم ہے اور کانفرنس کے لیے تمام تر تیاریاں آخری مراحل میں ہیں۔ انہوں نے مزید کہا کہ سیکیورٹی پلان کو فول پروف بنایا جائے گا تاکہ کارکنان اور عوام کسی بھی قسم کی رکاوٹ کے بغیر کانفرنس میں شرکت کر سکیں۔

ایل پی جی سلنڈرز مہنگے داموں فروخت کرنے کا رواج چل پڑا

شہریوں کا ارباب اختیار سے گراں فروشوں کے خلاف سخت کارروائیاں کرنے کا مطالبہ

جہلم (بیورو رپورٹ) جہلم شہر سمیت ضلع بھر میں جنگل کا قانون نافذ ایل پی جی سلنڈرز مہنگے داموں فروخت کرنے کا رواج چل پڑا، شہریوں کا ارباب اختیار سے گراں فروشوں کے خلاف سخت کارروائیاں کرنے کا مطالبہ۔ تفصیلات کے مطابق جہلم، دینہ، سوہاوہ، اور پنڈدادنخان میں حکومت کی جانب سے ایل پی جی کی قیمت میں 67 روپے کمی کے بعد ایل، پی، جی، 241 روپے فی کلو مقرر کی گئی ہے۔ لیکن ایل پی جی فروخت کرنے والے دکاندار سرکاری قیمت 241 روپے کی بجائے ایل پی جی 500، 450 اور 525 روپے فی کلو کے حساب سے فروخت کر رہے ہیں۔ ایل پی جی سلنڈر فروخت کرنے والے دکاندار اپنی من مرضی کے ریٹ وصول کر رہے ہیں من مانے نرخوں کی وجہ سے گھریلو صارفین شدید مشکلات کا شکار ہیں۔ شہریوں نے وزیراعلیٰ پنجاب محترمہ مریم نواز شریف، چیف سیکرٹری پنجاب، کمشنر راولپنڈی، ڈپٹی کمشنر سے مطالبہ کیا ہے کہ ایل پی جی کی سرکاری قیمت 241 پر عملدرآمد یقینی بنایا جائے تاکہ گراں فروشی کا خاتمہ ممکن ہو سکے۔

میدان کربلا میں شجاعت و بہادری کی وہ لازوال تاریخ رقم کی جس کی پوری دنیا میں مثال نہیں

آپ نے کربلا کی زمین پر بارگاہ رب العزت میں وہ عظیم سجدہ پیش کیا کہ جس کی مثال زمانہ کے بس میں نہیں

عارفوالا (نمائندہ قوت محمد نوید ڈوگر سے) نواسہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم جگر گوشہ بتول حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے میدان کربلا میں شجاعت و بہادری کی وہ لازوال تاریخ رقم کی جس کی پوری دنیا میں مثال نہیں ملتی آپ نے کربلا کی زمین پر بارگاہ رب العزت میں وہ عظیم سجدہ پیش کیا کہ جس کی مثال ... نے کہا کہ واقعہ کربلا صرف ایک تاریخی واقع نہیں ... ہوئے میدان میں اسلام کی بقا کیلئے لازوال قربانی دی مگر باطل قوتوں کے سامنے حق کا علم بلند رکھا ان خیالات کا اظہار علامہ سید محبوب عالم شاہ بخاری نے میڈیا نمائندوں سے گفتگو کرتے ہوئے کیا انہوں ... حاصل کرتے ہوئے معاشرے میں محبت، اخوت، رواداری اور انصاف کو فروغ دینا چاہیے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی عظیم قربانی رہتی دنیا تک مشعل راہ بنی رہے گی۔

خزینہ شعر و ادب انٹرنیشنل پاکستان کے زیر اہتمام ایوان عابد تمیمی کریم بی بی ہسپتال احمد یوسف شہید روڈ میں محرم الحرام کی مناسبت سے محفل مسالمہ کا انعقاد کیا گیا

چنیوٹ (ڈسٹرکٹ رپورٹر) خزینہ شعر و ادب انٹرنیشنل پاکستان کے زیر اہتمام ایوان عابد تمیمی کریم بی بی ہسپتال احمد یوسف شہید روڈ میں محرم الحرام کی مناسبت سے محفل مسالمہ کا انعقاد کیا گیا محفل مسالمہ کا آغاز تلاوت کلام پاک اور نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہوا جس کی سعادت مبشر حسن کامل حاصل کی سٹیج سیکرٹری کے فرائض ڈائریکٹر خزینہ شعر و ادب انٹرنیشنل پاکستان و بانی ایوان عابد تمیمی ڈاکٹر زاہد یاسین اکھیاں نے سرانجام دیئے محفل مسالمہ کی صدارت سید اسد نقوی، جبکہ مہمانان اعزاز تقریب عباس، پروفیسر پیر فاروق شاہ اور اختر علی اختر تھے محفل مسالمہ میں صابر سودائی، ساجد علی عاطر، زاہد بلالی، ساغر شہزاد ہاشمی، عبد الرحمٰن انصاری، لیاقت علی، ساجد علی موتی، فاخر چوہدری، حاجی محمد اظہر آسی و دیگر حب اہلبیت شعرائے کرام نے اپنے اپنے مخصوص انداز میں کلام پیش کرکے سامعین سے خوب داد وصول کی محفل مسالمہ میں ایک پروقار سلام تحریر ڈاکٹر زاہد یاسین کا معروف نوحہ مرثیہ نگار نعت گو علی مون نے پیش کیا جس پر سامعین تو سامعین سٹیج پر بیٹھے مہمانوں نے بار بار اٹھ کر دل کی اتھاہ گہرائیوں سے داد دی اور سامعین نے سلام چھ سے سات بار علی مون سے سننے کی فرمائش کی تمام مہمانوں سامعین نے سلام کے خالق ڈاکٹر زاہد یاسین اکھیاں اور پڑھنے والے کو جس طرح کھل کر داد دی ...

سلسلہ نقشبندیہ شاذلیہ راولپنڈی ڈویژن کا سالانہ کنونشن منعقد

موجودہ دور میں تصوف، تزکیۂ نفس اور ذکرِ الٰہی کی اہمیت پہلے سے کہیں زیادہ بڑھ چکی ہے

چونیاں (نامہ نگار) مولانا محمد سعید امیر ضلع قصور نے صحافیوں سے گفتگو کرتے ہوئے بتایا کہ سلسلہ نقشبندیہ شاذلیہ راولپنڈی ڈویژن کے زیر اہتمام سالانہ کنونشن، اجتماع کراچی کے سلسلے میں، مرکز جامعہ صدیقیہ کشمیری بازار، مرکز سلسلہ نقشبندیہ شاذلیہ راولپنڈی میں روحانیت اور دینی جذبے کے ساتھ منعقد کنونشن میں جانشین سلسلہ حضرت مولانا ابراہیم ہاشمی نقشبندی شاذلی صاحب دامت برکاتہم العالیہ خصوصی طور پر کراچی سے تشریف لائے۔ ... نے خطاب کرتے ہوئے مقررین نے کہا کہ موجودہ دور میں تصوف، تزکیۂ نفس اور ذکرِ الٰہی کی اہمیت پہلے سے کہیں زیادہ بڑھ چکی ہے۔ ... عظام اور وابستگان سلسلہ کی بڑی تعداد نے شرکت کی تقریب ...

فیصل آباد دون وے روڈ پر شجرکاری کے منصوبے کے حوالے سے اجلاس منعقد ہوا

چنیوٹ (ڈسٹرکٹ رپورٹر) ڈپٹی کمشنر عائشہ رضوان کی زیر صدارت نئے تعمیر ہونے والے چنیوٹ۔ فیصل آباد ون وے روڈ پر شجرکاری کے منصوبے کے حوالے سے اجلاس منعقد ہوا۔ اجلاس میں ایڈیشنل ڈپٹی کمشنر ریونیو محمد احمر علی، ریجنل فاریسٹ آفیسر، ایکسین ہائی وے، ڈپٹی ڈائریکٹر ڈویلپمنٹ، چیف آفیسر میونسپل کمیٹی، میونسپل آفیسر انفراسٹرکچر (ایم او آئی) اور دیگر متعلقہ افسران نے شرکت کی۔ اجلاس میں نئے تعمیر ہونے والے چنیوٹ۔ فیصل آباد ون وے روڈ کے ترقیاتی منصوبے کے تحت سڑک کے اطراف اور گرین بیلٹ پر شجرکاری کے منصوبے کے حوالے سے مختلف امور کا تفصیلی جائزہ لیا گیا۔ ...

آل پاکستان فلڈ لائٹ استاد طارق میموریل فٹبال ٹورنامنٹ کے کھلاڑیوں میں انعامات کی برسات

سینئر صحافی شبیر حسین ناز نے پاکستان واپڈا کے کپتان کو کیش انعام دیا

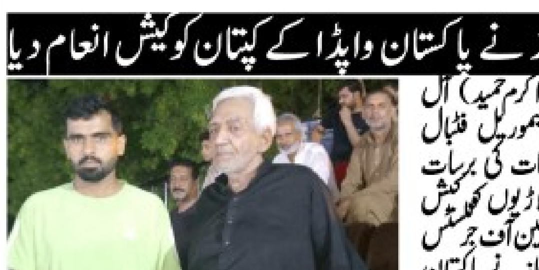

سانگلہ ہل (تحصیل رپورٹر رانا اکرم حمید) آل پاکستان فلڈ لائٹ استاد طارق میموریل فٹبال ٹورنامنٹ میں کھلاڑیوں پر انعامات کی برسات میچوں میں گول کرنے والے کھلاڑیوں کو کیش انعامات دیئے گئے سینئر صحافی یونین آف جرنلسٹس تحصیل سانگلہ ہل کے صدر شبیر حسین ناز نے پاکستان واپڈا لاہور کو کیش انعام دیا جو پاکستان واپڈا کے کپتان نے وصول کیا اس موقع پر انہوں نے کہا کہ ہار اور جیت کھیل کا حصہ ہوتے ہیں ...

ہیٹ اسٹروک ایک جان لیوا طبی حالت ہے: ڈاکٹر سہیل امجد

پیاس نہ بھی ہو تب بھی دن بھر پانی، او آر ایس، لیموں پانی اور لسی کا استعمال جاری رکھیں تاکہ جسم میں نمکیات کی کمی نہ ہو بلا ضرورت باہر نکلنے سے گریز کریں

جھنگ (بیورو رپورٹ) شدید گرمی کی لہر اور بڑھتے ہوئے درجہ حرارت کے پیش نظر علی احمد خان ہسپتال کی ایمرجنسی ڈیپارٹمنٹ کے میڈیکل آفیسر ڈاکٹر سہیل امجد نے شہریوں کو ہیٹ اسٹروک (لو لگنے) سے بچنے کے لیے اہم ہدایات جاری کر دیں۔ ڈاکٹر سہیل امجد کا کہنا ہے کہ ہیٹ اسٹروک ایک جان لیوا طبی حالت ہے جس سے بروقت احتیاطی تدابیر اختیار کر کے بچا جا سکتا ہے انہوں نے اپنے اخباری بیان میں کہا ہے کہ ہیٹ اسٹروک کی علامات میں جسم کا درجہ حرارت اچانک 103 یا 104 ڈگری فارن ہائیٹ تک پہنچ جانا، شدید گرمی کے باوجود پسینہ آنا بند ہو جانا اور جلد کا گرم و خشک ہو جانا، شدید سر درد، چکر آنا اور آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا جانا، نبض کا انتہائی تیز اور کمزور ہو جانا، شدید حالت میں مریض کی غنودگی میں چلے جانا یا بے ہوش ہو جانا شامل ہیں طبی ماہر نے شہریوں پر زور دیا ہے کہ وہ پانی کا زیادہ استعمال کریں، پیاس نہ بھی ہو تب بھی دن بھر پانی، او آر ایس، لیموں پانی اور لسی کا استعمال جاری رکھیں تاکہ جسم میں نمکیات کی کمی نہ ہو بلا ضرورت باہر نکلنے سے گریز کریں، دوپہر 11 بجے سے شام 4 بجے تک، جب دھوپ سب سے شدید ہوتی ہے بلا ضرورت گھر یا دفتر سے باہر نہ نکلیں ...

ہیلمٹ نہ پہننے والے موٹر سائیکل سواروں کے خلاف سخت کارروائیوں کا آغاز

خلاف ورزی۔ کرنیوالوں کی موٹر سائیکلیں بھی ایک روز کیلئے بند کر دی جائیں گی

جہلم (بیورو رپورٹ) جہلم سمیت پنجاب بھر میں ہیلمٹ نہ پہننے والے موٹر سائیکل سواروں کے خلاف سخت کارروائیوں کا آغاز کر دیا گیا خلاف ورزی۔ کرنیوالوں کی موٹر سائیکلیں بھی ایک روز کیلئے بند کر دی جائیں گی، حکام کا کہنا ہے کہ ہیلمٹ کے سو فیصد استعمال کو یقینی بنانے کیلئے آج سے باقاعدہ کارروائیوں کا آغاز کر دیا گیا ہے جبکہ ٹریفک قوانین پر سختی سے عملدرآمد کرایا جائے گا۔ ...

ڈویژن بھر کے تاجر رہنماؤں کی آر پی او سہیل اختر سکھیرا سے ملاقات

چنیوٹ (ڈسٹرکٹ رپورٹر) ڈویژن بھر کے تاجر رہنماؤں کی آر پی او سہیل اختر سکھیرا سے ملاقات، ضلعی صدر انجمن تاجران محمد جمیل فخری، ضلعی جنرل سیکرٹری مہر ... ایوب منج شریک، چیئرمین پاور لومز اونرز ایسوسی ایشن وحید خالق رامے ملاقات میں شریک تھے تاجروں کے وفد نے آر پی او سہیل اختر سکھیرا کو محرم الحرام میں امن و امان قائم رکھنے پر خراج تحسین پیش کیا اس موقع پر آر پی او سہیل اختر سکھیرا نے تمام اسٹیک ہولڈرز نے امن و امان قائم رکھنے میں بھرپور تعاون کرنے پر ان کا ...

ہزاروں نفوس پر مشتمل گاؤں کے ساتھ دہائیوں سے غیر انسانی سلوک

عوامی نمائندے اقتدار کے مزے لوٹنے میں مصروف، کوئی پرسان حال نہیں، حکومت سے اصلاح احوال کا مطالبہ

عارفوالا (سٹی رپورٹر) تفصیلات کے مطابق ہزاروں نفوس پر مشتمل گاؤں 163 ای بی اڈہ محمد نگر کے ساتھ دہائیوں سے غیر انسانی سلوک کیا جا رہا ہے ... لوگ تو آج بھی بجلی جیسی سہولت سے بھی محروم ہیں بارش کے ہونے کے بعد گلیاں اور بازار تالاب کا منظر پیش کرتے ہیں ...

عبدالغفور ملک کو چیئرمین سیال منتخب ہونے پر مبارکباد دیتے ہیں۔ وقاص اکرم اعوان

وائس چیئرمین سید شاہد رضا کیلئے نیک خواہشات کا اظہار۔ سابق Svp سیالکوٹ چیمبر

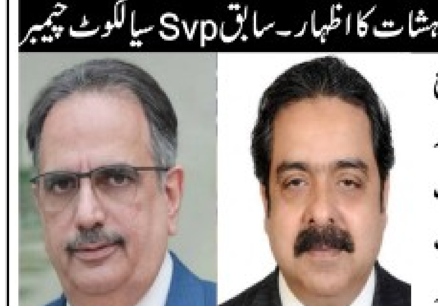

سیالکوٹ (ڈسٹرکٹ بیورو عامر جاوید) سابق صدر ایوان صنعت و تجارت سیالکوٹ عبدالغفور ملک چیئرمین اور سید شاہد رضا وائس چیئرمین سیالکوٹ انٹرنیشنل ایئرپورٹ منتخب ہوگئے۔ ...

حافظ آباد میں مین ہولز کے ڈھکن نایاب ہونے سے شہریوں کو شدید پریشانی کا سامنا

نیشنل پیس کونسل پاکستان کے چیئرمین ڈویژن گوجرانوالہ رب نواز انصاری سے انٹرنیشنل پاکستانی دیوالا گر عامر بٹ نے اہم ملاقات کی

جرم و سزا

CRIME & COURT

خاتون کے مبینہ قتل کا مقدمہ عدالتی حکم پر درج

نارنگ پولیس نے عدالتی حکم پر ایک خاتون کے مبینہ قتل کا مقدمہ شوہر سمیت چار افراد کے خلاف درج کر لیا

نارنگ منڈی (نامہ نگار) خاتون کے مبینہ قتل کا مقدمہ عدالتی حکم پر درج تھانہ نارنگ پولیس نے عدالتی حکم پر ایک خاتون کے مبینہ قتل کا مقدمہ شوہر سمیت چار افراد کے خلاف درج کر لیا ایف آئی آر کے مطابق تقریباً ایک ماہ قبل کوٹ عبداللہ کی رہائشی خاتون زونیرہ بی بی کی موت واقع ہوئی تھی اس وقت شوہر محمد بوٹا اور دیگر افراد نے ... خودکشی کا رنگ دیا گیا ورثاء نے انصاف کے حصول کے لیے عدالت سے رجوع کیا جس پر عدالت نے مکمل انکوائری کے بعد قتل کا مقدمہ درج کرنے کا حکم دیا عدالتی احکامات کی روشنی میں تھانہ نارنگ پولیس نے شوہر محمد بوٹا سمیت چار ملزمان کے خلاف دفعہ 302 اور 34 کے تحت مقدمہ درج کر کے تفتیش شروع کر دی ہے ...

کوٹرادھاکشن بچوں کی معمولی لڑائی پر عورتوں پر تشدد، ایف آئی آر کے باوجود پولیس خاموش

کوٹرادھاکشن (نامہ نگار) کوٹرادھاکشن بچوں کی معمولی لڑائی پر عورتوں پر تشدد، ایف آئی آر کے باوجود پولیس خاموش کوٹرادھاکشن کے نواحی علاقہ چھینہ آرلہ کے قریب بھٹیاں والا کھوہ پر معمولی تلخ کلامی نے بڑے تنازعے کی شکل اختیار کر لی۔ ابتدائی لڑائی بچوں کے آپس میں جھگڑے سے ہوئی جو دیکھتے ہی دیکھتے بڑوں تک پہنچ گئی۔ ملزمان نے خواتین پر بہیمانہ تشدد کیا ... متاثرین اور علاقہ مکینوں نے ڈی پی او سے مطالبہ کیا ہے کہ وہ معاملے کا نوٹس لیتے ہوئے ملزمان کے خلاف فوری قانونی کارروائی یقینی بنائیں تاکہ علاقے میں امن و امان برقرار رہ سکے۔

کنٹریکٹر کی سستی، لاپرواہی اور غفلت کے باعث اسپورٹس جمنازیم کا تعمیراتی کام اڑھائی سال بعد بھی مکمل نہ ہوسکا

قومی رینکنگ کے کھلاڑیوں سمیت بیڈمنٹن ایسوسی ایشن اور مقامی کھلاڑی جمنازیم کی تاخیر اور ٹھیکیدار کی سستی اور لاپرواہی پر سراپا احتجاج بن گئے

حافظ آباد (نمائندہ خصوصی) کنٹریکٹر کی سستی، لاپرواہی اور غفلت کے باعث اسپورٹس جمنازیم کا تعمیراتی کام اڑھائی سال بعد بھی مکمل نہ ہوسکا ... فلور/فرش کا کام ہی ابھی تک مکمل نہیں ہوسکا حافظ آباد ... مقامی کھلاڑیوں نے وزیراعلیٰ پنجاب مریم نواز، صوبائی وزیر کھیل فیصل ایوب کھوکھر اور ڈپٹی کمشنر حافظ آباد سے اپیل کی ہے کہ اسپورٹس جمنازیم کے تعمیراتی کام کو جلد مکمل کروایا جائے۔

نوشہرہ ورکاں تھانہ تتلے عالی سمیت گوجرانوالہ کے مختلف علاقوں میں 2 پولیس مقابلے، 1 ریکارڈ یافتہ خطرناک ملزم ہلاک

تھانہ تتلے عالی پولیس مقابلہ: ملزم ناصر سکنہ کوٹ شیرہ نے مورخہ 19 جولائی 2022 کو ڈیوٹی پر حاضر پولیس کانسٹیبل سیف اللہ دھوتھر کو پولیس چوکی کوٹ شیرہ چوکی کے اندر ہی فائرنگ کر کے شدید زخمی کر دیا تھا

نوشہرہ ورکاں (تحصیل رپورٹر) نوشہرہ ورکاں تھانہ تتلے عالی سمیت گوجرانوالہ کے مختلف علاقوں میں 2 پولیس مقابلے، 1 ریکارڈ یافتہ خطرناک ملزم ہلاک، 1 زخمی حالت میں گرفتار تھانہ تتلے عالی پولیس مقابلہ اقدام قتل، راہزنی، منشیات، بھتہ خوری اور پولیس کانسٹیبل کو شہید کرنے جیسے سنگین مقدمات میں ملوث خطرناک ملزم اپنے ہی ساتھیوں کی فائرنگ سے ہلاک ... سی پی او گوجرانوالہ ڈاکٹر سردار غیاث گل خان کا فوری نوٹس، ڈویژنل ایس پیز سے رپورٹ طلب۔ تھانہ تتلے عالی پولیس مقابلہ: ملزم ناصر سکنہ کوٹ شیرہ نے مورخہ 19 جولائی 2022 کو ڈیوٹی پر حاضر پولیس کانسٹیبل سیف اللہ دھوتھر کو پولیس چوکی کوٹ شیرہ چوکی کے اندر ہی فائرنگ کر کے شدید زخمی کر دیا تھا جو زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے 21 جولائی کو جان کی بازی ہار گیا تھا ... معاشرہ کی تشکیل کے لیے جرائم پیشہ عناصر اور منشیات فروشوں کی بیخ کنی ناگزیر ہے۔ سی پی او گوجرانوالہ ڈاکٹر سردار غیاث گل خان

ساہیوال تھانہ نور شاہ کے علاقے میں مذہبی منافرت پھیلانے پر شرپسند گرفتار، مقدمہ درج

ساہیوال (بیورو رپورٹ) تھانہ نور شاہ کے علاقہ قصیمبر موڑ پر محرم الحرام کے حوالے سے فرقہ واریت اور مذہبی منافرت پھیلانے والے شرپسند گرفتار مقدمہ درج۔ اہل علاقہ نے پولیس کی اس کارروائی کو خوش آئند قرار دیا۔ تفصیلات کے مطابق ساہیوال صدر سرکل تھانہ نور شاہ کے علاقہ قصیمبر موڑ پر محرم الحرام کے حوالہ سے اشتعال انگیزی کی ویڈیو وائرل ہوئی جس سے مذہبی جذبات ابھرنے اور اشتعال انگیزی کی پوسٹ اپلوڈ کرنے سے فرقہ واریت پیدا ہونے کے خدشہ کے پیش نظر پولیس نے چھاپہ مار کر رانا عرفان علی ولد شمشاد علی راجپوت ساکن اراضی روش شاہ کو گرفتار کر لیا۔ موبائل و ویڈیو سمیت قبضہ میں لے لیا۔ پولیس نور شاہ نے عامر اسحاق اے ایس آئی کی مدعیت میں 188 اور 505 ت پ مقدمہ درج کر کے تفتیش شروع کر دی۔

فیروزوالہ: تھانہ کوٹ عبدالمالک کی حدود میں ڈاکو بے لگام

تھانہ کوٹ عبدالمالک سے چند قدم کے فاصلے پر ڈاکوؤں نے نجی ٹی وی کے رپورٹر کو گن پوائنٹ پر لوٹ لیا

(نامہ نگار منور حسین) نجی ٹی وی کے رپورٹر سے 31 ہزار روپے نقدی اور ایک قیمتی موبائل فون ... نے نجی ٹی وی کے رپورٹر کو گن پوائنٹ پر لوٹ لیا۔ دوسا کو چوک کے قریب دو مسلح ڈاکو ہنڈا 125 موٹر سائیکل پر ناکہ لگا کر شہریوں کو لوٹ رہے تھے۔ اسی دوران نجی ٹی وی کے رپورٹر مقصود بخاری بھی ان کی واردات کا نشانہ بن گئے۔ ... سیاسی حلقوں نے بڑھتی ہوئی ڈکیتی کی وارداتوں پر شدید تشویش کا اظہار کیا ہے شہریوں نے DPO شیخوپورہ سے فوری نوٹس کا مطالبہ کیا، ملزمان کو گرفتار کیا جائے اور علاقے میں مؤثر گشت کو یقینی بنا کر شہریوں کو تحفظ فراہم کیا جائے۔

ساہیوال ڈاکوؤں نے گن پوائنٹ پر بسول ویٹرنری ہسپتال ملازمین سے موٹر سائیکل، نقدی 85 ہزار چھین کر رفوچکر ہوگئے

ساہیوال (بیورو رپورٹ) ساہیوال ڈاکوؤں نے گن پوائنٹ پر بسول ویٹرنری ہسپتال ملازمین سے موٹر سائیکل، نقدی 85 ہزار چھین کر رفوچکر ہو گئے تھانہ سی ڈی نے مقدمہ درج کر لیا ملزم گرفتار نہ ہو سکے واقعات کے مطابق ساہیوال پولیس کی ناکامی ڈاکو بے لگام ڈاکوؤں نے گن پوائنٹ پر محمد امین ملازم ہسپتال کا بھتیجا بوجہ بیماری ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹر ہسپتال ساہیوال میں زیر علاج تھا محمد امین بھتیجے کی تیمارداری کے بعد اپنی موٹر سائیکل نمبر 3644 اے ایس ایل مالیت 50 ہزار روپے پر واپس اپنے چک 79 پانچ آر جا رہا تھا کہ چوک میں ناکہ لگا کر کھڑے چھ ڈاکوؤں نے روک لیا اسلحہ دکھا کر نقدی 35 ہزار روپے اور موٹر سائیکل چھین لی اور فائرنگ کرتے ہوئے فرار ہو گئے تھانہ سی ڈی ساہیوال نے محمد امین کی مدعیت میں مقدمہ 395 ت پ درج کر لیا ہے ابھی تک ملزم گرفتار نہیں ہو سکے۔

ساہیوال غلہ منڈی پولیس منشیات فروش کے گھر پر چھاپہ سپیشل برانچ کے ضلعی آفیسر کا ڈرائیور، عورت سمیت گرفتار مقدمہ درج مزید تحقیقات جاری

ساہیوال (بیورو رپورٹ) ساہیوال غلہ منڈی پولیس منشیات فروش کے گھر پر چھاپہ سپیشل برانچ کے ضلعی آفیسر کا ڈرائیور، عورت سمیت گرفتار مقدمہ درج مزید تحقیقات جاری تفصیلات کے مطابق ساہیوال سٹی سرکل تھانہ غلہ منڈی کے علاقے ڈسپنسری روڈ پر پولیس غلہ منڈی کا منشیات فروش عامر جٹ کے گھر پر چھاپہ ... پولیس نے ساجد ولد فلک شیر سکنہ اوکاڑہ اور ایک عورت سمیرا بی بی زوجہ عمر مقصود سکنہ 90 نو ایل جونشہ کر رہے تھے پولیس کو دوران تفتیش انکشاف ہوا کہ ملزم ساجد سپیشل برانچ کا ڈرائیور ہے اور ساجد 73 سی ڈرائیور کانسٹیبل ڈسٹرکٹ آفیسر سپیشل برانچ کا ڈرائیور ہے جو عورت کو لے کر آیا تھا اور مل کر نشہ کر رہے تھے ڈسٹرکٹ پولیس آفیسر ساہیوال نے اس معاملہ کا نوٹس لے لیا ہے اور تفتیش کے لیے غلہ منڈی کے سب انسپکٹر روحیل آکاش کی اس کارروائی کو سراہتے ہوئے تفتیش کا دائرہ وسیع کر دیا ہے ...

مبینہ عطائیت اور سنگین غفلت کا ہولناک واقعہ

اوکاڑہ (راؤ اکرام ربانی/قوت) غفور ہسپتال حجرہ شاہ مقیم میں مبینہ عطائیت اور سنگین غفلت کا ہولناک واقعہ سامنے آیا ہے۔ عامر سہیل ہنجرا اپنے 45 دن کے معصوم بچے کو ختنے کے لیے ہسپتال لایا جہاں مبینہ عطائی ڈاکٹر غفور نے شدید لاپرواہی کا مظاہرہ کرتے ہوئے معصوم بچے کا عضو تناسل (نفس) کاٹ دیا۔ بچے کی حالت تشویشناک ہونے پر اسے فوری طور پر دیپالپور ریفر کر دیا گیا ہے۔ متاثرہ خاندان شدید صدمے کا شکار ہے اور انہوں نے اعلیٰ حکام، وزیر اعلیٰ پنجاب اور محکمہ صحت سے ...

جہلم شہر سمیت ضلع بھر اور جی ٹی روڈ کے ہوٹلوں میں لوٹ مار کا بازار گرم، نرخ نامے غائب

جہلم (بیورو رپورٹ) جہلم شہر سمیت ضلع بھر اور جی ٹی روڈ کے ہوٹلوں میں لوٹ مار کا بازار گرم، نرخ نامے غائب، شہریوں کا احتجاج جی ٹی روڈ پر قائم ٹرک ہوٹلوں اور ضلع بھر میں متعدد ہوٹلوں میں چیک اینڈ بیلنس کا نظام فعال نہ ہونے کے باعث مبینہ لوٹ مار کا سلسلہ شدت اختیار کر چکا ہے۔ مسافروں اور مقامی شہریوں نے میڈیا نمائندگان سے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ ہوٹلوں میں نہ تو نرخ نامے آویزاں ہیں اور نہ ہی کھانے پینے کی اشیاء کی قیمتوں میں کوئی شفافیت موجود ہے۔ بااثر ہوٹل مالکان نے ضلع بھر میں جنگل کا قانون نافذ ہے ہوٹلوں سے دیسی کھانے، جیسے دال اور دو روٹیاں کھانے، پر بھی فی کس پانچ سو روپے وصول کیے جا رہے ہیں جو کہ عام، غریب، دیہاڑی دار محنت کش افراد کی پہنچ سے باہر ہوتے جا رہے ہیں۔

کمالیہ میں غیر اعلانیہ لوڈشیڈنگ فوری بند کی جائے واپڈا والے عوام پر رحم کریں

شدید گرمی اور اوپر سے لوڈشیڈنگ شروع کر دی، شہری بے حال: رائے عمر حیات خان منج

کمالیہ (نمائندہ روزنامہ قوت علی رضا منج) رائے عمر حیات خان منج نے بیان دیتے ہوئے کہا واپڈا والے عوام پر رحم کریں شدید گرمی اوپر سے لوڈشیڈنگ شروع کر دی جن کے گھر چھوٹے ہیں اور بڑی فیملیاں ہیں وہ بجلی بند ہونے پر گھروں کے باہر بیٹھے ہوتے ہیں بجلی کے بھاری بل بھی آرہے ہیں اوپر سے لوڈشیڈنگ اس لیے مطالبہ ہے کہ لوڈشیڈنگ فوری بند کی جائے۔

مختلف واقعات میں ماں بیٹی سمیت 4 خواتین اغوا، مقدمات درج

ڈسکہ (احسان بٹ / محمد عباس بٹ) مختلف واقعات میں ماں بیٹی سمیت 4 خواتین اغوا مقدمات درج چھیلکے گوبند سے محمد انور کی بیوی 20 سالہ بیٹی کو ملزمان اللہ دتہ حیدر علی، محبوب نامعلوم کے ہمراہ زبردستی اغوا کر کے لے گئے اور نقدی 3 لاکھ روپے بھی لے گئے محلہ اسلام پورہ کے محمد نواز کی 19 سالہ بیٹی گھر سے ضروری کام کیلئے گئی تو نامعلوم نے اغوا کر لیا جبکہ سیوکے سے محمد انور کی بیوی اور بیٹی کو ملزم اکمل چار نامعلوم ملزمان کے ہمراہ اغوا کر کے لے گئے چھاؤں میں اچھو والی کے گھر سے نقدی 40 ہزار روپے اور جوہر حسین چوری، سی ہاؤسنگ سوسائٹی کے باہر کھڑی شاہد پرویز کی موٹر سائیکل چوری جبکہ سبزی منڈی میں خریداری کے دوران شاہد محمود بٹ کا جیب سے موبائل فون چوری ہو گیا۔

شہر اور مضافات میں آوارہ کتوں کی بھرمار، شہری عدم تحفظ کا شکار

ڈسکہ (احسان بٹ / محمد عباس بٹ) شہر اور مضافات میں آوارہ کتوں کی بھرمار، شہری عدم تحفظ کا شکار۔ شہر اور گردونواح میں آوارہ کتوں کی بڑھتی ہوئی تعداد شہریوں کے لیے سنگین مسئلہ بن چکی ہے جس کے باعث لوگوں میں شدید خوف و ہراس پایا جا رہا ہے۔ شہریوں کا کہنا ہے کہ انتظامیہ کی عدم توجہی کے باعث یہ مسئلہ دن بدن بڑھتا جا رہا ہے ڈسکہ کی مرکزی شاہراہوں، مصروف بازاروں، میونسپل آفس، تھانوں، سرکاری دفاتر، سول ہسپتال، پرانی کچہری سمیت مختلف مقامات پر آوارہ کتوں کے جھنڈ دیکھے جا سکتے ہیں جو نہ صرف راہگیروں کے لیے خطرہ بن چکے ہیں ...

ڈپٹی کمشنر اوکاڑہ کے آفس کا نائب قاصد درخت سے گر کر موقع پر جاں بحق ہو گیا

اوکاڑہ (راؤ اکرام ربانی / قوت) ڈپٹی کمشنر اوکاڑہ کے آفس کا نائب قاصد درخت سے گر کر موقع پر جاں بحق ہو گیا۔ تفصیلات کے مطابق ڈپٹی کمشنر اوکاڑہ کے آفس کا نائب قاصد عمر دراز ساجد جامن کے درخت پر چڑھ کر جامن اتار رہا تھا کہ اچانک اس کا پاؤں پھسل گیا اور وہ زمین پر گر کر موقع پر جاں بحق ہو گیا۔ ریسکیو 1122 ٹیم نے نعش کو ڈسٹرکٹ ہسپتال اوکاڑہ منتقل کر دیا ہے۔

سیوریج کا مین پائپ میں کنکشن نہ ہونے کی وجہ سے گلیوں میں سیوریج کا پانی جمع ہو گیا

نمازیوں کا مساجد جانا، اور بچوں و خواتین کا گھریلو استعمال اشیاء لینے کیلئے بازار جانا تک محال ہو گیا ہے

گوجرانوالہ (ظہیر عباس) محلہ چاہ صرافاں حافظ آباد روڈ یوسی 52 گلہ برف خانہ سے لیکر صادق روڈ تک سیوریج کا مین پائپ میں کنکشن نہ ہونے کی وجہ سے گلیوں میں سیوریج کا پانی تقریباً ایک ماہ سے بھی زائد عرصہ سے کھڑا جو جوہڑ کی شکل اختیار کرنے لگ گیا ہے۔ جس کے باعث ملازمت پیشہ افراد کا ڈیوٹی پر جانا، نمازیوں کا مساجد جانا، اور بچوں و خواتین کا گھریلو استعمال اشیاء لینے کیلئے بازار جانا تک محال ہو گیا ہے۔ اس سلسلہ میں تفصیلات بتاتے ہوئے سابق کونسلر یوسی 52 حافظ محمد انور، عمران سہیل کھوکھر، نعیم مغل، اسامہ ظفر، احمد فضل کریم، طارق مغل، محمد ریاض، سلیم مغل، میاں سلیم سمیت دیگر اہل علاقہ مکینوں کا کہنا تھا کہ ضلعی انتظامیہ کی طرف سے علاقہ مکینوں کیساتھ سوتیلی ماں جیسا سلوک کیا جا رہا ہے جس کے باعث خواتین و حضرات، بچوں اور خصوصاً بزرگ شہریوں کو سیوریج کے گندے پانی سے گزرنا پڑتا ہے بلکہ بعض اوقات تو بچے و بزرگ شہری سیوریج گندے پانی میں پھسل کر گرنے کی وجہ سے زخمی بھی ہو جاتے ہیں، علاقہ مکینوں نے ڈپٹی کمشنر گوجرانوالہ نوید احمد سے مطالبہ کیا ہے کہ وہ معاملہ کا فی الفور نوٹس لیکر ذمہ داران کیخلاف کارروائی اور علاقہ مکینوں کا مسئلہ حل کروائیں۔

تھیلیسیمیا کے مرض میں مبتلا بچوں کو خون کے زیادہ سے زیادہ عطیات دیں

حافظ آباد (بیورو رپورٹ) سابق ضلع ناظم کرنل علی احمد اعوان نے شہریوں پر زور دیا ہے کہ وہ تھیلیسیمیا کے مرض میں مبتلا بچوں کو خون کے زیادہ سے زیادہ عطیات دیں اور بلڈ کیمپس کی کامیابی کے لئے بھرپور تعاون کریں۔ انہوں نے کہا کہ تھیلیسیمیا کے مرض میں مبتلا بچوں کو دیا گیا خون کا ایک ایک قطرہ انہیں نئی زندگی سے ہمکنار کرتا ہے۔ ...

ڈپٹی کمشنر حافظ آباد عبدالرزاق نے گرین الیکٹرک بس منصوبے، شہر کے مختلف مقامات کی بیوٹی فکیشن اور پنڈی بھٹیاں ڈسپوزل اسٹیشن و سیوریج منصوبے کی سائٹ کا دورہ کیا

حافظ آباد (بیورو رپورٹ) ڈپٹی کمشنر حافظ آباد عبدالرزاق نے گرین الیکٹرک بس منصوبے، شہر کے مختلف مقامات کی بیوٹی فکیشن اور پنڈی بھٹیاں ڈسپوزل اسٹیشن و سیوریج منصوبے کی سائٹ کا دورہ کیا اور وہاں جاری تعمیراتی کام کا جائزہ لیا۔ ...

اظہار تعزیت

چنیوٹ (ڈسٹرکٹ رپورٹر) رکن پنجاب اسمبلی مولانا محمد الیاس چنیوٹی کے داماد کی وفات پر آر پی ...

ساہیوال دو واقعات میں گھریلو جھگڑا خاوند نے بیوی کو پھانسی دے کر ہلاک کر دیا

بہو کے رویہ سے تنگ بیوہ ساس نے زہر کھا کر جان دے دی مقدمات درج ایک مجرم گرفتار

ساہیوال (بیورو رپورٹ) ساہیوال دو ... خاوند اللہ دتہ کے درمیان لڑائی جھگڑا رہتا تھا کہ ... لیا۔ دریں اثنا چک 96 چھ آر میں ایک 55 سالہ ...

ایل پی جی کی سرکاری نرخوں پر فراہمی یقینی بنانے کیلئے مشترکہ کریک ڈاؤن

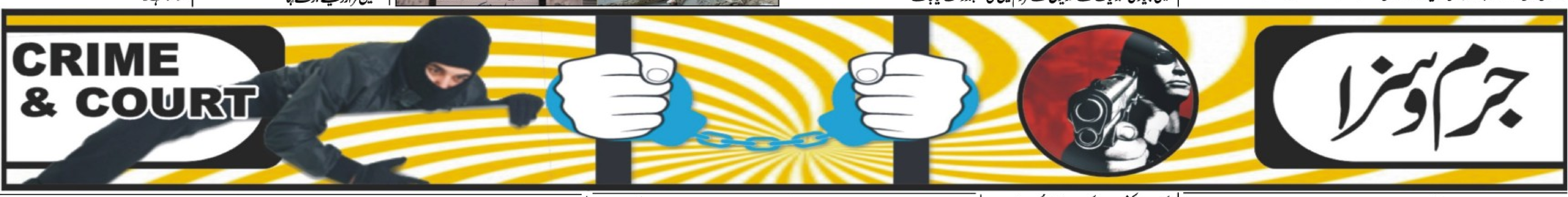

"قوت" کلاسیفائیڈ

روزنامہ قوت لاہور

تمام اشتہارات نیک نیتی کے جذبہ سے شائع کئے جاتے ہیں کسی اشتہار کے غیر حقیقی ہونے کے بارے میں ادارہ کوئی ذمہ داری قبول نہیں کرتا ،اشتہارات صاف اور بڑے صفحہ پر ایک طرف لکھے ہونے چاہئیں کٹے پھٹے اور مشکوک الفاظ والے اشتہارات غلط شائع ہونے کی شکایت قابل قبول نہ ہوگی۔

شعبہ اشتہارات 042-3636003

بقیہ | بقیہ جات | 1

چیئرمین چوہدری اختر عباس کی صدارت میں پاکستان جاگو تحریک' کے سربراہ توقیر صادق کی رہائش گاہ پر ہوا۔جاگو تحریک تقریباً 25 سے 30 سیاسی جماعتوں پر مشتمل اتحاد ہے 'ڈیموکریٹک گروپ آف لائرز' کے درمیان ایک تعارفی اجلاس تھا،اجلاس میں کئی ممتاز سیاسی رہنماؤں اور قانونی ماہرین نے شرکت کی، جن میں چوہدری اختر عباس، قائم مقام چیئرمین پاکستان مسلم لیگ کونسل (C-PML) اور چیئرمین پاکستان ڈیموکریٹک الائنس (PDA) قیوم نظامی، چیئرمین پاکستان جاگو تحریک مقصود خان، جنرل سیکرٹری پاکستان جاگو تحریک، محترمہ نوشابہ مقصود مشتاق احمد سلطان، چیئرمین پاکستان انقلابی پارٹی اور صدر پاکستان ڈیموکریٹک الائنس (PDA) چوہدری آصف، پاکستان انقلابی پارٹی،ڈاکٹر امجد، پاکستان جاگو تحریک، ایاز سندھو، چیئرمین 38 تحریک، ذوالفقار علی بدر، معروف سیاستدان، وکیل اور بانی ڈیموکریٹک گروپ آف لائرز شاہد تسیم چشتی، ڈیموکریٹک گروپ آف لائرز شاہد خان، چیف آرگنائزر پاکستان مسلم لیگ کونسل (C-PML) اجلاس میں دیگر کئی سیاسی رہنماؤں اور نمائندوں نے بھی شرکت کی۔مذاکرات

داری کے تمام اہم پہلوؤں کا احاطہ کیا گیا۔انہوں نے بتایا کہ ترک صدر کے ساتھ تنازعات کے حل اور بین الاقوامی امن وسلامتی کے تحفظ کیلئے مکالمہ ہوا،سفارت کاری اور باہمی احترام ہی واحد پائیدار راستہ ہے۔وزیراعظم شہباز شریف نے صدر اردوان کی مہمان نوازی پر ان کا تہہ دل سے شکریہ ادا کیا اور دوطرفہ تجارت کو 5 ارب امریکی ڈالر تک پہنچانے کے مشترکہ ہدف کو حاصل کرنے کے عزم کا اظہار کیا۔انہوں نے کہا کہ پاکستان اور ترکیہ کے درمیان برادرانہ تعلقات کو مزید مضبوط اور بلند مقام تک لے جائیں گے، بزنس کانفرنس میں ترکیہ کی متحرک کاروباری برادری کے ممتاز نمائندوں سے ملاقات کا بھی موقع ملا۔

بقیہ | بقیہ جات | 8

سلام، کارگل کے پہاڑ کیپٹن کرنل شیر خان شہید کی بہادری کے گواہ ہیں۔وفاقی وزیر داخلہ نے کہا کہ کیپٹن کرنل شیر خان نے معرکہ کارگل میں دشمن پر لرزہ طاری کردیا، دشمن کا بھرپور مقابلہ کرنے والا قوم کا دلیر سپاہی آج بھی دلوں میں زندہ ہے، کیپٹن کرنل شیر خان شہید نے جرات سے لڑتے ہوئے دشمن کے عزائم خاک میں ملائے۔محسن نقوی نے کہا کہ کیپٹن کرنل شیر خان شہید نے جوانمردی اور شجاعت کی تاریخ رقم کی، کیپٹن کرنل شیر خان شہید جیسے بہادر جوانوں کے ہوتے ہوئے دشمن وطن عزیز کی طرف میلی آنکھ سے نہیں دیکھ سکتا۔

بقیہ | بقیہ جات | 9

ی کی نماز جنازہ میں ان کے تین بیٹے مسعود خامنہ ای، میثم خامنہ ای اور مصطفیٰ خامنہ ای نے شرکت کی، جبکہ ان کے بیٹے اور جانشین مجتبیٰ خامنہ ای سکیورٹی خدشات کے باعث تقریب میں شریک نہیں ہوئے۔بین الاقوامی میڈیا رپورٹس کے مطابق تہران میں منعقد ہونے والی نماز جنازہ میں لاکھوں افراد نے شرکت کی، جہاں ایرانی عوام، اعلیٰ حکومتی شخصیات، مذہبی رہنما اور مختلف ممالک کے نمائندے بھی موجود تھے۔رپورٹس کے مطابق خامنہ ای کے بیٹوں مسعود، میثم اور مصطفیٰ کو نماز جنازہ کے دوران دیگر سوگواران کے ساتھ دیکھا گیا، جبکہ ایران کی پاسداران انقلاب کے قائم مقام سربراہ بریگیڈیئر جنرل احمد واحدی بھی تقریب میں شریک تھے۔ذرائع کے مطابق مجتبیٰ خامنہ ای تقریب میں اس لیے شریک نہیں ہوئے کیونکہ ان کی سکیورٹی کے حوالے سے سخت خدشات موجود تھے۔ایرانی حکام نے اس بارے میں باضابطہ تفصیلات جاری نہیں کیں،

پاکستان ڈیموکریٹک الائنس، مسلم لیگ کونسل اور جاگو تحریک سمیت دیگر سیاسی جماعتوں کا اہم اجلاس

جاگو تحریک تقریباً 25 سے 30 سیاسی جماعتوں پر مشتمل اتحاد بنام 'ڈیموکریٹک گروپ آف لائرز' کے درمیان ایک تعارفی اجلاس تھا

بلدیاتی انتخابات الائنس، جمہوری تعاون کی مضبوطی، جمہوری اقدار، سیاسی اتحاد اور عوامی بہبود کو فروغ دینے کا عزم

پاکستان ڈیموکریٹک الائنس، مسلم لیگ کونسل اور جاگو تحریک سمیت دیگر سیاسی جماعتوں کے رہنماؤں کا گروپ فوٹو

اگو پنکچر پروموشن سوسائٹی کی پاک کے 'ون پوائنٹ ایجنڈے' کی غیر مشروط حمایت

پنکچر پروموشن سوسائٹی اس انقلابی ایجنڈے کی کامیابی کیلئے پاک کے شانہ بشانہ کھڑی ہے اور اسے منطقی انجام تک پہنچانے کے لیے تمام تنظیمی، پیشہ ورانہ اور قانونی فورمز پر پورا تعاون فراہم کرے گی

لاہور: صدر اگو پنکچر پروموشن سوسائٹی (APS) ارشد مغل اور صدر پاکستان ایسوسی ایشن آف انٹرنیشنل میڈیسن (PAAM) ڈاکٹر کاشف اسلم ملک پریس کانفرنس سے خطاب کر رہے ہیں

پاکستان میں پرتگال کے سفیر کا لاہور میوزیم کا تفصیلی دورہ

ثقافتی ورثے کو سراہا، پاکستان اور پرتگال کے درمیان ثقافتی تعاون بڑھانے کا عزم

لاہور سمیت صوبہ بھر کے گرجا گھروں میں مسیحی عبادات، دعائیہ پروگرام، پنجاب پولیس ہائی الرٹ رہی

...سپروائزری افسران گرجا گھروں، اہم اور حساس مقامات کے فرائض سرانجام دیے۔ آئی جی پنجاب نے ہدایت کی کہ تعینات پولیس افسران اور جوان انتہائی الرٹ رہیں اور شرپسند عناصر پر کڑی نظر رکھیں۔ گرجا گھروں، مسیحی آبادیوں اور حساس مقامات کے گرد سرچ اینڈ سویپ آپریشنز بھی جاری رکھے جائیں۔

شدید گرمی، شہریوں کی بڑی تعداد نے نہر کا رخ کر لیا

نوجوان نہر میں نہاتے رہے، تفریح سے موسم کی شدت کم محسوس ہوئی

جو نہ عشق مصطفیٰ ﷺ تو زندگی فضول ہے: علامہ مجاہد عبدالرسول

خواجہ ندیم کی قیادت پر کلب کرکٹ کا اعتماد قابل تعریف ہے: فہیم مختار بٹ

...آرگنائزر فہیم مختار بٹ نے لاہور ریجن کرکٹ ایسوسی ایشن کے انتخابات میں خواجہ ندیم احمد گروپ کی شاندار کامیابی پر مبارکباد دیتے ہوئے کہا ہے کہ پانچوں زونز میں کلین سویپ نے ثابت کر دیا ہے کہ لاہور کی کلب کرکٹ باڈی کی اکثریت کو خواجہ ندیم احمد اور ان کی قیادت پر مکمل اعتماد حاصل ہے۔

دنیاپور، تیز رفتار کار خوفناک حادثے کا شکار، ایک نوجوان جاں بحق، 4 شدید زخمی

حادثے کے نتیجے میں جاں بحق ہونے والے نوجوان کی شناخت 22 سالہ حارث مزمل کے نام سے ہوئی

...قریب قومی شاہراہ پر تیز رفتار کار خوفناک حادثے کا شکار ہو گئی جس کے نتیجے میں ایک نوجوان جاں بحق اور 4 شدید زخمی ہو گئے۔ حادثے کے نتیجے میں جاں بحق ہونے والے نوجوان کی شناخت 22 سالہ حارث مزمل کے نام سے ہوئی، ریسکیو ٹیموں نے فوری کارروائی کرتے ہوئے زخمیوں کو مخدوم عالی ہسپتال منتقل کر دیا۔ ذرائع کے مطابق زخمیوں میں سے ایک کی حالت تشویشناک ہونے پر اسے نشتر ہسپتال ملتان ریفر کر دیا گیا۔ بتایا گیا کہ حادثے کا شکار ہونے والے تمام نوجوان پنیاں بنگلا کے رہائشی تھے، پولیس نے واقعے کی تحقیقات شروع کر دی ہیں۔ حادثے کے نتیجے میں جاں بحق ہونے والے نوجوان کی شناخت 22 سالہ حارث مزمل کے نام سے ہوئی ہے۔

سرینگر، پھلوں کے کاشتکاروں کا ہائی وے پر بلاتعطل نقل و حرکت کا مطالبہ

امرناتھ یاترا کے باعث پابندیوں سے نظام زندگی درہم برہم، معیشت کو نقصان پہنچ رہا ہے

کندھ کوٹ: نہر میں نہاتے ہوئے 4 افراد ڈوب گئے

...نوجوان تیز بہاؤ کے باعث لاپتہ ہیں، جن کی تلاش کے لیے ریسکیو آپریشن جاری ہے۔

بھارت میں اقلیتوں خاص کر مسلمانوں کیساتھ ظلم کی انتہا ہوگئی، عالمی برادری مکمل خاموش

بھارت، یوپی میں نام نہاد گائے کے محافظوں کا مسلمان شخص پر حملہ، مذہبی رسوم ادا کرنے پر مجبور کیا

نئی دہلی (این این آئی) مودی سرکاری نے بھارت بھر میں اقلیتوں کا اور خاص کر مسلمانوں کی جینا حرام کر رکھا ہے لیکن عالمی برادری مکمل طور پر خاموش ہے یہاں تک کے مسلم ممالک بھی حیران کن طور پر مکمل خاموش ہیں جو کہ ایک بہت بڑا سوالیہ نشان ہے؟

حکومت پیٹرول اور ڈیزل پر کتنی لیوی، ٹیکس اور مارجنز وصول کر رہی ہے؟ تفصیلات سامنے آ گئیں

کراچی (این این آئی) پیٹرول اور ہائی اسپیڈ ڈیزل کی قیمتوں میں شامل لیوی، ٹیکسز اور مختلف مارجنز کی تفصیلات سامنے آ گئیں۔ رپورٹ کے مطابق ایک لیٹر پیٹرول پر مجموعی طور پر 118.76 روپے جبکہ دستاویزات کے مطابق ایک لیٹر پیٹرول کی بنیادی لاگت 178 روپے 77 پیسے بنتی ہے تاہم حکومت نے شہریوں کے لیے فی لیٹر قیمت 297 روپے 53 پیسے مقرر کی ہے، پیٹرول پر 70 روپے 36 پیسے پیٹرولیم لیوی، 5 روپے کلائمیٹ سپورٹ لیوی، 19 روپے 33 پیسے کسٹمز ڈیوٹی، 6 روپے 86 پیسے ان لینڈ فریٹ ایکولائزیشن مارجن، 7 روپے 87 پیسے آئل مارکیٹنگ کمپنیوں کا مارجن اور 8 روپے 64 پیسے ڈیلرز مارجن شامل ہے۔

محبت کی خاطر سرحد پار کرنے والا آزاد کشمیر کا نوجوان بھارتی قید سے رہا

بھارتی سکیورٹی فورسز نے رہائی کے بعد ذیشان میر کو لائن آف کنٹرول پر پاکستانی حکام کے حوالے کر دیا

لائن آف کنٹرول (این این آئی) آزاد کشمیر سے تعلق رکھنے والے نوجوان ذیشان میر کو بھارتی سکیورٹی فورسز نے تقریباً ایک ماہ بعد رہا کر کے لائن آف کنٹرول (ایل او سی) پر پاکستان کے حوالے کر دیا۔ ذرائع کے مطابق آزاد کشمیر کے نوجوان ذیشان میر کو بھارتی سکیورٹی فورسز نے رہا کرتے ہوئے لائن آف کنٹرول پر پاکستانی حکام کے حوالے کر دیا ہے۔ ذرائع کا کہنا ہے کہ ذیشان میر مقبوضہ کشمیر کی رہائشی لڑکی ارم بانو سے ملاقات کے لیے اڑی پہنچا تھا، جہاں تقریباً ایک ماہ قبل بھارتی فورسز نے اسے گرفتار کر لیا تھا۔ نوجوان کی گرفتاری کا معاملہ پاکستان نے باضابطہ طور پر بھارتی حکام کے ساتھ بھی اٹھایا تھا۔ بھارتی میڈیا رپورٹس کے مطابق بھارتی سکیورٹی فورسز نے اپنی تحقیقات کے بعد ذیشان میر اور ارم بانو کے درمیان تعلق اور محبت کی حقیقت کو تسلیم

لاہور: شدید گرمی کے باعث بادامی باغ ماڈل بازار میں ویرانی چھائی ہوئی ہے

سوات، جہیل میں ویڈیو بناتے ہوئے سیاحوں کی گاڑی پھنس گئی

ریسکیو عملے نے گاڑی میں سوار تین سیاحوں کو بحفاظت ریسکیو کر لیا، حراست میں لیکر جرمانے بھی کر دیے گئے

سوات (این این آئی) سوات کی نصراللہ جہیل میں ویڈیو بناتے ہوئے سیاحوں کی گاڑی پھنس گئی، ریسکیو عملے نے گاڑی میں سوار تین سیاحوں کو بحفاظت ریسکیو کر لیا۔ اسسٹنٹ کمشنر بحرین کے مطابق زیر حراست تینوں سیاحوں کو جرمانے کی ادائیگی کے بعد چھوڑ دیا گیا ہے۔ دوسری جانب کشتی حادثے میں لاپتہ لڑکی کی تلاش کے لیے سرچ آپریشن پانچویں روز میں داخل ہو گیا۔

کراچی، کورنگی میں پولیس اہلکاروں کی فائرنگ سے دو نوجوان زخمی، ویڈیو منظر عام پر آ گئی

اہلکاروں نے موٹر سائیکل سوار افراد کو مشکوک جانتے ہوئے رکنے کا اشارہ کیا، تاہم انہوں نے رفتار تیز کر دی

کراچی (این این آئی) کورنگی کے علاقے سنگر چورنگی کے قریب پولیس اہلکاروں کی فائرنگ سے دو موٹر سائیکل سوار نوجوانوں کے زخمی ہونے کے واقعے کی موبائل فون سے بنائی گئی ویڈیو بھی سامنے آ گئی ہے۔ ویڈیو میں پولیس اہلکاروں اور موٹر سائیکل سوار نوجوانوں کو سڑک پر گرا ہوا دیکھا جا سکتا ہے۔ زخمی ہونے والوں کی شناخت اطہر اور عبدالرزاق کے ناموں سے ہوئی ہے جنہیں فوری طور پر طبی امداد کے لیے اسپتال منتقل کر دیا گیا جبکہ اطہر کی حالت تشویشناک بتائی جا رہی ہے۔ پولیس ذرائع کے مطابق اہلکاروں نے موٹر سائیکل سوار افراد کو مشکوک جانتے ہوئے رکنے کا اشارہ کیا، تاہم انہوں نے رفتار تیز کر دی جس پر پولیس نے ان کا تعاقب کیا۔

نارووال: وزیر اعلیٰ پنجاب کی معاون خصوصی ثانیہ عاشق معذور طلبہ میں ہمت کارڈ تقسیم کر رہی ہیں

5 جولائی کو آئین، پارلیمان اور عوامی مینڈیٹ کو نقصان پہنچایا گیا: شیری رحمان

قائدِ عوام کی منتخب حکومت کا تختہ الٹ کر عوامی اختیار اور آئینی نظام پر کاری ضرب لگائی گئی

شہید ذوالفقار علی بھٹو کے خلاف کیا گیا غیر آئینی اقدام دراصل عوام کے حقِ رائے دہی اور جمہوری مستقبل پر حملہ تھا

کراچی (سٹاف رپورٹر) سینیٹر شیریں رحمان نے کہا ہے کہ 5 جولائی ملکی تاریخ کا ایسا المناک باب ہے جس نے آئین، پارلیمان اور عوامی مینڈیٹ کو شدید نقصان پہنچایا۔ نائب صدر پاکستان پیپلز پارٹی سینیٹر شیری رحمان نے 5 جولائی 1977 کے یومِ سیاہ پر پیغام دیتے ہوئے کہا ہے کہ قائدِ عوام کی منتخب حکومت کا تختہ الٹ کر عوامی اختیار اور آئینی نظام پر کاری ضرب لگائی گئی۔ شیری رحمان نے کہا ہے کہ شہید (بقیہ نمبر 2)

لاہور: چیلیں دوپہر کے وقت پیاس بجھانے کیلئے جیلانی پارک کی گراؤنڈ میں جمع پانی پی رہی ہیں

پاکستان میں بجلی بنگلہ دیش، انڈیا، ویتنام اور کمبوڈیا سے مہنگی ہے: مفتاح اسماعیل

آج پاکستان پوری دنیا میں سب سے زیادہ مہنگی بجلی بناتا اور عوام کو بیچتا ہے، سابق وفاقی وزیر خزانہ

بجلی کے حوالے سے حکومتوں کے پاس کوئی واضح پالیسی نہ ہونے سے انڈسٹریل اسٹیٹ تباہی و بربادی کے دہانے پر کھڑی ہے

میانوالی (این این آئی) سابق وفاقی وزیر خزانہ مفتاح اسمٰعیل نے کہا ہے کہ پاکستان میں بجلی بنگلہ دیش، انڈیا، ویتنام اور کمبوڈیا سے مہنگی ہے، جس کا اثر کارخانوں پر پڑتا ہے، آج پاکستان پوری دنیا میں سب سے زیادہ مہنگی بجلی بناتا اور عوام کو بیچتا ہے، اور عوام کو مبینہ طور پر دونوں ہاتھوں سے لوٹا جا رہا ہے، انہوں نے کہا کہ بجلی کے حوالے سے حکومتوں کے پاس کوئی واضح پالیسی نہ ہونے سے انڈسٹریل اسٹیٹ تباہی (بقیہ نمبر 3)

حکومت مہنگائی کا جن قابو کرنے میں ناکام ہو چکی ہے: جے یو آئی

حکومت ٹرانسپورٹ کے کرایوں، اشیائے ضروریہ کی قیمتوں کی کرا کے عوام کو ریلیف فراہم کرے

پیٹرولیم قیمتوں میں نمایاں کمی کے باوجود اس کے ثمرات عام شہریوں تک منتقل نہیں ہو رہے، بیان

لاہور (زیڈ این این) جمعیت علمائے اسلام (س) لاہور کے امیر و مرکزی سالار مولانا قاری اعظم حسین، امیر مولانا پیر عبدالقدوس نقشبندی، ناظم اعلیٰ مولانا ایوب خان، ڈپٹی سیکرٹری پیر اکبر ساقی، لاہور کے ناظمِ اعلیٰ مولانا طیب عثمانی، نائب امیر مولانا صلاح الدین ایوبی، قاری واحد بخش، قاری رحمت اللہ لاشاری، انجینئر خالد ٹیپو، عبدالحمید تونسوی، مولانا محمد ممتاز، مولانا توقیر عباس سمیت دیگر رہنماؤں نے اپنے مشترکہ بیان میں کہا ہے کہ حکومت مہنگائی کا جن قابو کرنے میں ناکام ہو چکی ہے۔ پیٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں نمایاں کمی کے باوجود اس کے ثمرات عام شہریوں تک منتقل نہیں ہو رہے۔ حکومت ٹرانسپورٹ کے کرایوں، اشیائے ضروریہ کی قیمتوں اور پرائس کنٹرول کے نظام کو مؤثر بناتے ہوئے عوام کو فوری اور حقیقی ریلیف فراہم کرے۔ کنٹینر پر کھڑے ہو کر عوام کو مہنگائی سے نجات دلانے کے دعوے کرنے والوں نے اقتدار میں آ کر عوام کی زندگی اجیرن بنا دی ہے

کراچی، دکان کے اندر کام کے دوران کرنٹ لگنے سے 27 سالہ نوجوان جاں بحق

کراچی (این این آئی) کراچی میں اورنگی ٹاؤن کے علاقے گلشنِ بہار میں اقصیٰ مسجد کے قریب دکان میں کام کے دوران کرنٹ لگنے سے 27 سالہ نوجوان جاں بحق ہو گیا۔ چھیپا حکام کے مطابق واقعہ اس وقت پیش آیا جب اصغر ولد ساجد بلوچ دکان میں کام کر رہا تھا کہ اچانک بجلی کا کرنٹ لگنے سے وہ شدید زخمی ہو گیا۔ اطلاع ملنے پر چھیپا ایمبولینس موقع پر پہنچی اور متاثرہ شخص کو عباسی شہید ہسپتال منتقل کیا تاہم وہ جانبر نہ ہو سکا۔ چھیپا ذرائع کے مطابق جاں بحق ہونے والے شخص کی شناخت 27 سالہ اصغر ولد ساجد بلوچ کے نام سے ہوئی ہے۔

حلقے کے عوام ہماری طاقت ہیں: ہمایوں اختر خان

پاکستان کی غیر معمولی سفارتی کامیابی سے بھارت بوکھلاہٹ کا شکار ہے

لاہور (زیڈ این این) سابق وفاقی وزیر ہمایوں اختر خان نے کہا ہے کہ امریکہ، ایران کے معاملے پر پاکستان کی غیر معمولی سفارتی کامیابی کی وجہ سے بھارت بوکھلاہٹ کا شکار ہے اور اسی وجہ سے سندھ طاس معاہدے کو سیاسی دباؤ اور جبر کے طور پر استعمال کرنا چاہتا ہے، بھارت ہوش کے ناخن لے کیونکہ ایسی کوئی بھی کوشش خطے کے امن و استحکام کے لیے سنگین نتائج کی حامل ہو گی۔

ڈیرہ بگٹی میں 2 گروپوں میں فائرنگ، 4 افراد جاں بحق، ایک زخمی

جاں بحق ہونے والوں میں ایک گروپ کے باپ اور بیٹا، دوسرے گروپ کے 2 بھائی شامل

ڈیرہ بگٹی (این این آئی) ڈیرہ بگٹی کے علاقے زین کوہ درینجن میں رقم کے تنازع پر 2 گروپوں کے درمیان فائرنگ ہوئی۔ پولیس کے مطابق فائرنگ کے نتیجے میں 4 افراد جاں بحق اور ایک شخص زخمی ہو گیا۔ پولیس کے مطابق جاں بحق ہونے والوں میں ایک گروپ کے باپ اور بیٹا جبکہ دوسرے گروپ کے 2 بھائی شامل ہیں۔

گندم کے بعد دیگر اجناس کی بھی بہترین پیداوار کا تخمینہ ہے، ایم ڈی پنجاب سیڈ کارپوریشن

لاہور (این این آئی) پنجاب سیڈ کارپوریشن کے مینجنگ ڈائریکٹر نوید شہزاد مرزا نے کہا ہے کہ صوبے میں گندم کے بعد دیگر اجناس کی بھی بہترین پیداوار کا تخمینہ ہے، پنجاب سیڈ کارپوریشن کا ادارہ کسانوں کو اعلیٰ معیار کے بیج فراہم کرنے کے مشن پر بھرپور انداز میں کام کر رہا ہے تاکہ زرعی پیداوار میں مزید اضافہ کیا جا سکے۔

رکھ خانپور کی جھیلوں پر نایاب فلیمنگوز کی تعداد 43 ہو گئی

پنجاب میں قدرتی وسائل اور جنگلی حیات کے تحفظ کو ہر صورت یقینی بنایا جائے گا

23 فلیمنگوز پہنچ گئے، پنجاب نایاب آبی پرندوں کی محفوظ پناہ گاہ بننے لگا، ترجمان

لاہور (زیڈ این این) سینئر وزیر پنجاب مریم اورنگزیب کی زیر قیادت محکمہ جنگلی حیات پنجاب تحفظِ ماحول اور جنگلی حیات کے فروغ کے حوالے سے نمایاں کامیابیاں حاصل کر رہا ہے۔ محکمہ کی مؤثر حکمت عملی اور آبگاہوں کے تحفظ کے مثالی اقدامات کے باعث پنجاب میں نایاب فلیمنگوز کی فطری آبادکاری کا عمل تیزی سے جاری ہے۔ محکمہ جنگلی حیات کے مطابق مزید 23 نایاب فلیمنگوز نے ضلع راجن پور کے علاقے رکھ خانپور کی جھیلوں پر ڈیرے ڈال دیے ہیں، جس کے بعد وہاں موجود فلیمنگوز کی مجموعی تعداد 43 ہو گئی ہے۔ حکام کا کہنا ہے کہ یہ امر اس بات کا ثبوت ہے

لاہور، ریس کورس کے علاقے میں موٹر سائیکلوں میں تصادم کے نتیجے میں ایک شخص جاں، ایک زخمی

لاہور (این این آئی) صوبائی دارالحکومت لاہور میں ٹریفک حادثے سمیت مختلف واقعات میں دو افراد جاں بحق جبکہ ایک زخمی ہو گیا۔ ایدھی فاؤنڈیشن کے ترجمان کے مطابق ریس کورس کے علاقے میں نہر کے قریب دو تیز رفتار موٹر سائیکلوں کے درمیان تصادم کے نتیجے میں 30 سالہ اقبال حسن موقع پر جاں بحق جبکہ 26 سالہ انوش اکرم زخمی ہو گیا۔

بلال بٹ کی مسلم لیگ (ن) چھوڑ کر آئی پی پی میں شمولیت

آزاد کشمیر انتخابی ٹکٹ نہ ملنے پر پارٹی سے علیحدگی، سیاسی حلقوں میں نئی بحث چھڑ گئی

لاہور (زیڈ این این) مسلم لیگ (ن) آزاد جموں و کشمیر لاہور ڈویژن کے جنرل سیکرٹری بلال بٹ نے پارٹی سے علیحدگی اختیار کرتے ہوئے استحکام پاکستان پارٹی (آئی پی پی) میں شمولیت کا اعلان کر دیا۔ ذرائع کے مطابق ان کے اس فیصلے کی وجہ آزاد جموں و کشمیر قانون ساز اسمبلی کے حلقہ ایل اے 34 کے لیے پارٹی ٹکٹ نہ ملنا بتائی جا رہی ہے۔

سیالکوٹ: ایڈیشنل انسپکٹر جنرل سی ٹی ڈی پنجاب سہیل ظفر چٹھہ نے بہترین کارکردگی کا مظاہرہ کرنے والے ملک عاقب کو تعریفی سرٹیفکیٹ دے رہے ہیں

بھارت، سی جے پی کے بانی کی طرف سے عمر خالد کے ذکر نے گودی میڈیا کو بے چین کر دیا

نئی دہلی (این این آئی) نئی دہلی میں احتجاجی مظاہرے کے دوران کاکروچ جنتا پارٹی (سی جے پی) کے بانی ابھیجیت ڈپکے نے جیل میں نظر بند طالب علم رہنما عمر خالد کے کیس پر بات کی تو گودی میڈیا میں ہلچل مچ گئی۔

لاہور: ہرے بھرے درختوں اور سبزے کی وجہ سے گریٹر اقبال پارک دلکش منظر پیش کر رہا ہے

لاہور، معصوم بچے سے بدفعلی کرنے والا ملزم گرفتار کر لیا گیا

اوستو کتلہ (این این آئی) معصوم بچے سے بدفعلی کرنے والا ملزم گرفتار کر لیا گیا۔ ایس ایچ او اوستو کتلہ نے پولیس ٹیم کے ہمراہ کارروائی کرتے ہوئے 10 سالہ حمزہ سے بدفعلی کرنے والے ملزم کو گرفتار کر لیا۔ ایس ایچ او نے کہا کہ ملزم فہد علی کو جدید ٹیکنالوجی کی مدد سے گرفتار کیا گیا، ملزم بچے کو ورغلا کر کوارٹر میں لے گیا

قیدیوں کے اہل خانہ کی سہولت کیلئے موبائل ایپلی کیشن متعارف

شہری اب گھر بیٹھے قیدیوں سے ملاقات کے لیے وقت طے کر سکیں گے

لاہور (این این آئی) پنجاب حکومت نے قیدیوں کے اہل خانہ کی سہولت کے لیے موبائل ایپلی کیشن متعارف کرا دی۔ جس کے ذریعے شہری اب گھر بیٹھے قیدیوں سے ملاقات کے لیے وقت طے کر سکیں گے۔ حکام کے مطابق نئی ایپ کا مقصد جیلوں میں آنے والے شہریوں کو جدید اور آسان سہولت فراہم کرنا ہے تاکہ ملاقات کے لیے طویل انتظار اور غیر ضروری رش سے بچا جا سکے۔

لاہور ایئرپورٹ کا رن وے مخصوص اوقات میں بند رکھنے پر عملدرآمد شروع

برڈ اسٹرائیک کے خدشات، رن وے 15 ستمبر تک روزانہ تین گھنٹے بند رہے گا، ذرائع

لاہور (زیڈ این این) لاہور ایئرپورٹ کے رن وے کو مخصوص اوقات میں بند رکھنے کے فیصلے پر ہفتہ سے عملدرآمد شروع ہو گیا۔ پرندوں کی غیر معمولی تعداد اور ممکنہ برڈ اسٹرائیک کے خطرات کے پیش نظر رن وے کو دو ماہ دس روز کے لیے روزانہ صبح کے مخصوص اوقات میں بند رکھنے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ 5 جولائی سے 15 ستمبر تک رن وے روزانہ صبح 5 بجے سے 8 بجے تک بند رکھا جائے گا۔

منشیات کیخلاف آگاہی کیلئے "رائیڈ فار اے کاز" سائیکل ریلی

ریلی کا آغاز لبرٹی چوک سے باغِ جناح پہنچے، جہاں ریلی اختتام پذیر ہوئی

لاہور (زیڈ این این) نوجوانوں میں منشیات کے بڑھتے ہوئے رجحان کے خلاف شعور بیدار کرنے کے لیے "رائیڈ فار اے کاز" کے عنوان سے سائیکل ریلی کا انعقاد کیا گیا، جس میں نوجوانوں، کھلاڑیوں اور شہریوں کی بڑی تعداد نے شرکت کرتے ہوئے منشیات سے پاک معاشرے کے قیام کے عزم کا اظہار کیا۔ ریلی کا آغاز لبرٹی چوک سے ہوا۔ شرکاء نیو اوریگا، صدیق ٹریڈ سینٹر، کنیرڈ کالج اور جی او آر سے ہوتے ہوئے باغ جناح پہنچے، جہاں ریلی اختتام پذیر ہوئی۔ تقریب میں چیئرمین پرائم منسٹر یوتھ پروگرام رانا مشہود احمد خان نے خصوصی شرکت کی۔

بینکنگ کورٹ: ملزم احسن رشید کو ایک سال قید، 5 لاکھ جرمانہ کی سزا

ایک ملزم علی احسن کو اشتہار قرار دیا جبکہ ملک محمود احمد اور محمد عارف رشید کو بری کر دیا

لاہور (زیڈ این این) ایڈمن جج و ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج محمد کاشف جج بینکنگ کورٹ نمبر 3 نے حبیب میٹرولیٹن بینک کے دائر استغاثہ میں فیصلہ سناتے ہوئے ملزمان احسن رشید کو ایک سال کے لئے جیل بھیج دیا جبکہ دوسرے ملزم علی احسن کو اشتہاری قرار دیدیا۔ جبکہ کیس میں شامل ملک محمود احمد، محمد عارف رشید کو بری کر دیا گیا۔

چیف ایڈیٹر	میاں محمد فیاض
مینجنگ ایڈیٹر	صدف الطاف چوہدری
سینئر گروپ ایڈیٹر	ڈاکٹر محمد احسن محمود
ڈائریکٹر	چوہدری عمران شوکت
گروپ ایڈیٹر	علی حسین شیرازی
ایڈیٹر	امداد اللہ قریشی
ڈپٹی ایڈیٹر	شہروز میاں
لیگل ایڈوائزر	وقار اے شیخ ایڈووکیٹ سپریم کورٹ

پبلشر احسن یوسف نے تجارت پرنٹرز سے چھپوا کر 14 ڈیوس روڈ لاہور سے شائع کیا۔ آفس نمبر 2 اباسین کمپلیکس 8 ڈیوس روڈ لاہور

سیشن جج سید علی عمران اور قیصر نزیر بٹ کے اعزاز میں عشائیہ

فلیٹیز ہوٹل میں منعقدہ تقریب میں ججز، سینئر وکلا اور عدالتی شخصیات کی شرکت

لاہور (زیڈ این این) سیشن جج سید علی عمران اور سیشن جج قیصر نزیر بٹ کے اعزاز میں فلیٹیز ہوٹل لاہور میں عشائیے کا اہتمام کیا گیا، جس میں ... کے جوڈیشل اینڈ کیس مینجمنٹ آفیسر محمد تنویر اکبر، سول جج حارث منیر، سول جج مظہر فرید چشتی سمیت سینئر وکلا اور دیگر معزز شخصیات بھی موجود تھیں۔

لاہور: گریٹر اقبال پارک میں بنی مصنوعی جھیل کا خوبصورت منظر

خانیوال: لاہور سے کراچی جانے والی شالیمار ایکسپریس کی ڈی ریل ہونے والی ڈائننگ کار